مصائب آلِ محمدؐ پر ایک مفصل کتاب

مصائب آلِ محمدؐ

مترجم

موسیٰ بیگ نجفی

حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر

ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور ۔ پاکستان

PART 3

مصائب اسیران کربلا

صفحہ 286 سے صفحہ 393

نام کتاب : مصائب آل محمدؐ

مولف : محمد محمدی اشتہاردی

مترجم : موسیٰ بیگ نجفی

تصحیح و نظر ثانی : بلال حسین مہدی

کمپوزنگ : جعفر سرور

قیمت ۲۰۰/- روپے

کربلا

حق و باطل کی کشمکش اور ظلم و عدالت کے مابین جنگ کی سرزمین کربلا یہ ان آزاد و حریت پسندوں کی خوابگاہ ہے جنہوں نے موت کو ذلت پر ترجیح دی۔

حسینؑ، زینبؑ، کربلا، یہ تین نام

جن کے تصور سے پوری تاریخ ذہن میں آجاتی ہے۔

حسین کونؑ□

رسول اعظمؐ کا فرمان **حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ** حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُحِبُّهُ وَاُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ

خدایا مجھے حسینؑ سے محبت اور حسینؑ سے محبت کرنے والوں سے محبت ہے۔

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ

رسول اللہؐ کو دیکھا زبان حسینؑ اس طرح چوس رہے تھے جیسے انسان کھجور چوستا ہے۔ (احمد ابن حنبل)

امام حسینؑ نے بہن زینبؑ کو ساتھ لیا بچوں کو لیا منازل طے کرتے ہوئے کربلا میں وارد ہوئے، ہر قسم کے مصائب و آلام کا مقابلہ کیا۔

حسینؑ شہید ہوئے اور زینبؑ کبریٰ نے فوج کی کمان سنبھال لی۔

عورتوں، بیواؤں بچوں کا قافلہ قید کی حالت میں کوفہ، شام کے بازاروں درباروں سے ہوتا ہوا زندان شام میں سال گذارا

پھر یزید نے رائے عامہ سے مجبور ہو کر اہل بیت رسولؐ کی قید ختم کردی بھائی اور شہداء کا غم شام میں منایا سات دن واقعات کربلا عورتوں کے سامنے بیان کئے پھر قافلہ وارد کربلا ہوا بھائی کی قبر پر اپنے آپ کو ڈالتے ہوئے کہا بھائی میں تجھے کفن نہ پہنا سکی۔

بھائی دو شہروں کی شکایت کرتی ہوں ایک کوفہ دوسرا شام تیری بہنیں کئی گھنٹے کھڑی رہیں اور نام نہاد مسلمان کرسیوں پر بیٹھے رہے جن کے مٹانے کا قصد تھا وہ زندہ جاوید اور یزید خود مٹ گیا۔

آخر کیوں؟

امام کا مقصد بلند وعالی تھا، وہ ہے اسلام کی اپنی اصلی حالت میں بقاء ترامیم کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اب یزید کا مارشل لاء جس میں اس کا ہر قول و فعل قانون اسلامی کا درجہ حاصل کر رہا تھا امام نے اپنا اور جان نثاروں کا خون پیش کر کے ان نام نہاد مسلمانوں کے چہرہ سے نقاب الٹ دی اور واضح کردیا۔

حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَحَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یہ لوگ اگر اسلام پر عمل پیرا ہوتے تو مسلم ورنہ اسلام کے احکام اٹل ہیں کسی کو ترمیم تغیر و تبدل اور تبدیلی کا حق نہیں۔

سفر شروع کرتے وقت اپنے بھائی محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا

إِنِّی لَمْ أَخْرُجْ أَشِرًا وَلَا بَطِرًا وَلَا مُفْسِدًا وَلَا ظَالِمًا وانما خرجت لطلب الاصلاح فی امة جدی ارید ان امر بالمعروف وانهی عن المنکر واسیر بسیرة جدی وابی علی ابن ابی طالبؑ

میرا خروج خود پسندی فساد و ظلم کے لیے نہیں میرا مقصد اپنے جد کی امت کی اصلاح ہے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے رہا ہوں اپنے جد اور اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی سیرت پر عمل پیرا ہوں۔

حر کے لشکر کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ الْحَقَّ لَا یُعْمَلُ بِهِ وَأَنَّ الْبَاطِلَ لَا یُتَنَاهَی عَنْهُ

کیا دیکھ نہیں رہے کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا باطل سے روکا نہیں جا رہا

فَإِنِّی لَا أَرَی الْمَوْتَ إِلَّا سَعَادَةً وَالْحَیَاةَ مَعَ الظَّالِمِینَ إِلَّا بَرَمًا

میں موت کو سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو ذلت و ھلاکت سمجھتا ہوں امام حسین کی قربانی سے دین اسلام محفوظ اور تعلیمات قرآن زندہ جاوید بن گئیں امام کی شہادت سے بنی امیہ محکوم وتباہ ہوئے۔

تحول فکری ایجاد ہوا کہ فتح و نصرت تلوار و تیر و کلاشنکوف سے نہیں بلکہ خون دے کر بھی نصرت و فتح حاصل کی جاسکتی ہے۔

ملت مسلمہ کے پاس حسینؑ و اس کے رفقاء کی قربانی کی بدولت تعلیم و تربیت و اصلاح کا مرکز امام بارگاہ و مسجد کی صورت میں مہیا ہوگیا۔

جس پر قوم کئی ملین خرچ کرتی اور تربیت حاصل کرتی ہے حسین کی شہادت پر گریہ و زاری - عزاداری ظالموں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔

جس کے اثرات انمنٹ و نقوش ابدی ہیں۔

زیر نظر سوگ نامہ 1370ھ میں شائع ہوا اس کی مقبولیت عامہ کہ اب چوتھی دفعہ چھپ رہا ہے اردو زبان میں منتقل کرنے کا کارنامہ جامعۃ المنتظر کے بزرگ و مشہور عالم دین حجتہ الاسلام جناب مولانا موسیٰ بیگ نجفی نے سرانجام دیا ہے اس قدر بزرگ عالم کا ترجمہ کتاب کی اہمیت کو اور دوبالا کردیتا ہے بعض مقامات کا ملاحظہ کیا ہے کتاب مفید اور ذاکرین و واعظین و مقررین سب کے لیے یکساں استفادہ کے قابل ہے۔

خداوند قدوس مترجم بزرگوار کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور اس طرح کی خدمات بجالانے کی قوت و طاقت عطا فرمائے۔

حافظ سید ریاض حسین نجفی

جامعۃ المنتظر لاہور

30 ذ - ق 1419ھ مطابق 19 مارچ 1999

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّکِیْنَ بِوِلَایَةِ عَلِیٍّ وَاَوْلَادِهِ الطَّاهِرِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَاَشْرَفِ بَرِیَّتِهٖ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ الطَّاهِرِیْنَ اَمَّا بَعْدُ

چند سال قبل میری نظر حجتہ الاسلام و المسلمین آقائی محمد محمدی اشتہاردی کی تالیف (سوگ نامہ آل محمدؑ) پر پڑی۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مصائب آل محمد کا ایک باب نہیں بلکہ ایک مکمل تاریخ ہے اسی وقت میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اسے فارسی سے اردو قالب میں ڈھال کر پاکستان کے واعظین اور ذاکرین کی خدمت میں تحفتاً پیش کروں تاکہ آل محمد کے مصائب عوام تک پہنچ سکیں۔ یہ کتاب ان عاشقان توحید کی داستان حیات کا اجمالی تذکرہ ہے۔ جنہوں نے تاریخ میں موت کا مفہوم ہمیشہ کے لیے بدل دیا اور موت کو شہد سے زیادہ شیریں ہونے کا عملی ثبوت پیش کردیا۔ جنہوں نے جام شہادت نوش کرکے رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کو یہ درس دیا کہ زندگی اور موت صرف خدا کے لیے ہے۔

یہ کتاب تاریخ کربلا کے ہر نشیب و فراز کی عکاسی ہے یہ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1- پہلے حصے میں چہاردہ معصومینؑ میں سے ہر ایک پر ڈھائے گئے مصائب کا انتہائی دلسوز مطالب کے ساتھ جدا جدا تذکرہ کیا گیا ہے۔

2- اس کتاب کے دوسرے حصے میں وہ شہداء کربلا کہ جن کو تین دن کا بھوکا اور پیاسا رکھ کر لق و دق صحرا میں تپتی ہوئی ریت پر شمشیر جفا سے شہید کیا گیا۔ اس قافلہ توحید کے مصائب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

3- آخری حصہ میں وارثان تطہیر جن کو بے مقنعہ و چادر بے پلان اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ و شام کے بازاروں سے گزارا گیا۔ ان اسیران کوفہ و شام کے مصائب کو قلمبند کیا گیا ہے۔

من جملہ اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی دل کو خون رلانے والے عربی اور فارسی اشعار کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور اعراب بھی لگادئے گئے ہیں تاکہ ہر آدمی آسانی سے پڑھ سکے۔

ہر صاحب نظر اس کتاب کا مطالعہ کرکے یہی فیصلہ دے گا کہ اس کتاب (مصائب آل محمدؑ) کے ہوتے ہوئے مصائب کی کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنی جامعہ اور ضخیم تقریباً چھ سو 600 پر صفحات پر مشتمل کتاب کا ترجمہ میں نے ایک ماہ کی کم مدت میں کیا ہے ہوسکتا ہے کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ مجھے متوجہ کریں اور میں جناب آغا بلال حسین مھدی کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے کتاب کی تصحیح میں میری معاونت کی۔

آخر میں میں اپنے والد مرحوم اور والدہ مرحومہ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آل محمد کے صدقے میں ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور میری عاقبت بخیر ہو۔ (آمین یا رب العالمین)

دعاگو

موسیٰ بیگ نجفی

مدرس جامعۃ المنتظر - لاہور

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	وصیت امام خمینیؒ	1
2	پیش لفظ	2
3	پیش گفتار	3
4	عزاداری امام حسینؑ کے ثواب کے بارے چند روایات	4
5	اھل بیتؑ کی مصیبت میں اشعار پڑھنے کا ثواب	5
6	عزاداری کا مقصد	5
7	آغاز عزاداری کی تاریخ	6
8	امام حسینؑ کا عزاداری کرنا	8
9	موجودہ کتاب کے بارے میں	9
پہلا حصہ	(مصائب چہاردہ معصومینؑ)	
10	(پہلے معصومؑ) حضرت رسول اکرمؐ کی رحلت	11
11	پیغمبر اسلام کا فاطمہؑ کو تسلی دینا	12
12	آغوش پیغمبر میں حسنؑ و حسینؑ	13
13	علیؑ و فاطمہؑ کا مرثیہ پیغمبرؐ کی جدائی میں	14
14	(دوسری معصومہؑ) حضرت فاطمۃ الزہرا کی شہادت	17
15	جناب فاطمہؑ کا در و دیوار کے درمیان آنا	17
16	جناب فاطمہ زہراءؑ کی وصیت	19
17	حضرت فاطمہ الزہراءؑ سے حضرت علیؑ کے چچا عباس کی ملاقات بغرض عیادت	20
18	فاطمہ الزہراءؑ کی شہادت کا غم انگیز لمحہ	21
19	حضرت امام علیؑ جناب فاطمہؑ کے جنازے پر	22
20	حضرت علیؑ فاطمہ الزہراءؑ کی قبر کے نزدیک	24
21	(تیسرے معصومؑ) حضرت علیؑ کے مصائب کا ذکر	27
22	حضرت علیؑ کی پانچ سالہ حکومت	27
23	خوارج کے حیلے و مکر	28
24	حضرت علیؑ کی شہادت کی خبر	29
25	حضرت علیؑ کے سر پر ضربت لگنے کا واقعہ	30
26	ابن ملجم اور ساتھیوں کے فرار کا واقعہ	31
27	حضرت زینبؑ کا سوال اور باپ کا جواب	32
28	حضرت علیؑ سے اصبغ ابن نباتہ کی ملاقات	33
29	حضرت امام حسینؑ کا رونا	34
30	حضرت علیؑ کے فرزند حضرت کے بستر کے قریب	35
31	حضرت علیؑ کے دفن کا واقعہ	37
32	امام حسنؑ کا خطاب	37
33	حضرت علیؑ کی قبر پر ایک نابینے فقیر کا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا	38
34	خوارج کے گروہ کو دنیا میں سزا	40
35	(چوتھے معصومؑ) امام حسنؑ کے مصائب کا ذکر	41
36	معاویہ کے آدم کش حیلے	41
37	خوارج کے حیلے	42
38	حضرت امام حسنؑ کو زہر دینا	42
39	امام حسینؑ سے وصیت کرنا	43
41	بعض کا اعتراض اور امام حسینؑ کا جواب	44
42	امام حسنؑ کے جنازے پر تیر	45
43	امام حسینؑ کا مرثیہ بھائی کی مصیبت پر	46
44	طشت میں جگر کے ٹکڑے	48
45	امام حسنؑ کی شہادت اور معاویہ کی مسرت	49
46	(پانچواں معصومؑ) امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر	51
47	(چھٹے معصومؑ) امام سجادؑ کے مصائب کا ذکر	54
48	حضرت سجادؑ کو زہر دینا	55
49	حضرت امام سجادؑ کی اونٹنی کی موت کا دلسوز واقعہ	56
50	امام سجادؑ کے بدن پر زخموں کے نشان	56
51	(ساتواں معصومؑ) حضرت امام محمد باقرؑ کے مصائب کا ذکر	57
52	ھشام کے مظالم امام محمد باقرؑ پر	57
53	حضرت امام محمد باقرؑ قید خانے میں	58
54	حضرت امام محمد باقرؑ کو زہر دینا	58
55	حضرت امام محمد باقرؑ کی وصیت	59
56	(آٹھویں معصومؑ) حضرت امام جعفر صادقؑ کے مصائب کا ذکر	61
57	حضرت امام صادقؑ پر منصور کی سختی	61
58	حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر کو آگ لگانا	62
59	مسئلہ پوچھنے کے لیے ایک طریقہ اختیار کرنا	62
60	امام صادقؑ کے ساتھ منصور کا سختی سے پیش آنا	63
61	امام جعفر صادقؑ کی شہادت	63
62	امام کی وصیت صلہ رحمی اور نماز کے بارے میں	63
63	حضرت امام صادقؑ کی شہادت کی خبر سے منصور کا رد عمل	64
64	(نویں معصومؑ) امام موسیٰ کاظمؑ کے مصائب کا ذکر	66
65	فدک کے حدود	66
66	ایک عجیب واقعہ	67

67	محمد بن اسماعیل کا چغلخوری کرنا	67
68	علی بن اسماعیل کا چغلخوری کرنا	69
69	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کرنا	70
70	(مختلف قید خانے) عیسیٰ بن جعفر کے قیدخانے میں	70
71	فضل بن ربیع کے قیدخانے میں	71
72	فضل بن یحییٰ کے قید خانے میں	71
73	سندی بن شاہک کے قید خانے میں	71
74	ایک کنیز کا حضرت سے متاثر ہونا	72
75	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت کا واقعہ	73
76	طبیب کا امام موسیٰ کاظمؑ کے سرہانے آنا اور میت کے لبوں کی حرکت	74
77	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو قریش کے مقبرہ میں دفن کرنا	75
78	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی مناجات	75
79	حضرت موسیٰ کاظمؑ پر درود کے چند جملے	76
80	(دسویں معصومؑ) حضرت امام علی رضاؑ کے مصائب کا ذکر	79
81	امام رضاؑ ہارون کے زمانے میں	79
82	حضرت امام رضاؑ مامون کی خلافت کے زمانے میں	80
83	حضرت امام رضاؑ کا مکہ و مدینہ کو الوداع کہنا	81
84	حضرت امام رضاؑ نیشاپور میں	82
85	حضرت امام رضاؑ مرو میں اور ولایت کا مسئلہ	83
86	مامون کی نقشہ کشی کا بے اثر ہونا	83
87	حضرت امام رضاؑ کی شہادت	84
88	ابوصلت کی روایت اور امام جوادؑ کا حاضر ہونا	86
89	(گیارھویں معصومؑ) حضرت امام جوادؑ کے مصائب کا ذکر	90
90	ام الفضل سے شادی کا واقعہ	90
91	حضرت امام جوادؑ میدان علم کا دلاور	92
92	حضرت امام جوادؑ کا مدینے کی طرف لوٹنا	92
93	حضرت امام جوادؑ کی شہادت	93
94	(بارھویں معصومؑ) حضرت امام ھادیؑ کے مصائب کا ذکر	95
95	آل علیؑ کے ساتھ متوکل کی دشمنی	95
96	حضرت امام ھادیؑ کی سامرہ کی طرف جلاوطنی کرنا	95
97	حضرت امام ھادیؑ قیدخانے میں	96
98	متوکل کے دسترخوان پر شراب	97
99	حضرت امام ھادیؑ کی شہادت	97
100	(تیرھویں معصومؑ) حضرت امام حسن عسکریؑ کے مصائب کا ذکر	100
102	حضرت امام حسن عسکریؑ قید خانے میں	101

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیت امام خمینیؒ

امام خمینیؒ (قدس سرہ) کی وصیت عزاداری کے بارے میں

ہمیں سید الشہداءؑ نے کس طرح سے ہم آہنگ کیا ہے کیا ہم ان پر اظہار افسوس نہ کریں۔ کیا ہم ان پر گریہ نہ کریں یہ گریہ بر حسینؑ ہمارا مطمع نظر ہے خبردار! ہم کہیں شیاطین کے دھوکے میں نہ آجائیں۔ یہ ہم سے عزاداری کو چھینتا چاہتے ہیں۔ ان کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ علماء کا فریضہ ہے کہ امام حسینؑ کی مظلومیت کا پرچار کریں باوقار طریقے سے جلوس نکالیں اور سینہ کوبی کریں۔ کچھ جوان آکر کہتے ہیں کہ اب رونے کا کیا فائدہ! اس قسم کے لوگ سراسر غلط کہتے ہیں اگرچہ ہم عمر بھر امام حسینؑ کے لئے گریہ کریں تو اس سے سید الشہداءؑ کو کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن اس میں ہمارا فائدہ اور ہماری نجات ضرور ہے۔

(صحیفہ نور ج 8 ص 218)

237	شہداء کربلا کو کس طرح دفن کیا گیا	296
238	حضرت امام سجادؑ حضرت عباسؑ کے لاشہ پر	298
239	شہداء کربلا کی قبور کے بارے میں مناسب اشعار	299
240	کوفہ میں اھل بیتؑ کے مصائب	300
241	اھل بیتؑ کو کوفہ کے باہر روکے رکھنا	301
242	جناب ام کلثومؑ کا خطاب اور مرثیہ	301
243	مسلم مستری کا بیان	304
244	حضرت زینبؑ کا مرثیہ	305
245	جناب زینبؑ کا خطبہ	307
246	ابن زیاد کے دربار کے واقعات	310
247	مختار کا شدید اعتراض	312
248	ایک غیرت مند مسلمان کا نذر کرنا	313
249	جناب رباب کا مرثیہ پڑھنا	313
250	اھل بیتؑ کو قید کرنا	315
251	قید خانے کے مصائب	315
252	امام حسینؑ کے سراقدس کا قرآن پڑھنا	316
253	عبداللہ بن عفیف نابینا کی شہادت	317
254	کوفہ سے شام تک کے مقامات کے مصائب	319
255	اھل بیتؑ قصربنی مقاتل میں	319
256	امام حسینؑ کا ایک فرزند	321
257	قافلہ اھل بیتؑ عسقلان میں	321
258	قافلہ اھل بیتؑ بعلبک میں	322
259	دیر راھب میں امام حسینؑ کا سرمقدس	323
260	داخلہ شام اور سہل ساعدی کا واقعہ	325
261	اھل بیتؑ کا دربار یزید میں داخل ہونا	327
262	فاطمہؑ اور سکینہؑ کا جناب زینبؑ کے ساتھ پناہ لینا	330
263	حضرت امام رضاؑ کا کلام	330
264	یزید کی بے ھودہ باتیں	331
265	امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا	281
266	یزید کے دربار میں جناب سکینہؑ کی غمناک حالت	332
267	سفیر روم کا اعتراض	333
268	سات مصیبتیں امام سجادؑ کی زبان سے	334
269	حضرت امام سجادؑ کا خطبہ	336
270	ایک شامی مرد کی گستاخی	337
271	امام سجادؑ کی زبان سے مصائب کا بیان	338

پیش لفظ

یہ کتاب کافی عرصہ قبل 1370 سال شمسی میں وسیع پیانہ پر شائع ہو چکی ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کی بناء پر یہ کتاب جلد ہی نایاب ہوگئی ہے اب تھوڑی سی تجدید نظر کے ساتھ چوتھی اشاعت پیش خدمت ہے۔

باوجود مشکلات کے آئمہ معصومینؑ کو جب بھی انہیں موقع ملا امام حسینؑ کے نام کو زبان پر لائے اور حسینؑ کے نام کو زندہ رکھا۔

کیونکہ امام حسینؑ کے نام کو یاد رکھنا سرکش اور نافرمان لوگوں کے لئے خطرے کا باعث ہے اس لیے ہم یاد حسینؑ سے طاغوت کے خلاف انقلاب کا بیج مسلمانوں کے دلوں میں بونا چاہتے ہیں اور عزاداری حسینؑ کو زندہ رکھنا ہر اھل ایمان پر لازم ہے۔

اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آئمہ طاہرینؑ کی عزاداری کی سنت کی تجدید پر ہی اکتفانہ کریں بلکہ ان کے کردار، سیاسی افکار اور ان کے مبارزات کو بھی اپنا سرمشق قرار دیں جیساکہ امام سجادؑ نے فرمایا **اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ یَقْتَدِیْ بِسُنَّۃِ اِمَامٍ وَلَایَقْتَدِیْ بِاَعْمَالِہٖ** خداوند تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص زیادہ ناپسند ہے جو امامؑ کی سنت کی پیروی کرے لیکن امامؑ کے طریقہ کی پیروی نہ کرے۔ ہم نے پہلے کہا تھا کہ ہمارے آئمہ طاہرینؑ کو جب بھی موقع ملا حضرت امام حسینؑ اور ان کے انصار کی یاد کی تجدید کرتے تھے یہاں پر نمونہ کے طور پر دو واقعے بیان کرتا ہوں کہ جو اس کتاب میں مذکور نہیں۔

1- ایک دن امام سجاد علیہ السلام نے مدینہ کے بازار میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ **اِرْحَمُوْنِی اَنَا رَجُلٌ غَرِیْبٌ** مجھ پر رحم کرو میں ایک غریب آدمی ہوں امام سجاد علیہ السلام نے اس سے فرمایا اگر تم اس مقام پر مرجاؤ تو کیا تمہارا جنازہ دفن کے بغیر رہ جائے گا؟

اس نے تعجب سے کہا اللہ اکبر کس طرح میرا جنازہ دفن نہیں ہوگا جب کہ میں لوگوں کے سامنے مر رہا ہوں اس وقت امام سجادؑ اپنے بابا کے مصائب کو یاد کرکے مضطرب ہوگئے اور فرمایا

وَا اَسَفَاہُ عَلَیْکَ یَا اَبَتَاہُ تَبْقٰی ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ بِلَا دَفْنٍ وَ اَنْتَ اِبْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ہائے افسوس! اے بابا کہ آپ کا جنازہ تین دن دفن کے بغیر پڑا رہا حالانکہ آپ نواسہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔

2- جس وقت منصور دوانیقی کے حکم سے امام جعفرصادق علیہ السلام کے گھر کو آگ لگائی گئی تو اس کے بعد ایک دن شیعوں میں سے ایک شخص حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضرتؑ کو دیکھا کہ بہت زیادہ غمگین ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اس نے حضرتؑ سے اس کی وجہ پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایا کہ کل جب ہمارے گھر میں آگ کے شعلے بلند ہوئے حالانکہ اس وقت میں گھر میں موجود تھا۔ گھر کی مستورات نالہ و فریاد کرتی ہوئیں ادھر ادھر بھاگ رہی تھیں ان مستورات کو آگ نہیں لگی تھی اس وقت مجھے اپنے جدامام حسین

171	عاشق رسولؐ حضرت جونؑ کی شہادت	185
172	حضرت امام حسینؑ کے موذن کی شہادت	188
173	اصحاب میں سے آخری شہید	189
174	اھل بیتؑ کے شہداء کی شہادت کابیان	189
175	امام حسینؑ کے فرزندوں کی تعداد	190
176	حضرت علی اکبرؑ کی شہادت	191
177	حضرت امام حسنؑ کی اولاد کربلا میں	197
178	حضرت قاسمؑ کی شہادت	198
179	حسن مثنیٰ کا زخمی ہونا	201
180	حضرت عبداللہ اصغرؑ کی شہادت	201
181	حضرت زینبؑ کے دو فرزندوں کی شہادت	203
182	عون و محمد کی شہادت کی خبر عبداللہ ابن جعفر کو	205
183	حضرت عباسؑ کی شہادت	205
184	حضرت عباسؑ کا بلند مقام	206
185	حضرت عباسؑ کے القاب	207
186	امام زمانؑ کا سلام حضرت عباسؑ پر	209
187	حضرت ابوالفضلؑ کی شجاعت	210
188	حضرت عباسؑ کے بھائیوں کی شہادت	211
189	زھیر بن قین کی ملاقات حضرت عباسؑ سے	211
190	جناب عباسؑ کی روانگی	213
191	حضرت عباسؑ کو باپ کی وصیت	214
192	حضرت عباسؑ کی شہادت	216
193	حضرت امام حسینؑ کا خالی ہاتھ فرات سے لوٹنا	218
194	حضرت عباسؑ کے زبان حال سے	219
195	حضرت عباسؑ اور امام حسینؑ کی گفتگو	221
196	حضرت زینبؑ کا گریہ کرنا	223
197	حضرت عباسؑ کی شہادت کا ایک اور نقشہ	224
198	کچھ مزید	227
199	عبداللہ رضیع کی شہادت	228
200	حضرت علی اصغرؑ کی شہادت	231
201	رباب کا زبان حال	233
202	سکینہؑ کی آمد حضرت علی اصغرؑ کے لاشے پر	235
203	دشمن کی زبان سے انصار امام حسینؑ کی شجاعت کا ایک نقشہ	236
204	حضرت امام حسینؑ کے مصائب	237
205	امام سجادؑ سے الوداع کرنا	238
272	حضرت زینبؑ کا خطبہ	340
273	حضرت امام سجادؑ کا خطبہ	345
274	جناب سکینہؑ کا جانسوز خواب	350
275	ھند کی ملاقات آل محمد کے قیدیوں کے ساتھ	351
276	حضرت رقیہؑ کی شہادت	353
277	حضرت رقیہؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ	354
278	شام سے مدینہ تک اھل بیتؑ کے سفر کے واقعات	357
278	حضرت رقیہؑ کی یاد	359
280	قافلہ اھل بیتؑ شہداء کی قبروں کے نزدیک	360
281	چہلم کے واقعات	364
282	جابر اور عطیہ کون ہیں؟	366
283	امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب	368
284	شہداء کی قبروں سے وداع کرنے کا واقعہ	368
285	حضرت سکینہؑ کا مرثیہ	369
286	اھل بیتؑ کے مدینہ میں داخل ہونے کے مصائب	
287	جناب کلثومؑ کا مرثیہ	370
288	مدینہ والوں کے نام بشیر کا پیغام	371
289	جناب ام البنین کی ملاقات جناب زینبؑ کے ساتھ	373
290	امام سجادؑ کا خطبہ مدینہ والوں کے لیے	373
291	اھل بیتؑ کا مدینے میں داخل ہونا	374
292	اھل بیتؑ کا جناب فاطمہ زھراءؑ کی قبر پر جانا	377
293	محمد حنفیہ کی امام سجادؑ کے ساتھ ملاقات	379
294	مدینے میں عزاداری قائم کرنا	379
295	مصائب ام البنین	380
296	ام البنین کا مرثیہ اپنے فرزندوں کے لیے	381
297	جناب زھراءؑ کی جناب عباسؑ کے ساتھ محبت	384
298	قیام مختار	385
299	مختار کون تھے؟	387
300	حضرت مختار کا دوبارہ قید میں جانا	387
301	مختار کے قیام کا آغاز	389
302	یزید کی ھلاکت	389
303	مختار کی کامیابی	390
304	ابن زیاد کو قتل کرنا	391
305	اھل بیتؑ کے دشمن اپنے انجام کو پہنچے	392

نمبر	عنوان	صفحہ
103	حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کا واقعہ	103
104	(چودھویں معصومؑ) حضرت امام محمد مہدیؑ کے مصائب کا ذکر	107
105	زیارت ناحیہ کے چند جملے	107
106	امام زمانہ کا درود و سلام	109
107	دعائے ندبہ کے چند جملے	112

دوسرا حصہ

مصائب شہداء کربلا

نمبر	عنوان	صفحہ
108	معاویہ کی وصیت یزید کو	114
109	یزید کا خط حاکم مدینہ کے نام	115
110	امام حسینؑ کی گفتگو ولید کے ساتھ	115
111	مروان اور ولید کی گفتگو	116
112	امام حسینؑ کی مدینے سے مکہ ہجرت	117
113	کوفہ والوں کے خطوط	118
114	حضرت مسلمؑ کا کوفہ میں امام کا خط پڑھنا	119
115	حضرت مسلمؑ کے مصائب کا ذکر	119
116	ابن زیاد کا دھوکہ	119
117	کوفہ والوں کی بے وفائی اور حضرت مسلمؑ کی تنہائی	120
118	حضرت مسلمؑ طوعہ کے گھر میں اور شہادت	121
119	حضرت مسلمؑ کی گفتگو ابن زیاد کے ساتھ	123
120	حضرت مسلمؑ کی وصیتیں	124
121	شہادت عبداللہ بن مسلم	127
122	ھانی بن عروہ کی شہادت	128
123	طفلان حضرت مسلمؑ کی شہادت	131
124	شیخ صدوق کی روایت	136
125	امام حسینؑ کا مکہ سے نکلنا	138
126	امام حسینؑ کا وصیت نامہ	138
127	امام حسینؑ کا خطبہ مکہ سے نکلتے وقت	139
128	اھل کوفہ کی منافقت	139
129	قاصد امام قیس ابن مسہر کی شہادت	140
130	حضرت علی اکبر کا دلکش کلام	141
131	امام کا لوگوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کرنا	142
132	خوش بخت سردار زہیر ابن قین	143
133	نو عروس وھب کا واقعہ	145
134	وھب کی ماں کا زبان حال	146
135	وھب کی ماں کے مناجات	148
206	امام حسینؑ کی وداع کا ایک واقعہ	239
207	امام حسینؑ کا سکینہؑ سے وداع کرنا	241
208	امام حسینؑ کا جناب زینبؑ سے الوداع کرنا	242
209	جناب زینبؑ کا زبان حال	243
210	وداع کے وقت ایک جگرسوز واقعہ	246
211	امام حسینؑ کی شجاعت	247
212	امام حسینؑ آب فرات کے قریب	253
213	حضرت زینبؑ قتل گاہ کے قریب	255
214	تیر سہ شعبہ اور پتھر کا لگنا	256
215	امام حسینؑ کی گفتگو شمر کے ساتھ	258
216	امام حسینؑ کی نماز اور مناجات	259
217	عشق داور	261
218	ذوالجناح کی مصیبت کا بیان	264
219	جناب سکینہؑ اور ذوالجناح	265

تیسرا حصہ

مصائب اسیران کوفہ و شام

نمبر	عنوان	صفحہ
220	دشمن کا لوٹ مار کرنا	268
221	سنگ دل دشمن کا کلام	271
222	جناب زینبؑ کا ناقابل فراموش واقعہ	271
223	جناب فاطمہؑ کا دلسوز واقعہ	272
224	خیموں کو آگ لگانا	273
225	جناب زینبؑ امام سجادؑ کے خیمہ کے قریب	274
226	چند بچے اور ایک خاتون کی شہادت	275
227	ساربان کا ظلم	275
228	شہداء کے سر مبارک	277
229	سر امام خولی کے تنور میں	278
230	خولی کی بیوی کا مرثیہ پڑھنا	278
231	شام غریباں کی مصیبت	281
232	شام غریباں کے واقعات بہت زیادہ دلسوز ہیں	282
233	(گیارھویں محرم) کی مصیبت پر ایک نظر	286
234	حضرت امام سجادؑ کے مصائب پارہ پارہ بدن کے ساتھ	292
235	اسیران کا لاشوں سے وداع کرنا	293
236	شہداء کربلا کا دفن کرنا	296

136	حضرت مسلم و ہانی کی شہادت کی خبر	149
137	حضرت مسلمؑ کے لئے عزاداری کرنا	149
138	حر بن یزید ریاحی کی لشکر امام سے ملاقات	150
139	نماز جماعت کا واقعہ	151
140	امام کی حر کے ساتھ گفتگو	152
141	امام کا خطبہ بیضہ کے مقام پر	153
142	امام حسینؑ کا کربلا میں ورود	154
143	عمر سعد کا کربلا میں ورود	156
144	امام کے پیغام رسان بریر کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ	158
145	امام کی گفتگو عمر سعد کے ساتھ	159
146	عمر سعد کا جھوٹا خط ابن زیاد کے نام	160
147	(نویں محرم کے واقعات)	161
148	دشمن کی امان کو رد کرنا	162
149	شب عاشورہ کے واقعات (اصحاب کی وفاداری)	164
150	امام حسینؑ کا امام مھدیؑ کو یاد کرنا	165
151	شب عاشورہ حضرت زینبؑ کا اضطراب	165
152	شب عاشورہ خدا کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنا	167
153	شب عاشور نافع بن ھلال کا یادگار واقعہ	168
154	دشمن کے راستے میں خندق کھودنا	169
155	بریر کا مذاح کرنا	169
156	شب عاشورہ آدھی رات کو دو جگہوں پر اجتماع	170
157	حضرت امام حسینؑ کا خواب دیکھنا	170
158	روز عاشورہ کے واقعات	171
159	امام حسینؑ کے اصحاب	172
160	حر بن یزید ریاحی کی آمد	173
161	حر کی ایک فریاد	175
162	حضرت حر کی شہادت	176
163	امام سجادؑ کا کلام حر کی لاش پر	178
164	حر کے فرزند بکیر کی شہادت	178
165	مسلم بن عوسجہ کی مصیبت کا بیان	179
166	حبیب ابن مظاہر کی مصیبت کا بیان	180
167	بنی اسد کی ایک جماعت کا واقعہ	181
168	حضرت حبیب ابن مظاہر کی شہادت کا بیان	182
169	بنی اسد کے ایک شیر دل سن رسیدہ شخص کی شہادت	184
170	جناوہ اور اس کے بیٹے کی شہادت	184

کے اھل بیتؑ یاد آگئے کہ عاشور کے دن کس طرح انہوں نے مل کر خیموں پہ حملہ کیا۔ اس وقت دشمن آواز دیتا تھا کہ باغیوں کے گھروں کو جلا دو۔

امید ہے کہ یہ کتاب اس مقصد میں فائدہ مند ثابت ہوگی۔ (حوزہ علمیہ قم: محمد محمدی اشتہاردی)

پیش گفتار

امام حسین علیہ السلام دنیا میں تشریف ہی اس لیے لائے کہ ہر دور اور ہر خطے میں ظلم و جور، غرور و تکبر اور استبداد و طاغوت کے خلاف فیصلہ کن احتجاج کریں اور ان کے مقابلے میں حقیقی جذبات کی آگ کو شعلہ ور کر دیں، صرف یہیں تک نہیں بلکہ ابد تک خدا کی یاد اور پیغمبرانؑ الہی کے پاکیزہ نظام اور مکتب فکر کی شمع فروزاں کریں لہٰذا یہ بات ہرگز درست نہیں کہ امام حسینؑ اسلامی قرن اول کی عبقری شخصیت ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ہر دور اور ہر قرن و صدی میں اپنے عظیم مشن کے حوالہ سے رہبر و رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے بھی بالاتر یہ کہ سالوں، مہینوں، ہفتوں، دنوں، گھنٹوں، دقیقوں اور لمحوں کی دوش پر آپ کا پرچم وجود بلند نظر آتا ہے کیونکہ آپ اپنے مقدس ہدف کا نمونہ تھے۔ آپ کا ہدف اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ تمام باطل خداؤں کی نفی اور ذات حق تعالیٰ کی خدائی کا اقرار اور آئین الہی کا مکمل اجراء و نفاذ کیا جائے بنابرایں حق تو یہ ہے کہ امام حسینؑ ہرگز فراموش نہ ہوں اور ان کی یاد دین الہی و شریعت محمدیہؐ کے احیاء کا سبب اور ظلم و باطل کے شعلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کردینے کا مضبوط ذریعہ ثابت ہو۔

اس صورت حال میں نہایت ضروری بلکہ ایک اہم ترین مذہبی فریضہ ہے کہ آپ اور آپ کے باوفا ساتھیوں پر گزرنے والے مصائب و آلام کہ جو انہوں نے اسلام کی راہ میں جھیلے کا تذکرہ کیا جائے اور کربلا اور کوفہ و شام میں ہونے والے مظالم اور خونچکاں واقعات کو یاد کیا جائے تاکہ اھل اسلام کے پاکیزہ جذبات و احساسات کی آتش کو روشن کرکے ظلم و جبر اور ناانصافی کے مقابلے میں ذہنی و فکری اور عملی جدوجہد کا راستہ ہموار کیا جاسکے اور دنیا کے انسانوں کو حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے عظیم ترین مقصد سے آشنا کرتے ہوئے دشمنان بشریت سے نبرد آزما ہونے کا عملی درس دیا جائے اسی لیے اسلامی تاریخ کے مستند حوالوں میں امام حسینؑ کے مصائب اور اھل بیت عصمتؑ پر یہ ڈھائے جانے والے مظالم کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ موجود ہے اور صرف یہیں تک نہیں بلکہ ان کے مصائب و آلام کے ذکر پر عظیم اجر و ثواب بھی مقرر کیا گیا ہے۔

تیسرا حصہ

مصائب اسیران شام

امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خاندان رسالت کے مصائب

رسم اور معمول ہے کہ جب بھی کوئی دنیا سے چلاجاتاہے تو مسلمان اور جاننے پہچاننے والے اس کے پسماندگان کو پرسہ دیتے ہیں لیکن امام حسینؑ کی شہادت پر اور شہداء کربلا کے لئے اس رسم کی رعایت نہیں کی گئی بلکہ اس کے برعکس بے رحمانہ ان کے پسماندگان کے مصائب میں اضافہ کیا گیا یہاں پر امام حسینؑ کی شہادت کے بعد کے چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتاہے

دشمن کا لوٹ مار کرنا

جس وقت امام حسینؑ شہید ہو چکے تو بے رحم دشمن دنیا کی لالچ میں امام حسینؑ کی لاش پہ ظلم کرنے کے لئے آئے اور جو کچھ بھی ان کے ہاتھ میں آیا اس کو لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت کے لباس کو بھی لوٹ لیا اور حضرت کے خون آلود بدن کو کربلاء کی گرم مٹی پر چھوڑ دیا بحر بن کعب نے حضرت کے نیچے والے لباس کو بھی لوٹا اور اخنس بن مرثد نے حضرت کے عمامہ کو لوٹا اور اسود بن خالد نے آپ کی نعلین کو لوٹا اور بجدل بن سلیم نے حضرت کی انگلی کو انگوٹھی کو لوٹنے کے لئے کاٹا۔ عمر سعد نے امام مظلوم کی ذرہ کو لوٹااور جمیع بن خلق نے حضرت کی تلوار کو لوٹا اس کے بعد لشکر کی صورت میں خیموں پر حملہ کیا اور وحشیانہ طور پر غارت گری کی

یہاں تک لکھاگیاہے کہ

حَتّٰی جَعَلُوا یَنْتَزِعُوْنَ مَلْحَفَةَ الْمَرْئَةِ عَلٰی ظَهْرِهَا

یہاں تک کہ خاندان نبوت کی بیبیوں کے سروں پر جو چادریں تھیں ان کو بھی لوٹ کر لے گئے خاندان رسالت کی عورتیں اور بیٹیاں گھروں سے باہر نکلیں اور سب اپنے شہداء پر نوحہ کرتی تھیں اور روتی تھیں منقول ہے کہ جب حضرت کی لوٹی ہوئی قمیص کے نشانات کو شمار کیاگیا تو ایک سو دس سے زیادہ تیر و نیزے و تلوار کے نشان اس پر لگے ہوئے تھے حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اس قمیص میں ایک جگہ 23 یا 34 ضربوں کے نشانات تھے روایت میں ذکر ہوا ہے کہ جناب ام کلثوم اور امام حسینؑ کی ایک بیٹی کے کانوں سے گوشواروں کو چھیناگیا کہ جس سے کان زخمی ہوگئے۔

چو کار شاه و لشکر بر سر آمد
سوی خرگه سپه غارتگر آمد

جب شاہ دین اور ان کے لشکر کاکام تمام ہوگیا تو خیمہ گاہ کی طرف لوٹنے والی فوج آئی

بدست آں گروه بی مروت
به یغمارفت میراث نبوت

اس بے مروت گروہ کے ہاتھوں نبوت کی میراث لٹ گئی

بسی پا وسر ازمعجر کشیدن
برهنه گشت خونین از دویدن

بہت سے سر اور پیر چادروں کے کھینچے جانے کی وجہ سے برہنہ ہوگئے اور خون میں بھر گئے

بسی گوش از پی تاراج گوهر
درید از دست قوم کینه پرور

بہت سے کان گوشوارے چھن جانے کی وجہ سے کینہ پرور قوم کے ہاتھوں زخمی ہوگئے

بسی رخساره گلرنگ نیلی
نمود از آسمان از ضرب سیلی

بہت سے پھول جیسے رخسار تمانچوں کی ضرب سے آسمان سے زیادہ نیلے ہوگئے

بتول دومین ام المصائب
چو خود رادید بی سالار و صاحب

ثانی زہرء ام المصائب نے جب خود کو بے یارو مددگار پایا(ان کا کوئی سالار و مصاحب نہ تھا) تو کوئی سرپرست مرد ان کا بچانے والا نہ تھا۔

گہی در خیمه و گاهی برون شد
دلش زین غصه ها دریای خون شد

وہ کبھی خیمے میں جاتی تھیں کبھی باہر آتی تھیں ان کا دل اس صدمے سے ایک خون کا دریا بن گیا تھا۔

من از تحریر ایں غم ناتوانم
که تصویرش زده آتش بجانم

میں اس صورت حال کی تحریر کرنے میں کمزوری محسوس کررہاہوں مجھے اس تصویر نے جلاکر رکھ دیاہے

مگر آن عارف پاکیزه نیرو

دراین معنی سرود آن شعر نیکو

مگراس پاک صاحب معرفت نے اس موضوع پر وہ شعر پڑھا

اگر دردم یکی بودی چه بودی
اگر غم اندکی بودی چه بودی

سنگدل دشمن کا کلام

عبداللہ بن حسن بن الحسن کہتاہے کہ میری ماں فاطمہؑ بنت الحسینؑ نے فرمایاکہ کربلاء میں میرے پاؤں میں سونے کی پا زیب تھی اور میں اھل حرم کے ساتھ خیمہ میں تھی کہ (اچانک ایک جماعت لوٹ مار کے لئے خیموں میں آگئی) ایک مرد نے مجھ پر حملہ کیاجو کہ خلخال کو لوٹنا چاہتاتھا اور ساتھ روتابھی تھامیں نے اس سے کہااے دشمن خدا کیوں روتا ہے اس نے کہاکس طرح گریہ نہ کروں حالانکہ میں رسول خدا کی بیٹی کا زیور لوٹ رہاہوں میں نے کہا پھر مجھے چھوڑ دے اور میرے زیور کو نہ لوٹ تو اس نے کہاکہ اگر میں نہ لوٹوں تو کوئی اور لوٹ کر لے جائے گا (اس بات کے ساتھ اس نے میرے خلخال کو لوٹ لیا) اس کے علاوہ جو کچھ بھی خیموں میں تھا سب لوٹ لیا یہاں تک کہ اھل حرم کے سروں پر جو چادریں تھیں ان کو بھی لوٹ کرلے گئے۔

جناب زینبؑ کا ناقابل فراموش واقعہ

جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ میں خیمے میں کھڑی تھی کہ اچانک ایک نیلی آنکھوں والا مرد میرے خیمے کی طرف آیا(وہ خولی تھا) جو کچھ خیمے میں تھا اس کو اس نے لوٹ لیا اور امام سجادؑ کھال کے ایک فرش پر سو رہے تھے کہ اس نامراد نے کھال کو لوٹنے کے لیے اس طرح کھینچاکہ امام سجادؑ زمین پر منہ کے بل گر گئے اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوااور میرے مقنعه کو کھینچا اور میرے کان سے گوشوارے بھی نکال لئے کہ جس کی وجہ سے میرا کان پارہ ہوگیااور وہ ساتھ روتا بھی تھامیں نے کہاکہ لوٹ مار بھی کرتے ہو اور ساتھ روتے بھی ہو اس نے کہاکہ جو مصائب آپ اھل بیتؑ پیغمبرؐ پر آئے ہیں ان کی وجہ سے روتاہوں پھر میں نے اس کو بددعا دی کہ خدا تمہارے ہاتھ پاؤں کو کاٹ دے اور آخرت کی آگ سے پہلے دنیاکی آگ میں جلادے اور جس وقت مختار کو موقع ملا تو اس کے حکم سے خولی کو گرفتار کیاگیا اور مختار کے پاس لایاگیا تو مختار نے اس سے پوچھاکہ تم نے کربلا میں کیاکیا اس نے جواب دیاکہ میں نے علی بن الحسین (امام سجاد) کے نیچے بچھانے والا فرش لوٹا اور حضرت زینبؑ کی چادر کو

لوٹا یہ سن کر مختار رو پڑے اور کہا پھر جناب زینب نے تجھے کیا کہا خولی نے جواب دیا۔ جناب زینب نے کہا کہ خدا تمہارے ہاتھ اور ر پاؤں کاٹ دے اور تجھ کو آخرت کی آگ سے پہلے دنیا کی آگ میں جلائے مختار نے کہا کہ خدا کی قسم ان کی خواہش کو بجا لاؤں گا اس نے حکم دیا کہ خولی کے ہاتھ پاؤں کو کاٹ دو اور آگ لگادو تو خولی کو مختار کے حکم سے ہاتھ پاؤں کاٹ کر جلتے ہوئے تندور میں ڈالا گیا اور یہ وہیں راکھ ہوگیا۔

جناب فاطمہؑ کا دلسوز واقعہ

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ فاطمہ صغراء (امام حسینؑ کی بیٹی) وہ کہتی ہیں کہ میں خیمے کے قریب کھڑی تھی اور اپنے بابا اور شہداء کربلا کے پارہ پارہ بدنوں کو دیکھ رہی تھی کہ جو کربلا کی زمین پر پڑے ہوئے تھے اور دشمن اپنے گھوڑوں کے ساتھ ان کو پامال کررہے تھے میں یہ سوچ رہی تھی کہ اب ہمارے ساتھ کیا واقعہ پیش آتا ہے کیا ہم کو بھی قتل کرتے ہیں یا اسیر کرتے ہیں؟ کہ اچانک ایک گھوڑے سوار لشکر دشمنوں کا دیکھا کہ جو اھل حرم کی طرف آرہا ہے اور وہ لشکر خیام میں داخل ہوگیا اور سپاہی مستورات کو مارنے لگ گئے اور ان کے سروں سے چادریں بھی چھین لیں اور ان کی لوٹ مار کی وجہ سے کسی بی بی کا شانہ زخمی ہوگیا اور کسی کے سر اور کسی کے کان سے خون بہہ رہا تھا اور وہ فریاد بلند کرتی تھیں **وَا جَدَّاهُ وَاعَلِیَّاهُ وَاحُسَیْنَاهُ وَاحَسَنَاهُ** کہ کیا کوئی فریاد سننے والا نہیں کہ جو ہماری فریاد کو سنے کیا کوئی نہیں ہے کہ جو ان دشمنوں کو ہم سے دور کرے میں یہ دیکھ کر بہت زیادہ پریشان تھی اور میرا بدن لرز رہا تھا میں نے اپنی پھوپھی ام کلثومؑ کے پیچھے پناہ لی۔ ایک ظالم کو دیکھا کہ جو میری طرف آرہا ہے تو میں ڈر کر دوسرے خیمے کی طرف بھاگ گئی اور میں نے خیال کیا کہ مجھے اس کے ہاتھ سے نجات حاصل ہوگئی ہے لیکن میں نے مڑکر دیکھا تو وہ میرے پیچھے آرہا تھا اور جیسے ہی میرے پاس پہنچا تو نیزے کی نوک کو میرے شانے پر مارا جس کی وجہ سے میں منہ کے بل زمین پر گرگئی پھر اس نے میرے گوشوارے چھینے کہ جس کی وجہ سے میرے کان زخمی ہوگئے اور اس وقت مجھے کوئی ہوش نہ تھا جب میری آنکھ کھلی تو میرے سر اور کانوں سے خون جاری تھا کہ جو میرے شانے اور رخساروں سے بہہ رہا تھا اور میرا سر میری پھوپھی زینب کی گود میں تھا اور وہ فرمارہی تھیں اٹھو کبریٰ خیمے جل گئے ہیں اٹھوں ذرا دیکھیں بیمار کربلا پر کیا گزری ہے میں اٹھی اور میں نے عرض کیا۔ **یَا عَمَّتَاهُ هَلْ مِنْ خَرْقَةٍ أَسْتُرُ بِهَا رَأْسِی عَنْ أَعْیُنِ النُّظَّارِ**

اے پھوپھی کیا کوئی کپڑا ہے کہ جس سے میں اپنے سر کو لوگوں کی نظروں سے چھپاؤں تو جناب زینب نے فرمایا **یَا بِنْتَاهُ عَمَّتُکِ مِثْلُکِ** بیٹی تمہاری پھوپھی بھی تمہاری طرح ہے پھر ہم سب امام سجادؑ کے خیمے میں جمع ہوگئے اور میرے بھائی (امام سجاد) منہ کے بل زمین پر پڑے ہوئے تھے اور شدت گرسنگی اور تشنگی اور درد کی

وجہ سے بیٹھنے کی طاقت نہیں تھی ہم نے ان کے لئے گریہ کیا اور وہ ہمارے لئے گریہ کرنے لگے اور میری پھوپھی نے سہارا دیکر اٹھایا اور پوچھا اے سجاد خیام جل گئے ہیں۔ ہماری چادریں چھن گئی ہیں بتاؤ کیا اسی جلتے خیمے میں جل جائیں؟ تو امام سجادؑ نے کہا باہر چلی جاؤ۔

خیموں کو آگ لگانا

عمر سعد خیموں کے قریب آیا اور آواز بلند کی اے اھل بیتؑ حسین خیموں سے باہر نکل جاؤ تو مستورات نے اس کی آواز کی کوئی پرواہ نہ کی عمر سعد نے دوبارہ بلند آواز سے کہا کہ خیموں سے باہر نکل جاؤ تو جناب زینبؑ نے فرمایا۔ اے عمر اب تو ظلم کرنے سے باز آجاؤ عمر سعد نے کہا اے علی کی بیٹی باہر آجاؤ تاکہ تمہیں قید کریں پھر بی بی نے فرمایا خدا سے ڈرو اس قدر ہم پر ظلم نہ کرو عمر سعد نے کہا۔ اسیری کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے جناب زینب نے فرمایا کہ ہم اپنی مرضی سے باہر نہیں نکلیں گے عمر سعد نے اس وقت حکم دیا کہ خیموں کو آگ لگادی جائے۔ تو سپاہیوں نے آگ لگادی اس وقت اھل حرم اور بچے برہنہ پاؤں خیموں سے باہر نکلے اور بیابان کی طرف دوڑتے تھے کہ جس پر کانٹے تھے حالانکہ کے ایک بچی کے دامن کو آگ لگی ہوئی تھی حمید بن مسلم کہتا ہے (جو دشمن کا سپاہی تھا) کہ میں اس بچی کی طرف گیا تاکہ اس کے دامن کی آگ بجھادوں اس نے خیال کیا کہ شاید میں اس کو اذیت دینا چاہتا ہوں تو اس نے بھاگنے کی کوشش کی جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا اے مرد نجف کا راستہ کس طرف ہے میں نے کہا نجف کس لئے جانا چاہتی ہو اس نے کہا میں یتیم اور غریب ہوں اپنے دادا علی کی قبر پر پناہ حاصل کروں گی اگرچہ مولا علیؑ کی قبر مقدس ہارون کے زمانے تک مخفی رہی لیکن ممکن ہے کہ بچی کی مراد دشمن کو رحم دلانے کے لئے یا اپنے آپ کو امیرؑ المومنین کی طرف منسوب کرنا مقصود ہو یا یہ کہ قبر کا نجف کے صحراء میں ہونا سب کے لئے واضح تھا لیکن جگہ معلوم نہیں تھی۔

لب تشنہ کی کشند کسی راکنار آب
گیرم حسین سبط نبی خدا نبود

حسینؑ کو نبی کا نواسا نہ بھی مانا جائے تو پھر بھی کسی کو دریا کے کنارے کب پیاسا قتل کرتے ہیں

آتش به آشیانه مرغی نمی زنند
گیرم که خیمه خیمه آل عبا نبود

اگر آل نبی کے خیموں کو آل نبی کا خیمہ نہ مانا جائے تو پھر بھی کسی پرندے کے گھونسلے کو بھی آگ نہیں لگائی جاتی

خیمه ها می سوزد وشمع شب تارم شده
در شب بیماریم آتش پر ستارم شده

خیمے جل رہے ہیں اور میری سیاہ رات کی شمع بن گئی ہے میری بیماری کی رات میں آگ میری پرستار بن گئی ہے

بسکه اشک آمد به چشم خواب شب را راه نیست
دود آتش از چه ره در چشم خونبارم شده

میری آنکھوں میں اتنے آنسو آئے ہیں کہ نیند کی گنجائش نہیں رہی آگ کا دھواں کس راہ سے میری چشم خون بار میں داخل ہوگیا۔

جز دو چشم هیچکس آبی براین آتش نریخت
مردم چشمان من تنها و فادارم شده

اس آگ پر میری آنکھوں کے سوا کسی نے پانی نہ ڈالا صرف میری آنکھوں کی پتلیاں میری وفادار ہیں۔

جناب زینبؑ امام سجاد کے خیمہ کے قریب

بعض مقاتل میں ذکر ہوا ہے کہ جس وقت خیموں کو آگ لگائی گئی تو جناب زینبؑ امام سجادؑ کے پاس آئیں اور عرض کیا اے گذشتگان کی یادگار اور اے باقی رہنے والوں کی پناہ خیموں کو آگ لگ گئی ہے ہم کیا کریں؟ تو امام نے فرمایا۔ **عَلَيْكُنَّ بِالْفِرَارِ**
تمہارے اوپر لازم ہے کہ یہاں سے جلدی نکل جاؤ تو تمام اھل حرم اور بچے روتے ہوئے جلدی سے خیام سے نکلے اور بیابان کی طرف رخ کیا لیکن جناب زینبؑ خیمے میں باقی رہ گئیں اور امام سجادؑ کی دیکھ بھال کرتی تھیں امام شدت بیماری کی وجہ سے باہر نکلنے پر قادر نہیں تھے دشمن کا ایک سپاہی کہتا ہے کہ میں نے خیمے کے قریب ایک بلند قد کی مستور کو دیکھا حالانکہ آگ نے خیمے کے اطراف کو شعلہ ور کیا ہوا تھا وہ بی بی کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتی تھی اور اپنے ہاتھوں کو بہت تکلیف کی وجہ سے ایک دوسرے پر مارتی تھی اور کبھی خیمے کے اندر جاتی تھی اور کبھی باہر آتی تھی میں جلدی سے اس کے پاس گیا اور میں نے کہا اے بی بی مگر آپ آگ کے شعلے کو نہیں دیکھ رہی ہیں کیوں باقی مستورات کی طرح باہر نہیں جاتی ہیں تو اس نے روتے ہوئے فرمایا۔

يَا شَيْخُ اِنَّ لَنَا عَلِيلاً فِي الْخَيْمَةِ وَ هُوَ لَا يَتَمَكَّنُ مِنَ الْجُلُوسِ وَالنُّهُوضِ فَكَيْفَ افارقه

اے شیخ ہمارا ایک بیمار اس خیمے میں ہے جو نہ بیٹھ سکتا ہے اور نہ اٹھ سکتا ہے میں اس کو کس طرح تنہا چھوڑدوں حالانکہ آگ ہر طرف سے لگی ہوئی ہے

از آن ترسم که آتش بر فروزد
میان خیمه بیمارم بسوزد

مجھے اس کا خوف ہے کہ کہیں آگ نہ لگ جائے اور خیمے میں جو میرا بیمار ہے وہ کہیں جل نہ جائے

از آن ترسم که آتش شعله گیرد
میان خیمه بیمارم بمیرد

میں ڈرتی ہوں کہ کہیں اس آگ کے شعلے بلند نہ ہوجائیں اور خیمے میں میرا بیمار جل کر مرجائے۔

چند بچے اور ایک خاتون کی شہادت

ارباب مقاتل لکھتے ہیں جس وقت دشمنوں نے خیموں میں ہجوم کرکے آگ لگاکر لوٹ مار کی تو اھل بیت کے چند بچے وحشت و شدت گرسنگی اور ہجوم کرنے والوں کے پاؤں کے نیچے آکر شہید ہوگئے کہ جن میں حضرت مسلم کے بھائی عبدالرحمن بن عقیل کے دو لڑکے سعد اور عقیل خیمے میں دشمن کے ہجوم کی وجہ سے پاؤں تلے دب کر شہید ہوگئے ان کی ماں علی کی بیٹی خدیجہ تھیں اس بناء پر وہ دونوں بچے علی علیہ السلام کے نواسے تھے اور ان شھداء میں ایک بچی بھی تھی جس کا نام عاتکہ تھا اس کی عمر سات سال تھی جو کہ ملاعین کے پاؤں کے نیچے آکر شہید ہوگئی وہ حضرت مسلم کی بیٹی تھی اس کی ماں علی کی بیٹی رقیہ تھیں ان میں سے دو احمد بن حسن مجتبی کی مادری بہنیں بھی تھیں ایک کا نام ام الحسن اور دوسری کا نام ام الحسین تھاکہ یہ دونوں بھی فوج کے گھوڑوں کے پاؤں تلے آکر شہید ہوئیں تھیں۔

ساربان کا ظلم

سعید بن مسیب اصحاب امام سجاد میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ امام حسینؑ کی شہادت کے ایک سال بعد میں حج کے مراسم میں شرکت کے لئے مکہ گیا اچانک طواف کرتے وقت میں نے ایک مرد کو دیکھاکہ اس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور اس کا چہرہ تاریک رات کی طرح سیاہ تھا اور کعبے کے غلاف کو پکڑے ہوئے یہ دعا کرتاتھا۔ اے کعبہ خدا

مجھے نہیں بخشے گا۔ مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے نہیں بخشے گااگرچہ آسمان اور زمین کے رہنے والی تمام مخلوق میری شفاعت کریں میرا گناہ بہت زیادہ سنگین ہے سعید کہتاہے کہ میں اور چند آدمی اس کے پاس جمع ہوگئے اور ہم نے اس سے کہا وائے ہو تجھ پر اگرچہ تو شیطان بھی ہو تب بھی تمہارے لئے مناسب نہیں ہے کہ رحمت خدا سے مایوس ہو۔ بتا تو کون ہے۔ تیرا گناہ کس قسم کا ہے تو وہ رو پڑا اور کہا میں خود اپنے گناہ کو جانتاہوں ہم نے کہا اپنے گناہ کو ہمارے لئے بیان کرو کہ وہ کیا ہے اس نے کہا میں امام حسینؑ کے اونٹوں کا ساربان تھاحضرت کے ساتھ مدینے سے عراق کی طرف سے گیاتھا مجھے پتہ چلاکہ امام کا ازاربند بہت زیادہ قیمتی ہے (نقل کرتے ہیں کہ یہ قیمتی ازار بند جس وقت امام حسینؑ کی شادی یزدجر کی بیٹی شہربانو کے ساتھ ہوئی تو اس وقت یہ ازار بند دربار ساسانی سے مدینے پہنچا تھا) میں چاہتاتھاکہ وہ قیمتی ازاربند میرے ہاتھ آجائے اور جس وقت امام حسینؑ کی شہادت ہوئی تو اس وقت میں ایک مقام پر چھپا ہوا تھا اور جب گیارہویں محرم کی رات آئی تو اس قیمتی آزاربند کی لالچ میں میں رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتاہوا شہداء کے پارہ پارہ جسموں کے قریب پہنچا اور میں نے لاشہ تلاش کرتے کرتے جب امام حسینؑ کے سر بریدہ بدن کو پالیا اور خواہشات نفس اور شقاوت میرے اوپر غالب تھی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس قیمتی آزار بند کو حضرت کی کمر سے ضرور نکالوں گا۔ اور جب میں نے اس آزار بند کو کھولنا چاہاتو میں نے دیکھاکہ اس پر بہت سی گرہیں لگی ہوئی ہیں میں نے ان میں سے ایک گرہ کو کھولا تو اتنے میں امام حسینؑ کا دایاں ہاتھ حرکت کرنے لگا اور اس طرف کے لباس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلیا میں نے بہت کوشش کی کہ حضرت کے ہاتھ کو اٹھاؤں لیکن نہ اٹھاسکا پھر میری خواہشات نے اس چیز پر آمادہ کیاکہ ایک ایسی چیز تلاش کروں کہ جس سے حضرت کے ہاتھ کو کلائی سے کاٹ دوں۔ تو مجھے ایک ٹوٹی ہوئی تلوار ملی جس سے میں نے حضرت کے دائیں ہاتھ کو کاٹا پھر میں نے ہاتھ کو آگے بڑھادیا تاکہ آزاربند کی گرہ کھولوں کہ اچانک پھر امام کے بائیں ہاتھ نے حرکت کی اور لباس کی اس جگہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلیا تو میں نے حضرت کے بائیں ہاتھ کو بھی کاٹ دیا اس وقت میں نے ہاتھ آگے کیا تاکہ آزاد بند کو نکالوں تو اچانک زمیں کو زلزلہ آیا اور فضاء متغیر ہوگئی اور ایک آواز سنی ایک شخص گریہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے **وَا اَبَتَاهُ وَامَقْتُولَاهُ وَاذَبِیْحَاهُ وَاحُسَیْنَاهُ وَاغَرِیْبَاهُ یَا بُنَیَّ قَتَلُوکَ وَمَا عَرَفُوکَ وَمِنْ شُرْبِ الْمَاءِ مَنَعُوکَ**
ہائے بابا جان ہائے وہ جو شہید ہوا اور سر کو جدا کیا گیا ہائے حسینؑ جان اے میرے غریب بیٹے تجھ کو تشنہ لب شہید کیاگیا اور آپ کے مقام کو انہوں نے نہ پہچانا۔

اس وقت میں نے اپنے آپ کو ان شہداء کی لاشوں کے درمیان چھپا لیا اتنے میں تین بزرگ اور ایک مستور کو بہت سی مخلوق کے ساتھ دیکھا اور ان کے ساتھ ملائکہ بھی تھے کہ جن کی کثرت سے میدان بھر گیا وہ پیغمبرؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ تھے اور وہ گریہ کررہے تھے اور ساتھ بین بھی کرتے تھے کہ اچانک رسول خدا نے مجھے دیکھا

اور مجھ سے فرمایا **یَا اَخَسَّ الْاَنَامِ لَعَنَۃُ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ فَعَلْتَ ھٰکَذَا بِوَلَدِیْ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَکَ وَقَطَعَ یَدَیْکَ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ الْاٰخِرَۃِ**
اے انسانوں میں سے پست ترین انسان اس خدا کی لعنت ہو کہ جو قادر اور آگاہ ہے تو نے میرے فرزند کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے خدا تیرے چہرے کو سیاہ کرے اور ترے ہاتھ آخرت سے پہلے دنیا میں شل ہو جائیں ابھی حضرت کی بد دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ میرے ہاتھ خشک ہوگئے اور میرا چہرہ رات کی تاریکی کی طرح سیاہ ہوگیا اور میں اس حالت میں گرفتار ہوچکا ہوں اب خدا کے گھر کے قریب آگیا ہوں اور خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ مجھ پر لطف کرے اور میں جانتا ہوں کہ خدا ہرگز مجھے نہیں بخشے گا۔ حاضرین اور جس کسی نے بھی اس کی بات کو سنا اس پر لعنت بھیجی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس شخص نے جابربن عبداللہ انصاری کے ساتھ مدینے کے بازار میں ملاقات کی اور اپنا واقعہ سنایا تو جابر اس قدر روئے کہ جیسے کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کی نعش پہ روئے اور اس سے کہاکہ خداؤ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو تجھ پر

شہداء کے سرمبارک

عمر سعد نے حکم دیاکہ تمام شہداء کربلاء کے بدنوں سے سروں کو جدا کیا جائے اور پھر ان سروں کو مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا جائے تاکہ کوفے میں ابن زیاد کے پاس پہنچائے جائیں اور سر دکھا کر اس سے انعام حاصل کیے جائیں۔
کل 78 سرمبارک تھے تیرہ سرمبارک کو قیس ابن اشعث کی سرپرستی میں قبیلہ کندہ کے حوالے کیاگیا۔
بارہ سرمبارک شمر کی سرپرستی میں قبیلہ ہوازن کے سپرد کیے گئے سترہ سرمبارک قبیلہ بنی تمیم کے حوالے کیے گئے سولہ سرمبارک قبیلہ بنی اسد کے حوالے کئے گئے۔
سات سرمبارک قبیلہ مذحج کے سپرد کئے گئے کہ جو کل پینسٹھ سرمبارک بن جاتے ہیں اور باقیوں کو دوسرے مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا گیا۔ لیکن مناقب ابن شہر آشوب کی کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ بیس سروں کو ہوازن کے سپرد کیا گیا اور انیس سروں کو تمیم کے قبیلہ میں اور نو سروں کو بنی اسد کے حوالے کیا گیا اور باقی قبائل کے درمیان نو سروں کو تقسیم کیا گیا اور قبائل میں سے قبیلہ مذحج کو ذکر نہیں کیا ہے کل ستر سروں کا ذکر کیا گیا ہے۔
مختصر کلام یہ کہ سب شہداء کے سروں کو کاٹا گیا تھا سوائے حضرت علی اصغر کے سرمبارک کے کیونکہ امام حسینؑ نے علی اصغر کے سر کو دفن کردیا تھا دوسرا حر بن یزید ریاحی کا سر کہ اس کے سر کو کاٹنے سے اس کے قبیلے والے مانع ہوئے تھے۔ ایک روایت کہ جو کتب مقاتل میں ذکر ہوئی ہے کہ حر کے رشتہ داروں نے حر پر گھوڑے

دوڑانے سے بھی روکا اس سے یہ استفادہ ہوتا ہے۔ کہ باقی شہداء کے بدن بھی گھوڑوں کے نیچے پامال کیے گئے۔

حضرت امام حسینؑ کا سرمبارک خولی کے تنور میں

عمر سعد نے عاشورا کے دن حضرت امام حسینؑ کے سرمبارک کو خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کو دیا تاکہ ابن زیاد کے پاس لے جائیں۔ خولی کا گھر کوفہ سے ایک فرسخ پر تھا خولی اپنے گھر میں آیا گیارھویں کی رات تھی اس نے یہ ارادہ کیا کہ سرمبارک کو صبح ابن زیاد کے پاس لے جائے گا۔ خولی کی دو بیویاں تھیں ایک ان میں سے انصاریہ (مدینہ کے مسلمانوں میں سے) کہ جس کا نام عیوف تھا اہل بیتؑ نبوت سے محبت رکھتی تھی اس سے خولی نے امام حسینؑ کے سرمبارک کو چھپانے کے لیے تنور میں رکھا تھا عیوف نے رات کے آخری حصہ میں ایک نور کو دیکھا کہ وہ نور تنور سے آسمان کی طرف بلند ہورہا تھا جب وہ اس نور کے قریب آئی تو سنا کہ کچھ عورتیں نالہ و فریاد کے ساتھ امام حسینؑ کے لیے گریہ کررہی ہیں تو وہ فوراً حقیقت حال سے آگاہ ہوگئی اور خولی کے پاس آئی اور روتی ہوئی کہنے لگی ظالم تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو نے نواسہ رسول حسینؑ کا سر قلم کیا ہے اور اس کو تندور میں چھپا رکھا ہے اور دوسری بیوی نے خولی سے کہا کہ تم ہرگز مجھے اپنے بستر میں نہیں دیکھو گے اس لیے خولی سے جدا ہوگئی اور دوبارہ اس کے پاس نہ گئی خولی صبح کے وقت دارالامارہ میں گیا اور حضرت امام حسینؑ کے سرمقدس کو ابن زیاد کے سامنے رکھا اور کہنے لگا۔ **اِمْلَاءَ رِكَابِي فِضَّةً اَوْ ذَهَباً اِنِّي قَتَلْتُ السَّيِّدَ الْمُحَجَّبَا وَخَيْرَ هُمْ مَنْ يَنْكُرُوْنَ النَّسَبَا قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اُمًّا وَاَباً**
میرے رکاب کو سونے اور چاندی سے بھردو چونکہ میں نے سید اور بزرگ کو قتل کیا ہے اور میں نے ایسے بزرگ سردار کو قتل کیا ہے کہ جو حسب و نسب ماں باپ کے اعتبار سے سب سے افضل تھا یہ بات عام لوگوں میں امام حسینؑ کی تعریف تھی یہ سن کر ابن زیاد کو برا لگا اور خولی سے کہا اگر تمہیں پتہ ہے کہ وہ (حسین علیہ السلام) انسانوں میں سے سب سے بہتر ہیں تو پھر تم نے اس کو کیوں قتل کیا خدا کی قسم تمہیں کوئی چیز نہیں دونگا بعض نے نقل کیا ہے کہ ابن زیاد کو اس پر غصہ آیا اور اس کو قتل کردیا۔

خولی کی بیوی کا مرثیہ پڑھنا

بعض نے لکھا ہے کہ خولی جلدی سے کربلاء سے کوفہ آیا تاکہ سر کو ابن زیاد کے پاس لے جائے جس وقت دارالامارہ میں پہنچا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے تو وہ اپنے گھر چلا گیا اور امامؑ کے سرمبارک کو ایک مٹی کے برتن کے نیچے رکھا اور کمرے میں چلا گیا جب اس کی بیوی (انوار) نے دیکھا تو کہا وائے ہو تجھ پر لوگ سونا اور چاندی لاتے ہیں

لیکن تم رسول خداﷺ کے نواسے کا سرمبارک لے آئے ہو خدا کی قسم اس کے بعد ہرگز میں تمہارے ساتھ نہ رہوں گی۔ انوار کہتی ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک نور اس سر سے آسمان کی طرف بلند ہورہا ہے اور سفید پرندوں کو دیکھا کہ جو اس نور کے اطراف میں اڑتے ہیں اور یہ واقعہ صبح تک جاری رہا۔

ای سر پرخون زکجا آمدی
این دل شب منزل ما آمدی

اے خون آلود سر تو کہاں سے آیا ہے آدھی رات کو ہمارے گھر آیا ہے

گلشن روی تو عجب باصفا است
ای سرپرخون بدنت درکجاست

تیرے چہرے کا گلشن عجیب حد تک صاف ہے اے خون آلود سر تیرا جسم کہاں ہے۔

اے سر پر خون زچه افسر ده ای
هست گمانم که جوانٔ مرده ای

اے سر پر خون تو کیوں افسردہ ہے میرا خیال ہے کہ جواں مرگ ہے

ای سر ببریده دور از وطن منزل مبارک
ای شهید غرقه درخون بی کفن منزل مبارک

اے وطن سے دور بدن سے جدا ہونے والے سر تجھے منزل مبارک ہو اے خون میں ڈوبے ہوئے بے کفن شہید منزل مبارک ہو

ای سر ببریده آخر روئی خاکسر چرائی
خوش نمودی روی خاکستر وطن منزل مبارک

اے کٹے ہوئے سر تو خاک پر کیوں ہے خاک پر ٹھکانا خوب بنایا ہے تجھے منزل مبارک ہو

صاحبان منصب و سربازوافراد توچون شد
کو جلالت اف براین چرخ کهن منزل مبارک

صاحبان منصب اور جان نچھاور کرنے والے تیرے افراد کو کیا ہوا تیرے جلال کو کیا ہوا اس چراغ کہن پر تف ہے تجھے منزل مبارک ہو۔

میهمان را هیچکس در کنج مطبخ جانداده
میزبانت روی خاکستر چرا راست نهاده

مہمان کو کسی نے مطبخ کے کسی گوشے میں جگہ نہ دی تیرے میزبان نے تجھے خاک پر براہ راست کیوں رکھ دیا

ہے۔

جو دی خراسانی حضرت زینب کے زبان حال سے کہتے ہیں

چرا از همرهان دوش ای سرخونین جدا بودی
چرا پرخاک و پرخاکستری دیشب کجا بودی؟

کل کے ساتھیوں سے اے سرپر خون تو کیوں جدا تھا خاک میں کیوں اٹا ہوا تھا تو کل رات کہاں تھا۔

که برروی جراحات سرت پاشیده خاکستر
مگر درد تورا این گونه داروئی دوابودی

تیرے سر کے زخموں پر خاک ڈال دی ہے کیا تیرے درد کی یہی دوا تھی

به مهمانی چرا درخانه بیگانگان رفتی
بریدی ازچه با ماروزی آخر آشنابودی

تو غیروں کا مہمان کیوں بنا ہم سے علیحدہ کیوں ہوا کبھی تو ہم سے آشنا تھا۔

گرفتار جفای شمر ما بودیم دیشب را
تو در دست که ای سر تا سحر گه مبتلا بودی

ہم کل شمر کی جفا میں گرفتار تھے تو صبح تک کس کے ہاتھ میں قید تھا

یکی گوید ترا جابود درکنج تنور ای سر
یکی گوید به زیر طشت پنهان ازجفابودی

کوئی کہتا ہے کہ اے سر تنور کے گوشے میں تیری جگہ تھی کوئی کہتا ہے کہ طشت کے نیچے پوشیدہ تھا ظلم کی وجہ سے

نبد جای تو ای گنج شهان درکنج مطبخها
تو آخر روزی ای سر زینت عرش خدا بودی

بہر حال اے سر تو اک دن عرش خدا کی زینت تھا

پس ازکشتن سری درماسوا کی شد بدین گونه
همانا از ازل ای سر سوا ازما سوا بودی

کاٹے جانے کے بعد کوئی سر دنیا میں اس صورت حال سے کب دوچار ہوا قتل ہوجانے کے بعد کونین میں کوئی سر اس طرح کب رہا یقیناً" اے سر تو ازل سے دوجہاں سے زیادہ بلند مرتبہ تھا۔

شام غریباں کی مصیبت

عاشورا کی خونی جنگ کے شعلے صبح سے لے کر عصر تک جاری رہے امام حسینؑ عصر کے وقت شہید ہوگئے اور عاشورا کے عصر کے وقت خیموں کو لوٹا گیا اور آگ لگا دی گئی اس اعتبار سے آنے والی رات بہت زیادہ غمناک رات تھی شام غریباں کی رات ایک طرف پارہ پارہ بدن سر سے جدا زمین پر پڑے ہوئے تھے دوسری طرف مستورات اور بچے غمزدہ تھے ڈر کے مارے بیابانوں میں بکھرے ہوئے تھے امام سجادؑ ایک نیم سوختہ خیمے کے نیچے بستر بیماری پر پڑے ہوئے تھے اس رات کی مصیبت خصوصاً" جناب زینب کی مصیبت کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے بہ قول شاعر۔

من از تحریر این غم ناتوانم
که تصویرش زده آتش به جانم

میں اس غم کو تحریر کرنے سے قاصر ہوں اس کی تصویر نے میری جان میں آگ لگا دی ہے

ایک اور شاعر نے عمدہ انداز میں جناب زینب کی زبان سے بیان کیا ہے

اگر صبح قیامت راشبی هست آن شب است امشب
طبیب از من ملول و جان زحسرت برلبست امشب

اگر صبح قیامت میں کوئی رات باقی ہے تو وہ یہ رات ہے طبیب کو مجھ سے مایوسی ہے اور حسرت ویاس کی وجہ سے میری جان لبوں پر ہے۔

برادر جان یکی سربرکن از خواب و تماشا کن
که زینب بی تو چون درذکر یارب یارب است امشب

بھائی جان ذرا خواب سے سر اٹھایئے اور دیکھئے کہ زینبؑ آپ کی جدائی میں اس رات کس طرح یارب یارب کہہ رہی ہے

جهان پر انقلاب و من غریب این دشت پر وحشت
تو درخواب خوش و بیمار درتاب و تب است امشب

زمانے میں انقلاب برپا ہے میں مسافر ہوں اور یہ صحرا وحشت سے لبریز ہے تو گہری نیند سو رہا ہے اور اس رات بیمار تڑپ رہا ہے۔

سرت مهمان خولی وتنت باساربان همدم
مرا باهردواندر دل هزاران مطلب است امشب

تیرا سر خولی کا مہمان ہے اور تیرا جسم ساربان کا ہمدم بنا ہوا ہے مجھے آج رات دل کے اندر دونوں باتوں پر ہزاروں الجھنیں ہیں

صبا زمن به زهراء گو بیا شام غریبان بین
که گریان دیده دشمن به حال زینب است امشب

اے صبا میری طرف سے فاطمہ زہراء سے کہو کہ آیئے اور شام غریباں کو دیکھئے زینب کے حال پر دشمن کو بھی رونا آرہا ہے۔

شام غریباں کے وقائع بہت زیادہ دلسوز ہیں

مثلاً

1- ساربان سنگدل کا واقعہ کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے۔
2- امام حسینؑ کے سر کا واقعہ خولی کے تنور میں پہلے بتایا گیا ہے۔
3- یہ کہ حضرت زینبؑ نے بکھرے ہوئے بچوں اور بچیوں کو اکٹھا کیا ان میں سے ہر ایک کوئی نہ کوئی بین کر رہی تھی اور رہا تھا کوئی اپنے باپ کے بارے میں پوچھتی تھی کوئی اپنے چچا کے بارے میں پوچھتی تھی کوئی تشنہ علی اصغر کو یاد کرتی تھی۔

کوئی اکبر قاسم عون و محمد وغیرہ کے بارے میں پوچھتی تھی کوئی کہتی تھی کہ پھوپھی اماں مجھے طمانچہ مارا گیا ہے کوئی کہتی تھی کہ میرا کان درد کررہا ہے چونکہ گوشواروں کی لالچ میں میرا کان چیرا گیا ہے کوئی کہتی تھی مجھے تازیانے مارے گئے اور جناب زینبؑ ان تمام حوادثات کا مقابلہ کررہی تھیں بہ قول شاعر۔

اگر در دم یکی بودی چه بودی
اگر غم اند کی بودی چه بو دی

اس وقت جناب زینبؑ کو بچوں کو تلاش کرنے کے بعد پتہ چلا کہ دو بچے گم ہوگئے ہیں اور اپنے بھائی کی دو امانتیں کہ جو زینب کے سپرد کی گئی تھیں۔ وہ دو امانتیں موجود نہیں ہیں۔ اپنی بہن ام کلثوم کو آواز دی آؤ دیکھیں کہ دو بچے گم ہوگئے ہیں دونوں بہنیں ان دو بچوں کو تلاش کرنے کے لیے بیابان میں چلی گئیں بہت زیادہ تلاش کیا آخر دیکھا کہ ایک کانٹے دار جھاڑی کے نیچے ایک دوسرے کی گردن پر ہاتھ ڈالے ہوئے سوئے ہوئے ہیں لیکن جب

ان کے قریب گئیں تاکہ ان دونوں پھولوں کو زمین سے اٹھائیں اور بیدار کریں تو عجیب جگرسوز منظر دیکھا کہ مصیبت بہت زیادہ سنگین تھی مگر کیا دیکھا انہوں نے کہ وہ دونوں وحشت اور پیاس کی وجہ سے اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ خدا جانتا ہے ان بہنوں پر کیا گزری ہوگی بہتر یہ ہے کہ ان دو بچوں کی حالت شاعر کی زبان میں بیان کریں۔

فلک باعترت خیرالبشر لختی مداراکن
مداراکن به آل الله و شرم ازروی زهرا کن

اے آسمان محمد کی آل سے ذرا سا اچھا سلوک کر تجھے خدا اور فاطمہ زہراء کا واسطہ

فلک آن دم که خرگاه حسین را زدی آتش
دوکودک ز آن میان گم شد بگردای چرخ پیدا کن

اے آسمان اس وقت کہ جب تو نے خیمہ گاہ حسین کو آگ لگائی تو اس وقت دو بچے گم ہوگئے تھے تو اے فلک گردش کر اور ان کو ڈھونڈ کرلا

شب تار و کجا گشتند پنهان ویکی روشن
چراغ و ماه تفتیشی از آن دو ماه سیماکن

رات تاریک ہے وہ کہاں گم ہوگئے چاند کے اکیلے روشن چراغ ان دونوں چاند جیسی پیشانیوں والے افراد کو تلاش کر۔

به صحراء ام کلثوم است وزینب هر دو در گردش
تو هم باآن دو خاتون جستجو در کوه و صحرا کن

صحرا میں زینب اور ام کلثوم دونوں سرگرداں ہیں تو بھی ان دونوں کے ہمراہ پہاڑ اور جنگل میں جستجو کر

شود مهرومهت کم ای فلک ازمشرق و مغرب
بجو آن ماهر ویان ودل زینب تسلی کن

اے آسمان تیرے چاند سورج مشرق و مغرب سے گم ہوجائیں ان چاند جیسی صورت والوں کو ڈھونڈ اور زینب کے دل کو تسکین دے۔

اگر پیدا نگر دند آن دو طفل بی پدر امشب
مهیای عقوبت خویش را ازبهر فردا کن

اگر وہ دونوں یتیم آج رات نہ ملے تو اپنے کل کے لیے سزا مہیا کر

گمانم آنکه جان دادند باخواری بن خاری

بزیر خار گلھائے نبوت راتماشا کن

میرا خیال ہے کہ انہوں نے ذلت و خواری کی تکلیفوں سے تنگ آکر جان دے دی کانٹے کے نیچے نبوت کے پھولوں کو دیکھ

بعض مقاتل میں ذکر ہوا ہے کہ جب دشمن اس جگر سوز حادثہ سے مطلع ہوئے تو سارا واقعہ عمر سعد کو بتایا گیا اور انہوں نے اجازت مانگی کہ پانی کو اھل بیتؑ تک پہنچائیں۔ عمر سعد نے جواب میں اجازت دے دی تو انہوں نے پانی کو بچوں تک پہنچایا لیکن بچوں نے پانی نہ پیا اور کہتے تھے۔

كَيْفَ نَشْرِبُ وَ قَدْ قُتِلَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَطْشَانًا ہم کس طرح پانی پئیں حالانکہ فرزند رسولؐ کو تشنہ لب شہید کیا گیا ہے۔ جب کہ خود بھی تین دن کے پیاسے تھے۔

شھداء کے پارہ پارہ بدنوں سے اھل بیتؑ کے قیدیوں کا گزرنا

عمر سعد گیارہویں محرم ظہر تک کربلاء میں رہا نماز کے بعد اپنے سپاہیوں کو دفن کرنے کے بعد کوفے روانہ ہوا جب کہ شہدا کربلا کے بدن کربلا کی گرم مٹی پر پڑے ہوئے تھے عمر سعد نے حکم دیا کہ اھل حرم کہ جن کی تعداد بیس تھی اور بچے اور ان میں امام سجادؑ بھی تھے کہ جن کی عمر بائیس سال تھی اور امام محمد باقرؑ کہ جن کی عمر چار سال تھی ان سب کو بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کیا جائے اور ان کو قیدیوں کی صورت میں کوفے روانہ کیا جائے حضرت امام سجادؑ کی گردن میں طوق ڈالا گیا اور ان کو قتل گاہ سے گزار کر لایا گیا۔ اھل حرم کی نظر بے سر شہداء کے پارہ پارہ بدنوں پر پڑی تو ان کا غم دوبارہ تازہ ہوگیا مستورات اپنا منہ پیٹتی تھیں اور اپنے آپ کو اونٹوں سے زمین پر گرا دیا اور شہداء کی لاشوں کے قریب آئیں اور گریہ و بکا سے قیامت برپا ہوگئی حمید بن مسلم جو کہ دشمن کا سپاہی تھا کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں علی کی بیٹی زینب کا وہ وقت نہیں بھلا سکتا ہوں کہ جب بھائی کے پارہ پارہ بدن کے قریب گریہ کرتی تھیں اور بلند آواز کے ساتھ فرماتی تھیں **وَامُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هٰذَا حُسَيْنٌ مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ وَبَنَاتُكَ سَبَايَا**

فریاد ہے اے محمد آسمان کے ملائکہ کا درود تجھ پر ہو یہ تیرا حسینؑ ہے کہ جو خون میں غلطاں ہے اس کے اعضاء کٹے ہوئے ہیں اور تیری بیٹیاں بطور قیدی قتل گاہ سے گزاری جارہی ہیں ایک اور روایت میں ذکر ہوا ہے کہ یہ بین بھی کیا کہ **هٰذَا حُسَيْنٌ مَجْزُوْرُ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا مَسْلُوْبُ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ بِاَبِي الْمَهْمُوْمِ حَتّٰى قَضٰى بِاَبِي الْعَطْشَانِ حَتّٰى مَضٰى بِاَبِي مَنْ شَيْبَتُهُ تَقْطُرُ بِالدِّمَاءِ** اے جد بزرگوار یہ تیرا حسینؑ ہے کہ جس کے سر کو ظلم سے جدا کیا گیا اور لباس اور عمامے کو لوٹ لیا گیا۔ میرے ماں

باپ فدا اس شخص پر کہ جو بہت زیادہ غموں کے ساتھ شہید کیا گیا۔ میرے ماں باپ فدا اس پر کہ جس کو تشنہ لب شہید کیا گیا۔ میرے ماں باپ فدا ہوں اس پر کہ جس کے خون کے قطرات داڑھی سے گرتے تھے راوی کہتا کہ جناب زینبؑ نے اس طرح مصائب کو بیان کیا کہ **فَاَبْكَتْ وَاللّٰهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَ صَدِيْقٍ** خدا کی قسم زینبؑ کے اس کلام سے ہر دوست اور دشمن رو رہا تھا محتشم کاشانی نے اس موقع کی مناسبت سے کچھ اشعار کہے ہیں جو کہ یہ ہیں۔

بر حر بگاہ چوں رہ آں کاروان فتاد
شور و نشور غلغلہ اندر جہان فتاد

جب اس قافلہ کا میدان جنگ سے گزر ہوا تو زمانے میں ایک شور محشر برپا ہوگیا

ہر چند برتن شہداء چشم کار کرد
بر زخمھائے کاری تیر وسنان فتاد

شہداء کے جسموں پر آنکھ نے جتنا کام کیا تو وہ تیر وسنان کے کاری زخموں پر ہی پڑی

ناگاہ چشم دختر زہراء در آں میان
بر پیکر شریف امام زمان فتاد

اس دوران میں فاطمہ کی بیٹی کی نگاہ پیکر شرافت امام عصر کے جسم مقدس پڑی

بی اختیار نعرہ ھذا حسین ازاو
سر زد چنانکہ آتش او در جہان فتاد

ان کی زبان سے ھذا حسین کا نعرا اس طرح بلند ہوا کہ زمانے میں آگ سی بھڑک اٹھی

پس با زبان پر گلہ آں بضعتہ الرسول
رو در مدینہ کرد کہ یا ایھا الرسول

پس گلہ اور شکوہ کرنے والی زبان کے ساتھ اس بضعتہ الرسول نے اپنا منہ مدینے کی طرف کیا اور کہا کہ اے خدا کے رسول

ایں کشتہ فتادہ بہ ھامون حسینؑ تو است
ایں صید دست وپازدہ در خون حسینؑ تو است

یہ صحرا میں قتل ہونے والا آپ کا حسینؑ ہے یہ خاک وخون میں تڑپنے والا شکار آپکا حسینؑ ہے

ایں نخل تر کز آتش جان سوز تشنگی
دود از زمین رساندہ بہ گردوں حسینؑ نواست

جوخون جاری ہوا ہے اس کے ساتھ غسل دیا گیا ہے۔

اے جد بزرگوار ذرا دیکھو کہ اس کے اہل بیتؑ کو قیدی بنا کر بے رحمی کے ساتھ گذارا جارہا ہے اور شہداء کے سروں کو جن کے چہرے چاند کی طرح ہیں نیزوں پر بلند کیا گیا ہے۔

حضرت سکینہ نے جس وقت اپنے بابا کے بدن کو پہچانا تو اس طرح مرثیہ پڑھا۔

أَبِی یَا أَبِی مَاکَانَ اَسْرَعُ فُرْقَتِیْ
لَدَیْکَ فَمَنْ لِی بَعْدَکَ الْیَومَ یَکْفُلُ

وَمَنْ لِلْیَتَامٰی بَعْدُ بَعدَکَ سَیِّدِی
ومن لِلْاَیَامٰی کَافِلٌ مُتَکَفِّلٌ

اَیَا جَدَّنَا قُومِی مِنَ الْقَبْرِوَانْظُرِی
حَبِیْبَکَ مَقْتُولَ الْجَبِیْنِ مُرَمَّلٌ

اے بابا اے بابا آپ کی جدائی کس قدر جلد انجام پائی بابا کس قدر جلدی آپ کی جدائی میں مبتلا ہوچکی ہوں آپ کے بعد کون ہماری سرپرستی کرے گا۔

اے آقا اے میرے سردار آپ کے بعد یتیم کس سے پناہ حاصل کریں گے اور بے سہارا عورتیں کس سے پناہ حاصل کریں گی اے ہمارے جدبزرگوار قبر سے باہر آؤ اور اپنے حبیب کو دیکھو کہ ان کا چہرہ کس قدر مجروح اور خون آلودہ ہوچکا ہے۔

ای چرغ غافلی که چه بیداد کرده ای
وزکین چهادراین ستم آباد کرده ای

اے آسمان کیا تجھے خبر نہیں کہ تو نے کیا ظلم کیا ہے اور کینے کی وجہ سے تو نے اس ستم آباد میں کیا کچھ کیا ہے۔

گام یزید دا ده ای ازکشتن حسینؑ
بنگر که را زقتل تو دلشاد کرده ای

حسینؑ کے قتل ہونے سے تو نے یزید کا مقصد پورا کردیا ہے ذرا دیکھ کہ تیرے قتل کرنے نے کس کا دل خوش کیا ہے۔

اے زاده زیاد نکرده است هیچگه
نمرود این عمل که تو شداد کرده ای

اے ابن زیاد یہ عمل کبھی نمرود نے بھی نہیں کیا جو تجھ شداد نے کیا ہے

بهر خسی که بار درخت شقاوت است
بنگر چها که باقد شمشاد کرده ای

اس تنکے کے لیے جو درخت شقاوت کا پھل ہے دیکھ تو نے شمشاد کے قد کے ساتھ کیا کیا ہے۔

بادشمنان دین نتوان کرد آنچه تو
بامصطفی وحیدر واولاد کرده ای

یہ کام دین کے دشمنوں کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا جو تو نے محمد اور علی اور ان کی اولاد کے ساتھ کیا ہے۔

حلقی که بود بوسه گه مصطفی زکین
آزرده زخنجر فولاد کرده ای

وہ حلق جو محمد مصطفے کی بوسہ گاہ تھا تو نے کینے اور عناد کی وجہ سے اسے خنجر فولاد سے ذبح کیا ہے۔

چرا بی سر فتاده پیکر تو
چه حال است این بمیرددختر تو

تیرا جسم بغیر سر کے کیوں پڑا ہوا ہے یہ کیا احوال ہے کہ تیری بیٹی دیکھ کر مری جاتی ہے۔

پدر نگذاردم شمر ستمگر
که جاسازم دمی اندر بر تو

والد محترم مجھے شمر ستم گر نے اتنی مہلت نہ دی کہ آپ کے پہلو میں تھوڑی دیر اپنے لیئے جگہ بناتی۔

سیلمانی چرا دراین بیابان
چه شد انگشت وکو انگشتر تو

اے سلیمان اس صحرا میں تیری انگلی کو کیا ہوا اور تیری انگوٹھی کہاں گئی

میان آفتاب گرم سوزان
چرا عریان فتاده پیکرتو

گرم اور جلا دینے والی دھوپ میں تیرا جسم بغیر لباس کے کیوں پڑا ہوا ہے

به کهنه پیرهن کردی قناعت
که بیرون کرد آن را زتن تو

تو نے پرانے لباس پر قناعت کی وہ بھی تیرے جسم پر سے اتار لیا گیا

بعض مقاتل میں مذکور ہے کہ جناب زینبؑ نے جھک کر اپنے بھائی کے پارہ پارہ بدن کو اپنی گود میں لیا اور اپنے منہ کو بھائی کے حلقوم پر رکھا اور بوسہ دیا اور فرماتی تھیں۔

اَخِی لَوْخُیِّرْتُ بَیْنَ الرَّحِیْلِ وَالْمَقَامِ عِنْدَکَ لَاَخْتَرْتُ الْمَقَامَ عِنْدَکَ وَلَوْاَنَّ السِّبَاعَ تَاْکُلُ لَحْمِی اے بھیا اگر کربلا میں آپ کے ساتھ رہنے اور یہاں سے جانے کے لیے مجھے اختیار دیں تو میں آپ کے پاس رہنے کو ترجیح دوں گی اگرچہ بیابان کے درندے میرے بدن کے گوشت کو کھالیں۔

چون چاره نیست می روم ومی گذلر مت
ای پاره پاره تن به خدلمی سپارمت

چونکہ میرا کوئی بس نہیں ہے میں جارہی ہوں تجھے چھوڑ کے اے پارہ پارہ جسم تجھے خدا کے حوالے کر رہی ہوں۔

اس کے بعد فرمایا **یَابْنَ اُمِّی لَقَدْ کَلَلْتُ عَنِ الْمُدَافِعَةِ لِهٰؤُلَاءِ النِّسَاءِ وَالْاَطْفَالِ وَهٰذَا مَتْنِی قَدِاسْوَدَّ مِنَ الضَّرْبِ**

اے میری ماں کے لاڈلے میں بچوں اور عورتوں کی دشمنوں سے حفاظت کرتے کرتے تھک گئی ہوں۔ اور یہ میری کمر ہے کہ دشمن کے تازیانوں کی وجہ سے سیاہ ہو چکی ہے۔

حضرت سکینہؑ اپنے بابا کی لاش پر

مصباح کفعمی میں منقول ہے کہ حضرت سکینہؑ نے جس وقت اپنے باپ کو پہنچانا تو حضرت کے بدن کو اپنی گود میں لیا اور شدت غم کی وجہ سے بے ہوش ہوگئیں اور غش کے عالم میں سنا کہ بابا فرمارہے ہیں

شِیْعَتِی مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِی
اَوْسَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْشَهِیْدٍ فَانْدُبُوْنِی

اے میرے شیعو! جب تم ٹھنڈا پانی پینا تو مجھے یاد کرنا اور جب کسی مسافر اور شہید کا تذکرہ سنو تو مجھ پر گریہ کرنا
جب جناب سکینہ ہوش میں آئیں تو خوف کی حالت میں اٹھیں اور اپنے منہ کو پیٹتی تھیں۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ سکینہؑ نے اپنے آپ کو اپنے بابا کی لاش پر گرا دیا اور چند مرتبہ زور سے آہ و بکاء کی یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئیں جب ہوش میں آئیں تو کہا کہ بے ہوشی کی عالم میں نے سنا ہے کہ میرے بابا فرماتے ہیں۔

شِیْعَتِی مَا اِنْ شَرِبْتُمْ مَاءَ عَذْبٍ فَاذْکُرُوْنِی
اَوْسَمِعْتُمْ بِغَرِیْبٍ اَوْشَهِیْدٍ فَانْدُبُوْنِی
وَاَنَا السِّبْطُ الَّذِی مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ قَتَلُوْنِی
وَبِجُرْدِ الْخَیْلِ بَعْدَالْقَتْلِ عَمْدًا سَحَقُوْنِی
لَیْتَکُمْ فِی یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ جَمِیْعًا تَنْظُرُوْنِی

كيف استسقى لطفلى فابوا ان يرحمونى

وَسَقَوْهُ سَهْمَ بَغْيٍ عِوَضَ الْمَاءِ الْمَعِيْنِ

يَالَرَزْءٍ وَمُصَابٍ هَدَّ اَرْكَانَ الْحُجُوْنِ

وَيْلَهُمْ قَدْ جَرَحُوْا قَلْبَ رَسُوْلِ الثَّقَلَيْنِ

فَالْعَنُوْهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ شِيْعَتِي فِي كُلِّ حِيْنِ

اے میرے شیعو جب بھی تم ٹھنڈا پانی پینا تو میری پیاس کو یاد کرنا

جب بھی کسی شہید یا غریب کے بارے کوئی بات سنو تو میری غربت اور شہادت کو یاد کرکے گریہ کرنا میں نواسہ رسول ہوں کہ جو بے جرم شہید کیا گیا اور شہید کرنے کے بعد جان بوجھ کر میرے بدن کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامال کیا گیا اے کاش تم سب عاشورا کے دن موجود ہوتے اور دیکھتے کہ کس طرح ہم نے اپنے بچوں کے لیے دشمن سے پانی مانگا اور پانی کے بدلے ظلم کے تیروں کے ساتھ سیراب کیا گیا یہ وقت کس قدر غم انگیز اور دردناک تھا کہ جس کی وجہ سے مکہ کے بلند پہاڑ لرزنے لگے۔

وائے ہو ان پر کہ انہوں نے اپنے اس کام کے ساتھ کائنات کے رسولؐ کے دل کو مجروح کیا اے میرے شیعو جتنا تم سے ہوسکے ہر زمانے میں ان پر لعنت بھیجو۔

یہ جاں سوز اشعار جناب سکینہؑ نے کہے کہ جن سے حشر بپا ہوگیا۔ دوست اور دشمن سب رونے لگ گئے چونکہ کہا گیا ہے کہ

گربود درماتمی صدنوحه گر

آه صاحب درد را باشد اثر

فَاجْتَمَعَتْ عِدَّةٌ مِنَ الْاَعْرَابِ حَتّٰى جَرُّوْهَا عَنْهُ

آخر عرب کی ایک جماعت عمر سعد کے حکم سے جناب سکینہ کے پاس آئی اور ان کو کھینچ کر اپنے باپ کے بدن سے جدا کردیا۔

ای خصم بدمنش تومزن تازیانه ام

من ازکنار کشته بابا نمی روم

اے بدطینت دشمن مجھے تازیانہ نہ مار میں اپنے مقتول باپ کے پہلو سے جدا نہیں ہوں گی۔

من باعلی اکبر وعباس آمدم

ازاین دیار بی کس و تنها نمی روم

میں عباس اور علی اکبر کے ہمراہ آئی تھی میں اس علاقے سے بے کس اور تنہا نہیں جاؤں گی۔

تن ها بروی خاک چنین مانده بی کفن

درشام و کوفه همره سرهانمی روم

جسم خاک پر کس حال میں زمین پر پڑے ہوئے ہیں میں کوفہ و شام سروں کے ہم راہ نہیں جاؤں گی۔

سیلی مزن به صورتم ای شمر بے حیا

من بی علی اکبر لیلی نمی روم

اے بے شرم شمر مجھے طمانچہ نہ مار میں لیلیٰ کے ساتھ علی اکبر کے بغیر نہیں جاؤں گی۔

مزنید که دراین دشت مرا کاری هست

گل اگر نیست ولی صفحه گلزاری هست

مجھے مت مارو کہ اس جنگل میں مجھے ایک کام ہے۔ یہاں پھول اگرچہ نہیں ہے لیکن پھول کے پتے ضرور ہیں۔

ساربانان مزنید این همه آواز رحیل

آخر این قافله را قافله سالاری هست

اے ساربانوں یہ رحیل کی آوازیں نہ لگاؤ اس قافلے کا بہرحال اپنا ایک قافلہ سالار ہے۔

گریه من به سرنعش پدر بیجا نیست

بلبل آنجا که بود گرمی بازاری هست

باپ کی لاش پر میرا گریہ غلط نہیں ہے بلبل وہیں ہوتا ہے جہاں بازار گرم ہو

ای پدر هیچ ندانی که دراین انجمنت

بال و پر سوخته ای مرغ گرفتاری هست

بابا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی اس انجمن میں ایک مرغ گرفتار ہے جس کے بال و پر جل گئے ہیں۔

حضرت امام سجادؑ کے مصائب پارہ پارہ بدن کے ساتھ

امام سجادؑ بہت زیادہ سخت بیمار تھے اس کے باوجود سنگ دل دشمن نے حضرت کی گردن میں ایک طوق ڈال دیا جس سے آپ کی کمر اور گردن جھکی ہوئی تھی۔ شدت بیماری کی وجہ سے اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتے تھے حضرت کے دونوں پاؤں کو اونٹ کے شکم کے نیچے باندھا دیا گیا تھا تاکہ اونٹ کی پشت سے زمین پر نہ گر پڑیں جب اھل بیتؑ قتل گاہ میں پہنچے تو سب پیادہ ہوگئے اور شہدا کی پارہ پارہ لاشوں کے قریب گئے لیکن امام سجادؑ پاؤں بندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اونٹ سے نہ اتر سکے اور اس اونٹ کے اوپر سے بے سر شہداء کے بدنوں کو دیکھا اور حضرت کے بدن پر اتناوزن ہوچکا تھا اور اس قدر بدن نڈھال ہوگیا تھا۔ کہ قریب تھا روح بدن سے نکل جائے۔

جس وقت حضرت زینبؑ نے سید سجادؑ کو اس حالت میں دیکھا تو ان کے پاس آئیں اور فرمایا **مَالِی اُرٰاکَ تَجُودَ بِنَفْسِکَ یَابَقِیَّةَ جَدِّی وَاَبِی وَاِخْوَتِی** اے میرے باپ دادا اور بھائیوں کی یادگار یہ کیا حالت ہے کہ جو میں آپ میں دیکھ رہی ہوں دکھائی دیتا ہے کہ آپ جان دینا چاہتے ہیں امام سجادؑ نے فرمایا

وَکَیْفَ لَااَجْزَعُ وَاَهْلَعُ وَقَدْاَرٰی سَیِّدِی وَاِخْوَتِی وَعُمُومَتِیْ وَوُلْدَ عَمِّی وَاَهْلِی مُضَرَّجِیْنَ بِدِمَائِهِمْ مُرَمَّلِیْنَ بِالْعَرَاءِ مُسَلَّبِیْنَ لَایُکَفَّنُونَ وَلَا یُوَارُوْنَ

کس طرح بے تاب نہ ہوں اور کس طرح صبر کروں حالانکہ میرے والد میرے بھائی میرے چچے اور ان کی اولاد اور رشتہ داروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اس بیابان میں خون آلود ہیں عریان اور کفن کے بغیر ہیں اور کوئی بھی ان کو دفن کرنے والا نہیں ہے کوئی بھی ان کے پاس نہیں جاتا کیا یہ مسلمان ہیں یا ترک اور دیلم کے خاندان سے ہیں۔

حضرت زینبؑ نے امام سجادؑ کو تسلی دی اور فرمایا اے میرے جد و والد اور بھائیوں کی یادگار گھبراؤ نہیں خدا کی قسم یہ واقعہ خدا کے عہد اور پیان کی بناء پر ہوا ہے۔ زمانے کے فرعون کو کیا علم یہاں آسمان والے آئیں گے اور

ملائکہ ان پارہ پارہ بدنوں کو اکٹھے کرکے چھپائیں گے اور تیرے والد کی قبر پر ایک نشانی لگائی جائے گی کہ سالہا سال اور صدیوں کے گزرنے کے باوجود ختم نہیں ہوگی کافر سلاطین جس قدر بھی کوشش کریں گے اس کو مٹانے کے لیے نہ مٹاسکیں گے۔ اور اس کے برعکس روز بروز اس مکان مقدس کی رونق میں اضافہ ہوگا۔

اس کے بعد جناب زینب کبریٰ نے ام ایمن کا واقعہ اس عہد مذکور میں امام سجادؑ کی تسلی کے لیے بیان کیا

کاسہ چشم من از داغ تو مالا مال است

طول هر روز زبعدتو برایم سال است

میری آنکھ کا پیالہ تیرے داغ ماتم سے لبریز ہے تیرے بعد میرے لیے ایک ایک دن سال کے برابر ہے۔

ای که جایت به سردوش نبی بود مدام

خوابگا هت بچه تقصیر درایں گودال است

اے وہ کہ جس کا مقام ہمیشہ دوش نبوت پر تھا تجھ سے کیا قصور ہوا کہ یہ قید تیری خواب گاہ ہے

نتوان گفت که باخاک تنت گشته عجین

لیک ازاسب مخالف بدنت پامال است

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تیرا جسم خاک سے متعلق ہوگیا ہاں البتہ دشمن کے گھوڑے نے تیرا جسم پامال کیا ہے۔

نحر منحور تو هرگز نرود ازیادم

صدر مکسور تو دیدهر که پریشان حال است

اسیران کا لاشوں سے وداع کرنا

جب یہ قافلہ مدینے سے کربلا آیا تھا تو اس کے ساتھ عون، محمد، علی، قاسم اور عباس تھے۔ حسین بھائی ساتھ تھے۔

اے چچاجان کہ امام حسین کے حرم اور مستورات کو دیکھا ہوتا کہ وہ فریاد کرتی تھیں اور کہتی تھیں ہائے سخت پیاس ' ہائے غربی اس کے بعد حضرت عباس کے جنازے کو بنی اسد کی مدد سے دفن کیا اور واپس لوٹے اور اصحاب کی لاشوں کو بھی دفن کیا جب وہ نامعلوم شخص گھوڑے پر سوار ہرکر جانے لگاتو بنی اسد کے لوگوں نے حضرت کے دامن کو پکڑا اور کہنے لگے تمہیں ان افراد کا واسطہ کہ جن کو آپ نے دفن کیاہے آپ کون ہیں اس سوار نے کہا کہ میں علی بن الحسین ہوں میں اس لئے آیا تھاکہ اپنے والد بزرگوار اور ان کے ساتھیوں کو دفن کروں اب میں ابن زیاد کے قید خانے میں جاتاہوں تمہیں مرحباہو ہمارے مصائب کے بارے میں بے تاب نہ ہو اور صبر کرو اس کے بعد انہیں خدا حافظ کیا اور چلے گئے یہ بھی ذھن میں رکھیں کہ شہداء کو 13 محرم 61 ہجری کو دفن کیاگیا تھایعنی امام کی لاش کو تین دن بعد دفن کیاگیا۔

شہداء کربلا کی قبور کے بارے میں مناسب اشعار

خرم دلی کہ منبع انہار کوثر است
کوثر کجا زدیدہ پر اشک بہتر است
خوش باش ہے وہ دل جو کوثر کی نہروں کا منبع ہے کوثر رونے والی آنکھ سے کب بہتر ہے۔
نام حسین و کرب و بلا ہردو دلرباست
نام علی اکبر آن دلربا تر است
حسین اور کربلا دونوں نام پر کشش ہیں علی اکبر کا نام ان دونوں سے زیادہ پر کشش ہے۔
رفتم بہ کربلا بہ سر قبر ہر شہید
دیدم کہ مرقد شہداء مشک و عنبر است
میں کربلا میں ہر شہید کی قبر پر گیا میں نے دیکھا کہ شہیدوں کے مزار مشک و عنبر ہیں۔
پرسیدم از کسی سببش رابہ گریہ گفت
پائیں پای قبر حسین قبر اکبر است
میں نے کسی سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے روتے ہوئے کہا حسین کے پائین پا علی اکبر کی قبر ہے۔
پائیں پای قبر علی اکبر جوان
ھفتاد ویک شہید چو خورشید انور است
علی اکبر کے پیروں کی طرف اکہتر شہداء چمکتے ہوئے سورج کی طرح ہیں۔

ام سنا تو چھت سے نیچے آئی اور جو کچھ ان کے پاس چادریں
ں - روایت میں ہے کہ جس وقت اھل کوفہ کی نظر مظلوم
نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا۔
قتلنا
و پس کس نے ہم کو قتل کیاہے؟کیا تم نے ہمیں قتل نہیں
امکم
ستجزون نارًاحرّھایتوقد
فکھا
حر مھاالقرآن ثمّ محمّد
ہاری ماں کے لیے کہ جلدی جہنم کی آگ تمہیں گھیر لے۔
س خون کے بہانے کو حرام قرار دیا ہے جناب ام کلثوم کے
س دن کی طرح پھر کبھی کسی کو گریہ کرتے نہیں دیکھا گیاکچھ
ر اپنا منہ پیٹتی تھیں اور مرد شدت غم کی وجہ سے داڑھی
کرتے تھے اور مولا سجاد نے کہا اب روتے ہو جب کہ میری
شدند
شہر کوفہ نالہ کنان نوحہ گرشدند
ں کرتے ہوئے نوحہ گر ہوئی
وسنان
پیش روی اھل حرم جلوہ گر شدند
کے اوپر جلوہ گر تھے۔
عرش
مع از پی نظارہ بہ ھر رھگذر شدند
ے ساکنان عرش جمع ہوگئے تھے۔

بی شرم امتی که نترسید از خدا
بر عترت پیامبر خود پرده درشدند

بے شرم امت جو خدا سے نہیں ڈری وہ اپنے نبی کی اولاد کو پردے سے محروم کرگئی۔

دست از جفانداشته برزخم اهلبیتؑ
هر دم نمک فشان بجفای دگر شدند۔

انہوں نے جفا سے ہاتھ نہیں روکا بلکہ اھلبیت کے زخموں پر نئے ظلم سے نمک پاشی کی۔

مسلم مستری کابیان

مسلم مستری کہتاہے کہ ابن زیاد نے مجھے قصر دارالامارہ کی تعمیر کے لئے طلب کیا تھااور میں اس قصر کے سامنے مرمت کررہاتھا کہ اچانک صدا بلند ہوئی کہ قیدی آگئے قیدی آگئے۔ وہاں پر ایک خادم تھا میں نے اس سے پوچھاکہ کیابات ہے اس نے کہاکہ ایک خارجی کاسر یزید کے پاس لایا جارہاہے کہ جس نے یزید پر خروج کیاتھامیں نے پوچھاکہ وہ خارجی کون ہے اس نے کہا حسینؑ بن علیؑ ۔ مسلم کہتاہے کہ میں نے تھوڑی دیر صبر کیاکہ اتنے میں خادم باہر چلاگیااس وقت میں نے اپنے منہ کو پیٹاقریب تھاکہ میں اندھاہوجاؤں میں نے اپنے ہاتھوں کو جلدی سے دھویااور باہر قصر کے پیچھے چلاگیا یہاں تک کہ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے چالیس بے محمل اونٹوں کو دیکھاکہ امام حسین کے اھل حرم اوربچے ان اونٹوں پہ بیٹھے ہوئے تھے اور امام سجاد کو دیکھاکہ ان کو بغیر کجاوہ اونٹ پہ سوار کیاگیاتھااور حضرت کی گردن کی رگوں سے طوق کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ اشعار پڑھتے تھے۔

یَا اُمَّۃَ السُّوءِ لَا سَقْیًالِرَبْعِکُمْ
یَا اُمَّۃً لَمْ تُرَاعِی جَدَّنَافِیْنَا
لَوْ اَنَّنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ یَجْمَعُنَا
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَا

اے بری امت تم پر خدا کی رحمت نہ ہو اے امت تم نے ھمارے جد کے احترام کی رعایت نہ کی اگر تم کو رسول خدا کے ساتھ قیامت کے دن محشور کیاگیاتو رسول کو کیا جواب دو گے

تَصفَقُوْنَ عَلَیْنَا کَفَّکُمْ فَرَحًا
وَاَنْتُمْ فِی فِجَاجِ الْاَرْضِ تَسْبُوْنَا

تم خوشی کی وجہ سے تالیاں بجاتے ہو اور ھم کو اسیری کی حالت میں بازاروں سے گزرواتے ہو مسلم کہتا ہے کہ میں نے دیکھاکہ بعض کوفہ کی عورتیں خرمے اور روٹی لائیں تاکہ اھل بیتؑ کے بچوں کو دیں.کہ جو محملوں میں تھے جناب ام کلثومؑ نے بلند آواز سے کہا**یَا اَھْلَ الْکُوفَۃِ اِنَّ الصَّدَقَۃَ عَلَیْنَا حَرَامٌ** اے کوفہ کے لوگو صدقہ ہم پر حرام ہے اس غذا کو ان بچوں کے ہاتھوں اور منہ سے نکال کر کوفہ کے لوگوں کی طرف پھینکتی تھیں یہ ایک ایسا منظر تھا کہ جسے دیکھ کر پورا کوفہ خوشی کی بجائے غم میں تبدیل ہوگیا اور ہر طرف سے گریہ وبکاء کی آوازیں بلند ہوئیں جناب ام کلثوم نے فرمایا **صَہْ یَا اَہْلَ الْکُوفَۃِ تَقْتُلُنَا رِجَالُکُمْ وَتَبْکِیْنَا نِسَائُکُمْ فَالْحَاکِمُ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ یَوْمَ فَصْلِ الْقَضَا**خاموش ہو جاؤ اے اھل کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے جوانوں کو قتل کیا ہے اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں خدا ہمارے اور تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اچانک شوروغل بلند ہوا تو میں نے دیکھاکہ شہداء کے سروں کو کوفہ میں داخل کیا جارہا تھا اور امام حسین کا سرمبارک سب سے آگے تھا۔ جو چاند کی طرح دکھائی دیتا تھا جو کہ رسول کے ساتھ سب سے زیادہ شباہت رکھتا تھا حضرت کی داڑھی خضاب کی وجہ سے سیاہ تھی اور سرنیزہ پر سوار تھا۔

حضرت زینبؑ کا مرثیہ

مسلم مستری اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ جس وقت جناب زینبؑ کبریٰ نے محمل کے درمیان اپنے بھائی کے سرمبارک کو نیزہ پر دیکھا **نَطَحَتْ جَبِیْنَھَا بمقدم المحمل حتی لائینا الدم یخرج من تحت قناعها** حضرت زینبؑ نے شدت غم کی وجہ سے اپنی پیشانی کو محمل پر مارا جس کی وجہ سے بی بی کے زخم سے دوبارہ خون بہنے لگ گیا اور شاید یہ زخم کوفے میں کسی کے پتھر مارنے کی وجہ سے ہوا ہو اس کے بعد غم اور حزن کے ساتھ اپنے بھائی کے سرمبارک کی طرف رخ کرکے اس طرح مرثیہ پڑھا

یَاھِلَالاً لَمَّا اسْتَتَمَّ کَمَالاً
غَالَہُ خَسْفُہُ فَاَبْدَاغُرُوْبًا
مَاتَوَھَّمْتُ یَاشَقِیْقَ فُوَادِی
کَانَ ھٰذَا مُقَدَّرًا مَکْتُوْبًا
یَا اَخِی فَاطِمَ الصَّغِیْرَۃَ کَلِّمْھَا
فَقَدْ کَادَقَلْبُھَااَنْ یَذُوْبَا
یَااَخِی قَلْبَکَ الشَّفِیْقَ عَلَیْنَا
مَالَہُ قَدْقَسٰی وَصَارَصَلِیْبًا

در دانه بانوی دهر بی پرده شهره شهر
دوران چه کرده از قهر باناز پرورده

زمانے کی بیش بہا شہزادی اور پورے شہر کی شہرت بے پردہ رہی ظلم کی وجہ سے زمانے نے کیاکیا نازوں کی پلی ہوئی کے ساتھ۔

ای لاله دل ما ای شمع محفل ما
برنی مقابل ما سر بر فلک کشیده

اے ہمارے دل کے گل لالہ اے ہماری محفل کی شمع تو نوک نیزہ پر ہمارے سامنے بلند ہے۔

بنگر به حال اطفال در دست خصم پامال
چون مرغ بی پرو بال کز آشیان پریده

بچوں کاحال دیکھ دشمنوں کے ہاتھوں پامال ہیں بے پروبال پرندے کی طرح جو آشیانے سے پرواز کر چکا ہو۔

یکدسته دل شکسته بندش بدست بسته
یک حلقه زلر وخسته خارش بپا خلیده

بربسته دست تقدیر بیمار را به زنجیر
عنقاء قاف و نخجیر هرگز کسی شنیده

تقدیر کے ہاتھ نے بیمار کو زنجیر کے ساتھ باندھ دیا لیکن کسی نے کوہ قاف کے عنقاء کو کبھی باندھا ہوا نہیں دیکھا۔

آهش زند زبانه روزانه وشبانه
از ساغر زمانه زهر الم چشیده

زبان اس پر افسوس کر رہی ہے دن اور رات دونوں وقت اس نے ساغر زمانہ سے رنج وغم کا زہر پیا ہے۔

گر مو به مو بمویم آرام دل بجویم
از آنچه شد نگویم باآں سربریده

اگر مسلسل روتے جاؤں پھر بھی امام نہیں ملے گا جو کچھ ہوا ہے وہ اس کٹے ہوئے سر سے نہیں کہوں گا۔

جناب زینبؑ کا خطبہ

اگرچہ اھل بیتؑ نبوت پر سخت مصیبتیں پڑیں لیکن امام کے ہدف اور قیام کے فلسفہ کو کسی وقت بھی فراموش نہ

...دم زنده باشم
اے عجب توکشته ومن زنده باصدگونه زاری
...ں بھی زندہ رہوں گی ہائے افسوس کہ تو شہید ہوگیا اور میں زندہ ہوں

...ل بیتؑ کو قید کرنا

...کو ایک خط لکھا اور تمام واقعات یزید کو لکھے یزید نے جواب دیا کہ
...ئے دیں لیکن اس نے اس خط کا جواب تقریباً بارہ دنوں کے بعد ابن
...سجادؑ اور ان کے ساتھی کوفہ کے قیدخانے میں قید رہے اور قید خانے
...تی کی گئی یہاں تک کہ قید خانے میں بھی حضرت سجادؑ کی گردن میں

...ر خانے کے مصائب

...ر قید خانے میں پھینکا گیا شاید کہ یہ خط اھل بیتؑ کے دوستداروں کی
...ئے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن زیاد کے ارادہ سے آپ کو آگاہ کریں

...وانہ ہوچکا ہے اور کچھ دنوں کے بعد وہ جواب لے کر آجائے گا اور
...ر آواز آئے تو سمجھ لینا کہ یہ قوم آپ کو یہیں قتل کرنا چاہتی ہے اور
...ع کرلینا اور اگر تکبیر کی آواز نہ سنیں تو جان لینا کہ تم امان میں ہو اور

...اتھ باندھ کر قید خانے میں پھینکا گیا تھا اس خط میں لکھا ہوا تھا قریب
...یتوں کو انجام دو۔
...ب میں لکھا تھا کہ مرنے والوں کے سروں کو حسینؑ کے اہل بیتؑ کے
...ے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ سروں کو اھل بیتؑ کے ساتھ شام کی

طرف روانہ کریں۔

امام حسینؑ کے سرمقدس کا قرآن پڑھنا

متعدد روایات میں ہے کہ کوفہ میں امام حسینؑ کا سرمقدس قرآن مجید کی آیات پڑھتا تھا من جملہ ان میں سے شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کے سرمقدس کو کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا جائے زید بن ارقم نے کہا میں نے دیکھا کہ حضرت کا سرنیزے پر ہے اور وہ سرمقدس اس آیہ کی تلاوت کرتا تھا۔
اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا " کیا گمان کرتے ہو کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری عجیب آیات میں سے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں ڈر گیا اور مجھے وحشت ہوئی میں نے آواز دی **رَاْسُکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَعْجَبُ وَاَعْجَبُ** تیرا سر اے فرزند رسول خدا عجیب اور تعجب آور ہے۔

نیز منقول ہے کہ سلمہ بن کہیل نے سنا اس وقت سرمقدس یہ آیت پڑھتا تھا **فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ** جلدی خدا تم کو ان کے شر سے دور کرے گا وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (بقرہ)
نیز منقول ہے کہ حضرت کے سرمقدس کو ایک لکڑی پر آویزاں کیا گیا۔
بہت سے لوگ اس کے اطراف میں اکٹھے ہوگئے ہم نے ایک نور کو دیکھا کہ جو اس سر سے آسمان کی طرف نکلا اور اس وقت سرامام حسین یہ آیت تلاوت کررہا تھا۔
وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ ان کی بازگشت کس طرف ہے

گوش دهم به صوت قرآن تو
یاکه به افغان یتیمان تو
تیری قرآن خوانی سنوں یا تیرے یتیموں کی آہ و زاری کی طرف دھیان دوں
نبود گمان خواهرت این چنین
به نیزه بینم سرچون ماه تو
تیری بہن نے یہ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ تیرے جیسے چاند کا چہرہ نیزے پر دیکھے گی۔
ببین برادر من خونین جگر
به شمر و خولی شده ام هم سفر

اے بھائی دیکھ میں زخمی جگر خولی و شمر کی ہم سفر ہوں
تو آیه کهف تلاوت کنی
چو خوش زقرآن توحمایت کنی
تو سورہ کہف کی تلاوت کررہا ہے تو قرآن کی تائید کتنی اچھی طرح کررہا ہے
هنوز اظهار شجاعت کنی
خواهر غم دیده دلالت کنی
اب بھی بہادری کا اظہار کررہا ہے اپنی غم زدہ بہن کی تائید کررہا ہے
به پیش محمل سر تو برسنان
زحلق و پیشانی تو خون روان
محمل کے سامنے تیرا سر نوک سناں پر ہے اور تیرے حلق اور پیشانی سے خون بہہ رہا ہے
چسان ببینم من بی خانمان
نظر به سیمای تو ای روح و جان
میں پردیس کس طرح تجھے دیکھوں اے میری جان اور روح
چه خوش است صوت قرآن زتو دلربا شنید ن
به رخت نظاره کردن سخن خدا شنید ن
تیرے جیسے دلربا سے قرآن کا سننا اور تیرے چہرے پر نظر کرنا اور خدا کی باتیں سننا کس قدر پرکشش ہے

عبداللہ بن عفیف نابینا کی شہادت

جب اہل بیتؑ امام حسینؑ کو قیدی بنا کر کوفے میں لایا گیا تو تیرہ محرم کو اعلان کیا گیا کہ مسجد کوفہ میں نماز ہوگی اور لوگ نماز کے لیے اکٹھے ہوگئے نماز کے بعد ابن زیاد نے خطاب کیا اور کہا جس نے ہم کو کامیاب کیا اس خدا کی حمد اور تعریف ہے۔ اور (یزید اور ان کے پیرو کاروں کی مدد کی اور جھوٹے اور جھوٹے کے فرزند کو قتل کیا جب وہ اس مقام پر پہنچا۔ تو عبداللہ بن عفیف ازدی کہ جو شیعوں میں زاہد ترین شخص تھا جنگ جمل میں علیؑ کے ہم رکاب تھا اور اس جنگ میں دشمن کی طرف سے تیر لگنے کی وجہ سے بائیں آنکھ بھی اس کی ضائع ہوگئی تھی۔ اور جنگ صفین میں دائیں آنکھ ضائع ہوگئی تھی۔ وہ دونوں آنکھوں سے محروم تھا تمام دن صبح سے لے کر شام تک مسجد کے گوشے میں عبادت میں مشغول رہتا تھا وہ کھڑا ہوگیا اور بلند آواز سے کہا۔

يَا بْنَ زِيَادٍ اِنَّ الْكَذَّابَ اِبْنَ الْكَذَّابِ اَنْتَ وَاَبُوكَ وَمَنِ اسْتَعْمَلَكَ وَ اَبُوهُ يَا عَدُوَّاللّٰهِ

اے زیاد کے بیٹے تو جھوٹا اور جھوٹے کا بیٹا ہے تو اور تیرا باپ جھوٹا ہے اور وہ جھوٹا ہے جس نے تجھے ہمارے اوپر حاکم بنایا ہے اے خدا کے دشمن کیا تم پیغمبر کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور پھر مومنین کے منبر پر اس قسم کی بے ہودگی کرتے ہو ابن زیاد عبداللہ کے اعتراض سے غضبناک ہوا اس نے بلند آواز سے کہا کہ یہ بولنے والا کون ہے۔ عبداللہ نے کہا میں ہوں اے دشمن خدا اس پاک خاندان کو کہ جن کو خدا نے پلیدگی سے دور رکھا ہے ان کو قتل کرتے ہو اور گمان کرتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں وائے ہو تم پر کہاں ہیں مہاجرین اور انصار تاکہ سرکش امیر یزید اور اس کے باپ جو رسول خداﷺ کے زمانے سے ملعون تھا ان سے انتقام لیں یہ سن کر ابن زیاد اس قدر غضبناک ہوا کہ اس کی گردن کی رگیں خون سے بھرگئیں اور کہا کہ اس مرد کو میرے پاس لے آؤ جلاد ہر طرف سے دوڑے تاکہ اس کو پکڑلیں لیکن عبد اللہ کے چچازاد اور کچھ ازد قبیلے کے لوگ اٹھے اور اس کو ان کے ہاتھ سے نجات دلائی اور مسجد سے باہر لے گئے اور اس کو اپنے گھر پہنچایا ابن زیاد نے حکم دیا اور کہا کہ جاؤ اس اندھے ازدی کو پکڑ کر لے آؤ کہ خدا اس کے دل کو اندھا کردے اس کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آؤ ابن زیاد کے آدمی عبداللہ کو پکڑنے کے لیے اس کے گھر گئے اور یہ خبرازد کے قبیلے اور یمنیوں کو پہنچی جو شیعہ تھے تو یہ سب مل کر عبداللہ کی حمایت کے لیے جمع ہوگئے تو ابن زیاد نے قبیلہ مضر کو جمع کیا اور محمد بن اشعث کی سربراہی میں جنگ کے لیے بھیجا اس دوران سخت جنگ ہوئی اور عرب کی ایک کافی جماعت اس دوران قتل ہوگئی لیکن یہ جنگ عبداللہ کے قتل کے بعد ہوئی ابن زیاد کے ملاعین عبداللہ کے گھر کے دروازے کے پاس آئے اور دروازے کو توڑ کر اندر داخل ہوگئے اور عبداللہ کی بیٹی نے فوج دیکھ کر بلند آواز سے کہا بابا جان فوجی آگئے تو عبداللہ نے کہا تمہارے ساتھ ان کا کوئی کام نہیں ہے مجھے تلوار دے دو اور ساتھ کھڑی ہو کر مجھے بتاتی جا کہ ملاعین کس طرف سے آرہے ہیں جناب عبداللہ ایک ہی مقام پر کھڑے ہوکر تلوار سے اپنا دفاع کرتے تھے اور رجز پڑھتے اور آپ کی بیٹی کہتی تھی کہ کاش میں مرد ہوتی تو بابا تیرے آگے آگے رسول خدا کی پاک عترت کے قاتلین کے ساتھ جنگ کرتی فوجیوں نے حضرت عبداللہ کو ہر طرف سے گھیر لیا جب کہ حضرت عبداللہ آخر دم تک اپنا دفاع کرتے رہے بالآخر فوجیوں نے آپ کو گرفتار کرلیا اور ابن زیاد کے پاس لے گئے جب ابن زیاد نے عبداللہ کو دیکھا تو کہا اس خدا کی تعریف جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا تو جناب عبداللہ نے کہا کس طرح تو نے مجھے رسوا کیا وَاللّٰهِ لَوفَرَّجَ لِي عَنْ بَصَرِي ضَاقَ عَلَيْكَ مَورِدِي وَ مَصْدَرِي خدا کی قسم اگر میں بینا ہوتا تو تمہارے خروج اور ورود کو تنگ کردیتا ابن زیاد نے کہا اے دشمن خدا عثمان کے بارے میں تیرا نظریہ کیا ہے؟ عبداللہ نے کہا اے قبیلہ علاج کے زرخرید اے مرجانہ کے بیٹے تجھ کو عثمان سے کیا کام اس نے اچھا کیا یا برا اصلاح کی یا تباہی خدا خود اپنی مخلوق کے مقدرات پر حاکم ہے کہ ان کے درمیان اور عثمان کے

درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا لیکن تو اپنے باپ کی حالت اور اپنی حالت اور یزید اور یزید کے باپ کی حالت مجھ سے پوچھ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم تجھ سے نہیں پوچھوں گا یہاں تک کہ موت کے شربت کو ایک ایک گھونٹ کرکے پیوگے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کائنات کے خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ تمہاری پیدائش سے پہلے میں نے خدا سے چاہا تھا کہ مجھے شہادت کا مقام عطافرمائے میں نے خدا سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ سب سے ملعون اور سب سے مبغوض کے ہاتھ سے میری شہادت ہو لیکن جب میں نابینا ہوگیا تو میں شہادت سے مایوس ہوگیا اب میں خدا کی تعریف کرتا ہوں کہ جس نے میری دعا کو پورا کیا ابن زیاد نے اپنے جلاد سے کہا کہ اس کی گردن کو جدا کردو عبداللہ کی گردن کو جدا کیا گیا اور اس کے خون آلود بدن کو کوفہ میں کناسہ کے مقام پر لٹکایا گیا اور ایک قول کے مطابق مسجد کے احاطہ میں پھانسی دی گئی تمام اولیاء خدا کا درود اس جوان غیور جنگجو اور پاک دل پر کہ جس نے اپنی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امام حسینؑ کی عزت کی خاطر اپنی جان دے دی۔

کوفہ سے شام تک کے مقامات کے مصائب

اھل بیتؑ نبوت کے رنج آور مصائب میں سے ایک یہ ہے کہ یزید کے حکم کے مطابق ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کے اھل حرم اور بچوں کو سخت تکلیف کے ساتھ کوفہ سے شام کی طرف لے جائیں اور یہ بھی حکم دیا کہ امام سجادؑ کی گردن میں طوق ڈالا جائے حضرت سجادؑ اور باقی قیدیوں کو محفر بن ثعلبہ اور شمر بن ذی الجوشن کے حوالہ کیا گیا اور دلخراش حالت میں شام کی طرف روانہ کیا گیا۔ بعض روایات کے مطابق چالیس آدمیوں کو سروں کے ساتھ روانہ کیا گیا کوفہ سے لے کر شام تک بہت لمبا راستہ تھا چاہیے تو تھا کہ آسان راستے سے بیبیوں کو لے جاتے اور راستے میں تازہ دم ہونے کے لیے توقف کرتے لیکن اس کے برعکس امام حسینؑ کے اھل بیتؑ کو ایک گھر سے دوسرے گھر ایک شہر سے دوسرے شہر پھرایا گیا اور ہر شہر میں گالی استہزاء اور اذیت دیتے رہے یہ مقامات اس ترتیب کے ساتھ ہیں۔

1- تکریت 2- موصل 3- حران 4- دعوات 5- قسرین 6- سیبور 7- حمص
8- بعلبک 9- قصربنی مقاتل 10- حماۃ 11- حلب 12- نصیبین 13- عسقلان
14- دیرقسیس 15- دیرراھب

اھل بیتؑ قصربنی مقاتل میں

ہوا سخت گرم تھی مشکیزوں کا پانی ختم ہوچکا تھا اھل بیتؑ کا قافلہ قصربنی مقاتل پہ اترا کہ جو راستے سے کچھ دور تھا

یا راستہ گم کرنے کی وجہ سے وہ قصربنی مقاتل میں جاپہنچے تھے دشمنوں نے اپنے لیے خیمے نصب کئے لیکن اھل بیتؑ کو بیابان میں رکھا ایک طرف پانی نہیں اور پیاسے ہیں اور دوسری طرف گرم ریت ہے کہ جس پر سورج کی تیز گرمی پڑ رہی تھی۔

لکھا ہے کہ حضرت زینبؑ سید سجادؑ کی تیمار داری کرنے کے لیے سجاد کے قریب آئیں اور سجادؑ کو ایک اونٹ کے سایہ تلے آبٹھایا قریب تھا کہ امام سجادؑ شدت تشنگی کی وجہ سے ھلاک ہوجائیں تو بی بی اپنے اپنے بیمار بھتیجے کو اپنے دامن سے ہوا دیتی تھیں اور فرماتی تھیں **یَعِزُّ عَلَیَّ اَنْ اَرَاکَ بِھٰذَاالحَالِ یَا بْنَ اَخِی** اے برادر زادہ میرے لیے دشوار ہے کہ میں تم کو اس حالت میں دیکھوں قصربنی مقاتل کے مقام پر جناب سکینہ نے سخت دھوپ میں قافلے سے کچھ دور ایک جھاڑی دیکھی جناب سکینہؑ دھوپ سے بچنے کے لیے اس جھاڑی کی چھاؤں تلے جابیٹھی وہاں کی گرم ریت کو اکٹھا کرکے سرہانہ بنایا اور مدت سے تھکی ماندی تماچے کھاتی ہوئی سکینہ نے اپنے دکھ کو کم کرنے کے لیے۔ اس ریت کے تکیہ پر سر رکھا اور وہاں کافی عرصے کی تھکاوٹ کی وجہ سے سکینہ کو نیند آگئی اور سکینہ وہاں سوئی رہی اور اھل بیتؑ کا قافلہ روانہ ہوگیا لیکن سکینہ بیابان میں رہ گئی اور آپ فاطمہ کبریٰ کے ساتھ محمل میں ہوتی تھیں سوار ہوتے وقت کبریٰ نے دیکھا کہ سکینہ موجود نہیں ہے تو آواز دی اے ساربان قافلہ روک میری بہن کہ جو میرے ساتھ محمل میں تھیں وہ پچھلی منزل پر رہ گئی ہے۔ ساربان نے توجہ نہ دی.تو فاطمہ نے اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور فرمایا خدا کی قسم جب تک میری بہن کو نہیں لاؤ گے اس وقت تک میں سوار نہیں ہوں گی۔ ساربان نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے جناب فاطمہ نے فرمایا کہ معلوم نہیں تو جناب زینبؑ نے فرمایاوہ تو وہاں چھاؤں ڈھونڈ رہی تھی پھر ساربان نے جنگل میں جاکر بلند آواز سے سکینہ کو آواز دی کہ اے سکینہ جلدی آؤ قافلہ جانے والا ہے پھر بھی کچھ پتہ نہ چلا بالآخر ظالموں نے قافلہ روانہ کردیا قافلے کے جانے کے بعد جب سخت گرمی کی وجہ سے سکینہ بیدار ہوئی تو کیا دیکھا کہ قافلہ روانہ ہوگیا نہ سجاو ہے نہ پھوپھیاں ہیں جنگل کا ماحول ہے تو سکینہ قافلے کے پیچھے اونٹوں کے نشانوں پر دوڑنے لگی اور فریاد کرتی تھیں کہ بہن فاطمہ جب میں تمہارے ساتھ محمل میں نہیں تھی تو تو نے مجھے کیوں یاد نہ کیا تم تو چلی گئی ہو اور مجھے جنگل میں تنہا چھوڑ گئی ہو اور فاطمہ پیچھے منہ کرکے دیکھتی جارہی تھی کہ اچانک اونٹ کی پشت پر بیابان میں سکینہ کی آواز کو سنا جو دوڑ رہی تھی اور بین کررہی تھی فاطمہ نے آواز دی ساربان اونٹ کو روکو خدا کی قسم اگر میری بہن میرے پاس نہ آئی تو میں اپنے آپ کو زمین پر گرادوں گی اور قیامت کے دن اپنے جد رسول خدا کے پاس تجھ سے اپنے خون کا مطالبہ کروں گی آخر ساربان کو اس بچی پر رحم آیا اس نے اونٹ کو روکا یہاں تک کہ سکینہ آگئیں۔

مجروح گشته پای من اندر مسیر عشق
از بس بروی خار مغیلان دویده ام

میرا پاؤں راہ عشق میں زخمی ہوگیا میں خار مغیلاں پر بہت زیادہ دوڑی ہوں

مابین مرگ و زندگی بی حضور باب
از ایں دو مرگ را زمیان برگزیده ام

زندگی اور موت کے درمیان باپ نہ ہونے کی وجہ سے میں نے موت کو منتخب کرلیا ہے۔

ہاں حالت اس قدر رقت آور تھی کہ شاعر عرب کے قول کے مطابق

رَقَّ لَهَا الشَّامِتَ مِمَّا بِهَا
مَاحَالُ مَنْ رَقَّ لَهَا الشَّامِتَ

امام حسینؑ کا ایک فرزند

کوفہ اور شام کے درمیان حلب کے مقام پر جو مصیبتیں اھل بیتؑ پر آئیں من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت اھل بیتؑ کے قیدی جاتے ہوئے کوہ جوشن یا کوہ جوش کہ جو شہر حلب کے مغرب کی طرف واقع ہے جب وہاں پہنچے تو حضرت امام حسینؑ کی ایک زوجہ جو کہ حاملہ تھی اور اس بچے کا نام قبل از ولادت محسن رکھا ہوا تھا وہاں پر سخت تکلیف کی وجہ سے وہ بچہ سقط ہوگیا اور وہاں چند آدمی تانبے کے کارخانے میں کام کررہے تھے کہ جن سے اھل بیتؑ نے کھانا اور پانی طلب کیا لیکن انہوں نے کھانا اور پانی نہ دیا اور اھل بیتؑ کو ناسزا کہہ کر دور کردیا

اب بھی اس سرزمین پر ایک زیارت گاہ موجود ہے کہ جس کا نام مشھد السقط ہے کہتے ہیں کہ محسن کو وہاں پر دفن کیا گیا ہے ایک قول کے مطابق محسن ایک چھوٹا بچہ تھا جو کہ اھل بیتؑ کے ہمراہ قافلے میں تھا اور فوج کے ظلمات سے اس جگہ پر اس دنیا سے چلاگیا۔

قافلہ اھل بیتؑ عسقلان میں

یعقوب عسقلانی شام کے امراء میں سے تھا جو کہ کربلاء میں امام حسین کے خلاف جنگ میں شریک تھا اس نے حکم دیا کہ عسقلان کے لوگ جشن منائیں اور شہر کو زینت دیں اور ایک دوسرے کو مبارک باد دیں اور اس حالت میں آل محمد کے قیدیوں اور سروں کو عسقلان کے شہر میں داخل کیا گیا کہ لوگ خوشیاں منا رہے تھے زریر خزاعی تاجر مسافر تھا وہ کہتا ہے کہ میں عسقلان کے بازار میں تھا میں نے دیکھا کہ لوگ خوشیاں منارہے ہیں اور ایک دوسرے کو تبریک کہہ رہے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ آج کس بات کی خوشیاں منارہے ہو انہوں نے

کہا کہ یزید کی ایک مخالف جماعت نے عراق میں اس کے خلاف مخالفت کا جھنڈا کھڑا کیا تھا ان کو قتل کیا گیا ہے اور ان کو شکست دی گئی ہے ان کے بچے اور عورتیں اور مرنے والوں کے سروں کو آج شہر میں داخل کیا جارہا ہے زریر نے پوچھا مخالفین کا سربراہ کون تھا ان کا باپ کون ہے انہوں نے کہا علیؑ بن ابی طالبؑ کا بیٹا حسینؑ تھا ان کی ماں رسول خدا ﷺ کی بیٹی فاطمہ الزہراؑ ہیں۔

جب زریر نے یہ بات سنی تو وہ بہت زیادہ بے چین ہوا قیدیوں کی طرف گیا اچانک اس کی نظر امام سجادؑ پر پڑی دیکھ کر رونے لگا حضرت نے فرمایا اے جوان تو کون ہے اس نے کہا میں ایک مسافر مرد ہوں امام نے فرمایا تمام لوگ ہنس رہے ہیں اور تو کیوں رو رہا ہے زریر نے کہا میں آپ کو پہچانتا ہوں کاش میں اس شہر میں نہ آیا ہوتا اور اس منظر کو نہ دیکھا ہوتا حضرت نے فرمایا اے جوان تجھ سے آشنائی کی خوشبو سونگھ رہا ہوں خدا تجھے نیکی عطا فرمائے کہ مجھ پر ایک احسان کر کہ امام حسینؑ کے سرمقدس کو اٹھانے والے سے کہہ کہ وہ سر کو آگے لے جائے تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور ان کی نظر میرے اھل حرم پر نہ پڑے زریر چلا گیا اور پچاس دینار امام حسینؑ کے سرمبارک اٹھانے والے کو دیئے اس نے اپنے گھوڑے کو آگے کیا اور لوگ اونٹوں کے اطراف سے دور ہوگئے زریر امام سجاد کی خدمت میں گیا اور کہا اے فرزند رسول خدا اگر کوئی اور خدمت میرے لائق ہو تو بتادیں میں انجام دونگا امام سجاد نے فرمایا اگر کوئی کپڑا ہے تو مستورات کے لیے لے آؤ۔ زریر فوراً" چلا گیا اور بہت زیادہ کپڑے لے آیا اور امام کو دیئے اور مستورات نے ان کپڑوں کو سر پر اوڑھا لکھا ہے کہ جب شمر نے دیکھا تو حکم دیا۔ زریر کو قتل کردیا جائے تو اس کی فوج نے زریر کو پکڑ کر اتنا مارا کہ زریر بیہوش ہوکر زمین پر گرگیا اور وہ وہیں پڑا رہا اور قافلہ چلا گیا۔

قافلہ اھل بیتؑ بعلبک میں

جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ بعلبک کے نزدیک پہنچا تو ملاعین نے بعلبک کے حاکم کو خط لکھا اور اس کو جشن اور سرور کی دعوت دی بعلبک کے حاکم نے خط ملنے کے بعد لوگوں کو جشن اور سرور کی دعوت دی لوگوں نے جشن کے جھنڈوں کو لہرایا یہاں تک کہ بچوں کو تیار کیا گیا کہ وہ قیدیوں کو تنگ کریں تماشائیوں کا ہجوم تھا اور اہل بیتؑ کے بچے رو رہے تھے اس حالت میں ان کو بعلبک میں داخل کیا گیا اور امام سجادؑ روتے ہوئے نوحہ پڑھتے تھے کہ نوحے کا ایک شعر یہ ہے۔

كَاَنَّنَا مِنْ اُسَارَى الرُّوْمِ بَيْنَهُمْ
كَاَنَّ مَاقَالَهُ الْمُخْتَارُ كَاذِبَهُ

گویا ہم روم کے کفار کے قیدیوں کی طرح ان کے درمیان میں تھے اور یوں لگتا تھا کہ یہ پیغمبر خدا کی ہر بات کو

جھوٹا سمجھتے ہیں ہاں ان لوگوں نے ہمارے ساتھ اس قسم کا رویہ اور سلوک اختیار کیا۔

دیر راھب میں امام حسینؑ کا سرمقدس

اھل حرم کا لٹا ہوا قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا چلتے ہوئے جب دیر راہب (عیسائیوں کی عبادت گاہ) کے مقام پر پہنچا تو ابن زیاد کے حامیوں نے تھکاوٹ دور کرنے اور کھانا کھانے کے لیے قیام کیا اور امام حسینؑ کا سر مبارک نیزے پہ سوار تھا کچھ ملاعین اس کی نگرانی کررہے تھے جب مامورین قافلہ نے کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا اور کھانا کھانے لگ گئے تو اچانک انہوں نے ایک ہاتھ کو دیکھا کہ جس نے راھب کے دیر کی دیوار پر اس طرح لکھا

اَتَرْجُوْ اُمَّةٌ قَتَلَتْ حُسَيْنًا
شَفَاعَةَ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابِ

کیا وہ امت کہ جس نے حسینؑ کو قتل کیا ہے قیامت کے دن اس کے جد کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں؟ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اس منظر کو دیکھ کر میں وحشت زدہ ہوگیا ہم میں سے ایک سپاہی نے کوشش کی کہ اس ہاتھ کو پکڑ لے لیکن وہ نظر نہ آیا ہم پھر دوبارہ کھانے میں مشغول ہوگئے اور پھر دوبارہ وہی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس شعر کو دیوار پر لکھا۔

فَلَا وَاللّٰهِ لَيْسَ لَهُمْ شَفِيْعٌ
وَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِى الْعَذَابِ

خدا کی قسم امام حسینؑ کے قاتلوں کے لیے کوئی شفاعت نہیں کرے گا اور یہ قیامت کے دن عذاب میں ہوں گے پھر ہمارے کچھ ساتھی اٹھے تاکہ اس ہاتھ کو پکڑلیں دوبارہ وہ ہاتھ غائب ہوگیا وہ واپس ہوئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہوگئے۔ پھر دیکھا کہ وہی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس شعر کو دیوار پر لکھا

وَقَدْقَتَلُواالْحُسَيْنَ بِحُكْمِ جَوْرٍ
وَخَالَفَ حُكْمُهُمْ حُكْمَ الْكِتَابِ

انہوں نے حسینؑ کو ظلم اور ستم کے ساتھ قتل کیا اور قرآن کے حکم کے خلاف اقدام کیا۔ ناچار دشمنوں نے کھانا کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اس وقت مسیحی راہب دیر کے درمیان سے یہ سب کچھ دیکھارہا تھا۔

کہ امام حسینؑ کے سرمقدس سے ایک نور آسمان تک کھینچا ہوا تھا۔ سرمبارک کے پاس جو نگہبان تھے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ عراق سے آئے ہیں امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد آئے ہیں ایک دوسری روایت کے مطابق کہ نگہبانوں نے امام حسین کے سرمبارک کو دیر راھب کے ایک جانب زمین میں نصب کیا تھا جب رات کا آخری حصہ آیا تو راھب نے اس سر سے تسبیح اور ذکر کی آواز سنی تو کیا دیکھا

کہ اس سر سے لے کر آسمان تک ایک نور دکھائی دیتا ہے اور آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھلا ملائکہ جماعت در جماعت نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَاعَبْدِاللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ** راہب اس منظر کو دیکھ کر سخت وحشت زدہ ہوا اور بے تاب ہوا اور نگہبان سے کہا کہ یہ تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک خارجی کا سر ہے کہ اس نے عراق کی سرزمین پر خروج کیا تھا اور عبیداللہ بن زیاد نے اس کو قتل کیا ہے راہب نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے انہوں نے کہا اس کا نام حسینؑ بن علیؑ ہے راہب نے پوچھا فاطمہؑ کا بیٹا حسینؑ جو کہ نواسہ رسول ہے انہوں نے جواب دیا ہاں راہب نے کہا وائے ہو تم پر خدا کی قسم اگر ابراہیم کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کی پلکوں پہ بٹھاتے لیکن تم اپنے نبی کے فرزند کو قتل کرتے ہو اس کے بعد کہا میری تم سے ایک حاجت ہے انہوں نے کہا کہ وہ حاجت کیا ہے راہب نے کہا کہ میرے پاس دس ہزار درھم رقم ہے وہ مجھے میرے باپ دادا سے ارث میں ملی ہے اور اس کو لے لو اور اس سرمقدس کو جب تک تم یہاں ہو مجھے دے دو اور جاتے وقت میں تمہارے سپرد کروں گا انہوں نے اپنے رئیس سے پوچھا وہ بھی راضی ہوگیا انہوں نے راہب سے رقم لے لی اور سرمطہر کو ان کے حوالے کردیا راہب نے اس سرکو لے لیا اور گھر لے گیا اس سرمبارک کو صاف کیا اور عطر کے ساتھ معطر کیا اس کے بعد اس کو ایک ریشمی کپڑے میں رکھا اور اپنی گود میں رکھ کر صبح تک گریہ اور نوحہ کرتا رہا یہاں تک کہ نگہبانوں نے اس سے سرکا مطالبہ کیا اس نے سر سے خطاب کیا اور کہا اے سر خدا کی قسم میں اپنے علاوہ کسی کا ذمہ دار نہیں ہوں کہ اپنے نانا محمدؐ کے پاس گواہ رہنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک ہی خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور محمد خدا کا بندہ اور رسول ہے میں نے تمہارے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور میں تمہارا غلام ہوں اس کے بعد راہب نے ان سے کہا کہ اپنے رئیس سے کہیں کہ وہ میرے پاس آئے میں نے اس سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ انہوں نے اپنے رئیس سے کہا کہ وہ راہب کے پاس آئے۔ جب وہ راہب کے پاس آیا تو راہب نے اس کو ہدایت کی کہ اس سر مقدس کو صندوق سے باہر نہ نکالے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو لیکن اس نے عابد کی نصیحت کو قبول نہ کیا

از کربلاء به شام چو پیمود مرحله
آن کاروان بی کس وبی زاد و راحله

جب وہ بے کس اور بے سروسامان قافلہ کربلا سے چل کر شام آیا

زان کشتگان چو مرحله ای می شدند دور
دوری زصبر بود به هفتاد مرحله

ان مقتولین میں سے جب وہ ایک منزل دور ہوتے تو صبر سے محروم ہونے کی وجہ سے دوری ستر مرحلوں کے برابر

ہوتی تھی۔

تاشام در مقابل زینب سرحسین
کرده است مهر و ماه تو گوئی مقابله

شام تک زینبؑ کے بالمقابل سرحسینؑ نے گویا چاند اور سورج کو اپنے سامنے لاکر کھڑا کیا تھا۔

گفتی فراز نیزه سرآن بزرگوار
نام خدای بودپس از مذبسمله

تیرے بقول نیزے کی بلندی پر اس بزرگ کا سر بسمہ اللہ کی مد کے بعد خدا کے نام کی طرح تھا۔

زان ناکسان هر آنچه به آن بی کسان رسید
باهیچ کافری نکنند ای معامله

ان نا ہنجاروں کی طرف سے جو کچھ ان بے کسوں پر بیتی ایسی کسی کافر پر بھی نہیں بیتی

اھل بیتؑ کا شام میں داخل ہونا

آل محمدؐ کے قیدی یکم صفر کے دن 61 ہجری کو شام میں داخل ہوئے آل محمدؐ کے اسیروں پر شام میں چند دلسوز حادثات پیش آئے ان کو ذکر کرتے ہیں۔

داخلہ شام اور سہل ساعدی کا واقعہ

جس وقت آل محمدؐ کے اسیر دمشق کے نزدیک پہنچے تو حضرت ام کلثوم نے شمر سے کہا کہ جو نگہبانوں کا سردار تھا کہ اے شمر ہماری چند خواہشیں ہیں شمر نے کہا کہ وہ کیا ہیں فرمایا اول یہ کہ جب ہمیں شہر میں لے جائیں تو ایسے دروازے سے داخل کریں کہ جہاں تماشا دیکھنے والے کم ہوں دوسری خواہش یہ ہے کہ اپنے آدمیوں سے کہیں کہ سرمبارک ہم سے دور رکھیں تاکہ تماشہ دیکھنے والے سرمبارک کو دیکھیں اور ہم سے دور رہیں لیکن شمر نے اس برعکس حکم دیا کہ سروں کو پالانوں کے درمیان میں رکھا جائے اور حلب کا دروازہ کہ جہاں سے لوگوں کی آمدورفعت زیادہ تھی وہاں سے اہل بیتؑ کو لایا جائے یہ بتانے کے لیے کہ اہل بیتؑ کس طرح دمشق میں داخل ہوئے اس کے لیے صحابی رسول سہل بن سعد انصاری کا واقعہ کافی ہے کہ اس موقع پر وہ بیت المقدس سے شام کی طرف آرہے تھے۔ سہل کہتا ہے کہ میں بیت المقدس گیا ہوا تھا واپسی پر میرا گزر دمشق سے ہوا تو میں نے دیکھا کہ شام کے لوگ جشن اور سرور میں مصروف ہیں باجے بجارہے ہیں یہ دیکھ کر میں نے اپنے آپ سے کہا

یقیناً" آج شام والوں کی کوئی عید ہے یہاں تک کہ چند آدمی جو آپس میں گفتگو کر رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کیا آج کے دن تم شامیوں کی کوئی مخصوص عید ہے کہ جس کو ہم نہ جانتے ہوں انہوں نے کہا اے بوڑھے مرد معلوم ہوتا ہے کہ تو بادیہ نشین ہے اس نے کہا میں سہل ہوں اور میں نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔

انہوں نے کہا اے سہل تعجب نہیں کہ آسمان خون برسائے اور زمین اہل زمین سمیت دھنس جائے میں نے پوچھا کیا ہوا ہے انہوں نے کہا یہ حسین کا سر اور محمد کی عترت ہے کہ عراق سے تحفہ کے طور پر لائے گئے ہیں میں نے کہا عجیب بات ہے کہ حسین علیہ السلام کا سر مبارک لائے ہیں۔ اور شام کے لوگ خوشیاں منا رہے ہیں اچھا یہ بتاؤ کس دروازے سے قافلے کو داخل کیا ہے؟ تو انہوں نے باب الساعات کی طرف اشارہ کیا سہل کہتا ہے کہ جب میں باب الساعات کی طرف آیا تو کیا دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہے کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں جھنڈے ہیں اور کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں نیزے ہیں اور شہداء کے سر نیزوں پہ سوار تھے اور وہ نیزوں والے سپاہی گھوڑوں پر سوار تھے اور ان میں سے جو سب سے آگے آگے سر تھا وہ رسول خدا کے ساتھ بہت زیادہ شباہت رکھتا تھا اور ان کے ساتھ کچھ بے کجاوہ اونٹ بھی تھے کہ جن پہ کچھ عورتوں اور بچوں کو رسیوں سے باندھ کر اوپر بٹھایا ہوا تھا اور انہوں نے سر جھکائے ہوئے تھے۔ اور منہ بالوں سے چھپائے ہوئے تھے میں ایک اونٹ کے قریب گیا اور ایک مستور سے پوچھا کہ تم کون ہو تو اس نے جواب دیا میں حسین ابن علی کی بہن زینب ہوں تو یہ سن کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی کہ رسول کی نواسیاں ننگے سر شام کے بازاروں میں قیدی بنا کے لائی گئیں تو میں نے کہا میں سہل ساعدی ہو میں تمہارے نانا کا صحابی ہوں اور ان سے میں نے حدیثیں بھی سنی ہیں اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو بتاؤ میں بجالاؤں گا تو اس بی بی نے فرمایا کہ سرمبارک کے اٹھانے والوں سے کہو کہ سرمبارک کو ذرا آگے لے جائیں تاکہ لوگ سر کی طرف دیکھیں اور اہل حرم کو نہ دیکھیں سہل کہتا ہے کہ میں اس نیزہ بردار کے پاس گیا اور چار سو دینار اس کو دیئے اور کہا کہ سرمبارک کو آگے لے جا اس نے قبول کیا اور سرمبارک کو آگے لے گیا اس کے بعد اس سرمبارک کو یزید کے پاس لے گئے میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا یزید کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے موتی اور یاقوت سے زینت دیا ہوا تاج اس کے سر پر ہے اور اس کے نزدیک سن رسیدہ قریش کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں سر کے اٹھانے والا داخل ہوا اور کہا

اَوْقِرْ رِكَابِیْ فِضَّۃً وَذَھَبًا
اَنَا قَتَلْتُ السَّیِّدَ الْمُحَجَّبَا
قَتَلْتُ خَیْرَالنَّاسِ اُمًّا وَاَبًا
وَخَیْرَ ھُمْ اِذْ یُنْسَبُوْنَ نَسَبًا"

میرے رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے میں نے ماں اور باپ کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین شخص

کو قتل کیا ہے اور حسب و نسب کے اعتبار سے بہترین بزرگ و صاحب کرامت کو قتل کیا ہے یزید نے اس سے کہا اگر تم جانتے تھے کہ حسینؑ تمام انسانوں سے بہتر ہے تو پھر اس کو کیوں قتل کیا اس نے کہا کہ انعام کے لالچ میں تو یزید نے غصے میں آکر حکم دیا کہ اس کی گردن ماردی جائے اس وقت اس نے امام کے سر کو ایک طبق میں رکھا اور یزید کہتا تھا **کَیْفَ رَاَئیْتَ یَاحُسَیْنَ** اے حسینؑ تو نے میری حکومت کو کس طرح دیکھا اور کیسا پایا۔

جَاؤُ بِرَاْسِکَ یَابْنَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ
مُتَرَمِّلاً بِدِمَائِہٖ تَرْمِیْلاً
وَکَاَنَّمَا بِکَ یَا بْنَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ
قَتَلُوا جِھَارًا عَامِدِیْنَ رَسُوْلاً
قَتَلُوْکَ عَطْشَانًا وَلَمْ یَتَرَقَّبُوْا
فِی قَتْلِکَ التَّاوِیْلَ وَالتَّنْزِیْلاً
وَیُکَبِّرُوْنَ بِاَنْ قُتِلْتَ وَاِنَّمَا
قَتَلُوْا بِکَ التَّکْبِیْرَ وَالتَّھْلِیْلاً

ان اشعار کا فارسی میں مطلب بیان کیا ہے۔

سربریدہ ات اے میوہ دل زہراء
بخون خویش خضاب است وآورند بہ شام
بہ کشتن تو نمودند آشکار وبہ عمد
بہ قتل ختم رسل این گروہ دین اقدام
لبان تشنہ شہیدت نمود و خصم نگفت
کز آیہ آیہ قرآن تونی مرادومرام
توراکہ معنی تکبیر بودی وتہلیل
کشند وبانگ بہ تکبیر این گروہ لئام

اھل بیتؑ کا دربار یزید میں داخل ہونا

آل محمد کے قیدیوں کو رسیوں میں باندھ کر یزید کے دربار میں لایا گیا امام سجاد نے فرمایا اے یزید اگر رسول خدا ﷺ

کو اس حالت میں دیکھ لیں تو تمہارے گمان میں کیا کہیں گے۔
یزید نے حکم دیا کہ رسی کو کاٹ دیا جائے تو رسی کو کاٹ دیا گیا اور جس وقت جناب زینب نے اپنے بھائی کے سرمبارک کو یزید کے سامنے دیکھا
شدت غم کی وجہ سے جگر سوز فریاد کی

یَاحَسَینَاہُ یَا حَبِیبَ رَسُولِ اللّٰہِ یَا بنَ مَکّۃَ وَ مِنٰی یَابنَ فَاطِمَۃَ الزَّھرَاءِ سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ یَابنَ بِنتِ المُصطَفٰی

اے حسینؑ اے رسول خدا کے حبیب اے مکہ اور منیٰ کے فرزند اے فاطمہ زہراء کے فرزند جو کہ عورتوں کی سردار ہے اے محمد مصطفیٰ کا نواسہ
اس وقت جناب زینب کی فریاد سے سب دربار والے روپڑے کہ

گربوددر ماتمی صد نوحہ گر
آہ صاحب درد را باشد اثر

اور یزید سنگدل کے ہاتھ میں ایک خیزران کی چھڑی (عصا) تھی اور وہ اھل بیتؑ حسینؑ کے سامنے اس چھڑی کے ساتھ امام حسینؑ کے دانتوں سے بے ادبی کرتا تھا اور ابوبرزہ بھی دربار میں موجود تھا اس نے آواز دی وائے ہو تجھ پر اے یزید (لعہ) کیا؟ چھڑی کے ساتھ نواسہ رسول کے دانتوں کی بے ادبی کرتا ہے؟
میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے پیغمبر کو دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ اور امام حسن کے دانتوں کو بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔

اَنتُمَا سَیِّدَا شَبَابِ اَھلِ الجَنَّۃِ

تم دونوں اھل بہشت کے جوانوں کے سردار ہو اس کی گفتگو سے یزید غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اس کو باہر نکال دو تو اس کو کھینچ کر دربار سے باہر نکالا گیا اور پھر دوبارہ یزید امام حسینؑ کے لبوں اور دانتوں پر چھڑی مارنے لگ گیا اور فخر کے ساتھ ان اشعار کو پڑھا کہ جن کو ابن زبعری نے جنگ احد میں پڑھا تھا۔

لَیتَ اَشیَاخِی بِبَدرٍ شَھِدُوا
جَزَعَ الخَزرَجِ مِن وَقعِ الاَسَلِ
فَاَھَلُّوا وَ استَھَلُّوا فَرَحاً
ثُمَّ قَالُوا یَایَزِیدُ لَاتَشَلِ
قَد قَتَلنَا القَومَ مِن سَادَاتِھِم
وَعَدَلنَاہُ بِبَدرٍ فَاعتَدَلَ

لَعِبَت ھَاشِمُ بِالمُلکِ فَلَا
خَبَرٌ جَاءَ وَلَاوَحیٌ نَزَل
لَستُ مِن خِندِفٍ اِن لَم اَنتَقِم
مِن بَنِی اَحمَدَ مَاکَانَ فَعَل

اے کاش میرے قبیلے کے بزرگ کہ جو جنگ بدر میں مارے گئے ہیں وہ آج موجود ہوتے اور دیکھ لیتے قبیلہ خزرج کی اس آہ و فریاد کو جو جنگ احد میں وہ نیزے لگنے کی وجہ سے کرتے تھے اور وہ مجھے خوش ہوکے کہتے اے یزید تیرا ہاتھ سلامت رہے
ان کے بزرگوں (بنوہاشم) نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا اور جنگ بدر میں جو مارے گئے تھے ہم نے ان کا بدلہ لے لیا ہے۔
بنی ھاشم نے سلطنت کے لیے کھیل کھیلا تھا نہ آسمان سے کوئی خبر آئی ہے اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی ہے میں خندف کے خاندان سے نہیں اگر آل احمد سے انتقام نہ لوں۔

عصمت کبرای حق مطلع صبح جهان
زینب شوریده دل مظهر غیب و عیان

چونکه بد ست یزید دید یکی خیزران
گفت چه خواهی دگر ازدل مابیکسان

این سر پرخاک و خون زراه دور آمده
موسٰی عمران من زکوه طور آمده

چوب مزن ای یزید برلب ودندان او
به پیش چشمان من نردم طفلان او

بررخ فشاند اشک وبه تن جامه پاره کرد
وانگه بسوی زاده سفیان اشاره کرد

گفتالبی که می زنیش چوب خیزران
دیدم که بوسه ختم رسل بی شماره کرد

گلزار چهره ای که پر ازخاک وخون شده
شمس و قمر زنور رخش استناره گرد

گشته کبود براثر تشنگی لبش
نبود روا کبود زچوبش دوباره کرد

خواهی اگر که چوب زنی پیش مامزن
بنگر سکینه برسر بابش نظاره کرد

فاطمہؑ اور سکینہؑ کا جناب زینبؑ کے ساتھ پناہ لینا

دربار یزید کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ جس وقت امام حسین کی دو بیٹیاں فاطمہ اور سکینہ نے دیکھا کہ یزید امام حسین کے لب اور دانتوں کے ساتھ خیزران کی چھڑی کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے تو بلند آواز سے رونے لگیں اور ان کے رونے کی وجہ سے یزید کی بیوی اور معاویہ کی بیٹیاں محل میں رونے لگیں آخر یہ دونوں دلسوختہ بہنیں برداشت نہ کرسکیں اور اپنی پھوپھی زینب کی پناہ لی اور کہنے لگیں۔

يَاعَمَّتَاهُ اِنَّ يَزِيدًا" يَنْكِتُ ثَنَايَا اَبِيْنَا بِقَضِيْبِهِ

پھوپھی جان یزید اپنی چھڑی کے ساتھ ہمارے بابا کے دانتوں کے ساتھ بے ادبی کررہا ہے۔

جناب زینب اپنی جگہ سے اٹھیں اور ہاتھ سر پہ رکھ کرفرما **اَتَضْرِبُهَا شَلَّتْ يَمِيْنَكَ اِنَّهَا وُجُوهٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ طَالَ مَسْجُودُهَا** کیا لکڑی کے ساتھ مارتے ہو تمہارا ہاتھ خشک ہوجائے یہ سر اور صورت ان چہروں میں سے ہے جنہوں نے طویل مدت تک خدا کے لیے سجدے کیے ہیں۔

حضرت امام رضاؑ کا کلام

منقول ہے کہ حضرت امام رضا نے فرمایا کہ جب حضرت امام حسینؑ کے سرمقدس کو شام دربار یزید میں لے گئے

اور یزید کے حکم سے دسترخوان بچھایا گیا اور وہ اور اس کے ساتھی دسترخوان پہ بیٹھے کھانا کھارہے تھے اور شراب پی رہے تھے تو یزید نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حکم دیا کہ سرمقدس کو سونے کے طشت میں رکھا جائے اور تخت کے نیچے زمین پر رکھا جائے اور خود شطرنج کھیلنے لگ گیا اور جب شطرنج میں بازی مارلیتا تھا تو حسینؑ اور ان کے بزرگوار اور ان کے اجداد کا مذاق اڑاتا تھا اور فخر کرتا تھا اور ساتھ شراب کا گھونٹ پی لیتا تھا۔

اور آخر میں جو شراب جام میں بچ جاتی تھی اس کو امام کے سر والے طشت میں ڈال دیتا تھا اور کہتا تھا اے حسینؑ میری قدرت کو کس طرح دیکھا تم گمان کرتے ہو کہ تمہارا باپ حوض کوثر کا ساقی ہے جب ان کے پاس جائیں تو مجھے آب کوثر نہ دینا تمہارے نانا نے سونا اور چاندی کو اپنی امت پر حرام قرار دیا ہے اور یہ آپ کا سر سونے کے برتن میں پڑا ہے۔ تمہارا باپ فخر کرتا تھا کہ جنگ بدر میں اپنے حریف اور دشمن کفار قریش کو قتل کیا ہے پھر میں نے آج بدر کے دن کا بدلہ لے لیا ہے۔

یزید کی بے ھودہ باتیں

اور تماشائیوں کے سامنے اھل دربار سے مخاطب ہوکر کہتا تھا کہ یہ شخص (یعنی امام حسینؑ کے سرمبارک کی طرف اشارہ کیا) مجھ پر فخر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر اور میری ماں یزید کی ماں سے بہتر اور میرا نانا یزید کے جد سے بہتر اور میں یزید سے بہتر ہوں۔

یہ کہ جو کہتا تھا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے میرے باپ نے معاویہ اس کے باپ کے ساتھ جنگ کی آخر خدا نے میرے باپ کو اس پر کامیاب کیا اور یہ کہ میری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے یہ اس نے سچ کہا ہے اور یہ کہ جو کہتا تھا کہ میرا جد یزید کے جد سے بہتر ہے جو بھی خدا اور معاد پر ایمان رکھتا ہے اس کا عقیدہ یہی ہے کہ کوئی بھی محمد سے بہتر نہیں ہے اور یہ کہ جو کہتا تھا کہ میں یزید سے بہتر ہوں گویا اس نے آل عمران کی آیت نمبر26 نہیں پڑھی ہے کہ **قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ** کہو خدا حکومتوں کا مالک ہے جس کو چاہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہے عزت عطا کرتا ہے اور جس کو چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اس بنا پر اس آیت کے مطابق خدا نے مجھے عزت دی ہے اور اس کو خوار کیا ہے پس میں اس سے بہتر ہوں۔

امام سجادؑ کے قتل کا حکم دینا

امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہم بارہ آدمی (بچے و جوان) تھے (ساتھ یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ امام محمد باقرؑ اس وقت چار سال کے تھے) ہم میں سب سے بڑے پدر علی بن الحسینؑ (امام سجادؑ) تھے ہم سب کے ہاتھ گردنوں سے باندھے ہوئے تھے اور یزید کے پاس ہمیں اسی حالت میں لے جایا گیا ایک اور روایت میں ہے کہ یزید امام سجاد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ حالات کو کس طرح پایا امام سجادؑ نے فرمایا خدا کی قضا اور قدر کو زمین اور آسمانوں کی خلقت سے پہلے مقدر پایا۔ یزید نے کہا اس خدا کی حمد وثنا ہے کہ جس نے تمہارے باپ کو قتل کیا ہے۔
امام سجادؑ نے فرمایا لعنۃ اللہ علی من قتل ابی خدا کی لعنت ہو اس شخص ہو کہ جس نے میرے باپ کو قتل کیا یہ سن کر یزید غضبناک ہوا اور جلاد کو حکم دیا کہ حضرت کی گردن کو جدا کر دو اور جب جلاد حضرت کو دربار یزید سے باہر لے کر جانے لگا تاکہ قتل کرے تو ایک روایت کے مطابق حضرت زینب نے اپنے آپ کو امام سجاد پر گرادیا اور کہا اے یزید اب تک جوتونے خون بہایا ہے وہ کافی ہے امام سجاد نے فرمایا اے یزید اگر مجھے قتل کرنے کا ارادہ ہے تو کسی کو حکم دے تاکہ مستورات اور بچوں کو مدینہ پہنچائے یزید اس جملہ کو سن کر حضرت کے قتل سے باز آگیا۔

یزید کے دربار میں جناب سکینہ کی غمناک حالت

منتخب طریحی میں مذکور ہے کہ یزید ملعون نے حکم دیا کہ آل محمد کے قیدیوں کو دربار میں داخل کرو جب اسیران آل محمد کو یزید کے سامنے لایا گیا تو یزید نے ان کی طرف نگاہ کی اور ایک ایک سے پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے یہ کون ہے ایک شخص نے کہا یہ ام کلثوم کبریٰ ہیں اور وہ ام کلثوم صغریٰ ہیں اور یہ ام ھانی ہیں اور وہ صفیہ ہے اور یہ رقیہ ہے اور یہ سکینہ اور وہ فاطمہ حسینؑ کی شہزادیاں ہیں اور یہ علی بن الحسینؑ ہیں۔
اس وقت امام حسینؑ کی بیٹی فاطمہؑ نے فرمایا کہ اے یزید یہ رسول خدا کی بیٹیاں ہیں کہ جو قید ہوچکی ہیں یہ سن کر تمام دربار والے رونے لگ گئے اور رونے کی آواز یزید کے محل سے باہر تک اور آئی حضرت سکینہ چادر نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ منہ کو چھپاتی تھیں۔
یزید نے کہا من ھذہ یہ بچی کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ حسینؑ کی بیٹی سکینہ ہے یزید نے کہا تو سکینہ ہے تو سکینہ رونے لگیں اور اس قدر بے چین ہوئیں کہ قریب تھا کہ جان دے دیتی یزید نے کہا کہ ہاتھوں کو کیوں منہ پر رکھا ہے تو جواب دیا اے ملعون یہ ملکہ عصمت کی بیٹیاں درباری بے غیرتوں سے منہ چھپانا چاہتی ہیں پھر پوچھا سکینہ تم کیوں رو رہی ہو تو جناب سکینہ نے فرمایا کس طرح گریہ نہ کروں کہ میرے پاس نہ کوئی کپڑا ہے تاکہ

اپنے چہرے کو تجھ سے اور دربار والوں سے چھپاؤں۔ یزید نے کہا اے سکینہ تمہارا باپ میرے حق کا منکر تھا اس نے میرے ساتھ قطع رحمی کی اور حکومت میں میرے ساتھ جنگ کی جناب سکینہ نے رو کر فرمایا اے یزید میرے باپ کے قتل سے خوش حال نہ ہو وہ خدا اور رسول کا فرمانبردار تھا اس نے حق کی دعوت کو قبول کیا اور شہید ہوگئے لیکن ایک دن آئے گا کہ تجھ سے ان مظالم کی وجہ سے سوال و جواب ہوگا اور اپنے آپ کو جواب کے لیے تیار کرلے لیکن تم کہاں جواب دے سکتے ہو یزید نے کہا اے سکینہ خاموش ہوجاؤ کہ تمہارے باپ کا میرے اوپر کوئی حق نہیں ہے۔

سفیر روم کا اعتراض

یزید کے دربار میں متعدد افراد نے یزید پر اعتراض کیا ان میں سے ایک روم کے سفیر نے بھی اعتراض کیا اور اس اعتراض کی وجہ سے اس کو قتل کردیا گیا چنانچہ امام سجاد سے منقول ہے۔
کہ ایک دن ہمیں یزید کے دربار میں حاضر کیا گیا اور وہ اور اس کے درباری شراب پیتے تھے اور میرے باپ کے سرمبارک کی طرف دیکھتے تھے اس وقت یزید نے ایک شخص کو روم کے سفیر کے پاس بھیجا تاکہ وہ یزید سے ملاقات کے لیے دربار میں حاضر ہو اور جس وقت اس نے سرمبارک کو دیکھا تویذید سے پوچھا یہ کس کا سر ہے۔ یزید نے جواب دیا اس سر کے مالک کے ساتھ تمہارا کیا کام ہے تو سفیر نے جواب دیا جب میں اپنے ملک میں جاؤنگا اور روم کا قیصر یہاں کے حالات کے بارے میں مجھ سے سوال کرے گا تو کم از کم مکمل جواب دے سکوں تاکہ تمہاری خوشی میں وہ بھی شریک ہوجائے۔
یزید نے کہا یہ علی بن ابی طالب کے بیٹے حسین کا سر ہے۔ سفیر نے پوچھا کہ ان کی ماں کون ہے یزید نے جواب دیا رسول خدا کی بیٹی فاطمہ ہے سفیر کہ جو نصرانی تھا کہا وائے ہو تجھ پر اور تیرے دین پر کہ میرا دین تمہارے دین سے کئی درجے بہتر ہے میرا خاندانی سلسلہ نسب بہت زیادہ فاصلہ کے بعد حضرت داؤد تک پہنچتا ہے اور میری قوم کے عیسائی اس کی وجہ سے میرے پاؤں کے نیچے کی مٹی کو اپنے لیے سرمہ اور تبرک سمجھتے ہیں لیکن تم نے اپنے پیغمبر کے نواسہ کو کہ جو صرف اس کے درمیان اور حسینؑ کے درمیان ایک ماں کا فاصلہ ہے اس قسم کی بے حرمتی کرتے ہو اور قتل کرتے ہو اے یزید سن لے چین کے راستے میں عمان کے دریا کے جزیرہ میں ایک بہت بڑا جزیرہ ہے وہاں پر ایک کلیسا ہے جو کلیسا الحافر کے نام سے مشہور ہے اس کے محراب میں سرخ سونے کا ایک مخصوص برتن لٹکا ہوا ہے اور اس ظرف میں گدھے کا ایک پاؤں موجود ہے کہتے ہیں کہ یہ اس گدھے کا کھر ہے کہ جس پر حضرت عیسیٰ سوار ہوتے تھے نصاریٰ کے علماء ہر سال اس کے پاس جاتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کے گرد طواف کرتے ہیں لیکن تم نواسہ رسول کو شہید کرتے ہو خدا برکت کو تجھ سے اور

اس دین سے اٹھا دے۔ یزید سفیر کے اعتراض سے غضبناک ہوا اور کہا کہ اس نصرانی کی گردن کو جدا کر دو بعد میں یہ اپنے ملک جاکر ہماری بدنامی کرے گا۔

سفیر نے کہا گذشتہ رات میں نے عالم خواب میں دیکھا تھا کہ آپ کے نبی پیغمبر اسلام نے مجھے بہشت کی خوشخبری دی اور مجھے اب سمجھ آئی ہے کہ آپ کے نبی نے مجھے کیوں جنت کی خوشخبری دی تھی جب کہ میں تو مسلمان بھی نہیں تھا اس کے بعد اس نے اسی وقت اسلام کو قبول کیا اور شہادتیں کو زبان پر جاری کیا اس کے بعد امام حسینؑ کے سر مقدس کو اٹھایا اور اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنے اسلام لانے کا گواہ بنایا اور اس کے بعد اس کو شہید کردیا گیا۔

سات مصیبتیں امام سجادؑ کی زبان سے

روایت میں ہے کہ امام سجادؑ سے پوچھا گیا کہ کربلاء کے سفر میں سب سے زیادہ سخت مصیبت کہاں پر تھی تو جواب میں امام نے تین مرتبہ فرمایا اَلشَّامُ اَلشَّامُ اَلشَّامُ اس کی وضاحت یوں ہے کہ امام سجادؑ نے نعمان بن منذر مدائنی سے فرمایا شام میں ہمارے اوپر سات مصیبتیں آئیں کہ ابتداء سفر سے آخر تک ایسی مصیبتیں ہمارے اوپر نہیں آئی ہیں کہ ظالموں نے شام کے اطراف میں برہنہ تلواروں اور نیزوں کے ساتھ ہمیں گھیر لیا تھا اور ہمارے اوپر حملہ کرتے تھے اور نیزوں کی انیوں کے ساتھ ہمیں مارتے تھے لوگوں کے درمیان روک لیتے تھے طبل اور موسیقی کے آلات بجاتے تھے اور جہاں زیادہ ہجوم ہوتا تھا وہاں ہمیں مذاق و تماشے کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

شہدا کے سروں کو ہماری مستورات کے کجاوؤں کے درمیان میں رکھا گیا میرے بابا اور میرے چچا کے سرمبارک کو میری پھوپھی جناب زینب اور جناب ام کلثوم کی آنکھوں کے سامنے رکھا اور میرے بھائی علی اکبر اور چچا کے بیٹے قاسم کے سرمبارک کو جناب سکینہ اور فاطمہ میری دو بہنوں کی آنکھوں کے سامنے رکھا اور سروں کے ساتھ کھیلتے تھے اور کبھی سرمبارک کو زمین پر گراتے تھے اور ان کو گھوڑوں کے سموں کے ذریعے پامال کرتے تھے۔

شام کی عورتیں چھتوں کے اوپر سے پانی اور آگ ہمارے اوپر ڈالتی تھیں آگ میرے عمامہ پر گری چونکہ میرے ہاتھوں کو گردن سے باندھا گیا تھا اس وجہ سے میں آگ کو نہ بجھا سکا اور میرا عمامہ جل گیا اور آگ میرے سر تک پہنچ گئی اور میرے سر کو بھی جلا دیا۔

سورج نکلنے سے لے کر غروب ہونے تک موسیقی کے ساتھ تماشہ دیکھنے والوں کے سامنے گلیوں اور بازاروں میں ہمیں پھراتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو ان کو قتل کرو ان لوگوں کا اسلام میں کسی قسم کا احترام نہیں ہے۔

ہمیں ایک رسی میں باندھا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہود و نصاریٰ کے گھروں کے دروازوں کے سامنے

سے گزارا گیا اور ان سے کہتے تھے یہ وہی افراد ہیں جن کے باپ نے تمہارے باپ کو مارا تھا خیبر اور خندق وغیرہ میں اور ان کے گھروں کو ویران کردیا تھا آج تم ان کا انتقام ان سے لے لو۔

يَانُعْمَانُ فَمَا بَقِيَ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلاَّ وَقَدْ اَلْقٰى عَلَيْنَا مِنَ التُّرَابِ وَالْاَحْجَارِ وَالْاَخْشَابِ مَا اَرَادَ

اے نعمان کوئی بھی ان میں سے ایسا باقی نہ رہا کہ جس نے اپنی خواہش مطابق ہمیں مٹی پتھر اور لکڑیوں سے اذیت نہ پہنچائی ہو۔

ہمیں وہاں لے گئے کہ جہاں غلاموں کو بیچا جاتا ہے اور انہوں نے ہمیں غلاموں اور کنیزوں کی طرح بیچنا چاہا لیکن خدا نے ان کو اس پہ قدرت میں نہ دی۔

ہمیں ایسی جگہ دی گئی کہ جہاں چھت نہیں تھی دن کو گرمی اور رات کو سردی ہوتی تھی ہمیں آرام نہیں ملتا تھا پیاس بھوک اور قتل کے خوف کی وجہ سے ہمیشہ ہم اضطراب اور وحشت میں زندگی گزارتے تھے محتشم کے چند اشعار حضرت زینب کی زبان سے کہ جو اپنی ماں فاطمہ زہراء سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہے۔

پس روی در بقیع وبه زهراء خطاب کرد
مرغ هوا وماهی دریا کباب کرد

کای مونس شکسته دلان حال مابیین
مارا غریب وبی کس وبی آشنا ببین

اولاد خویش را که شفعیعان محشرند
دردست اهل جور چنیں مبتلا ببین

درخلد برحجاب دوکون آستین فشان
بدرجهان تو حالت ما دربلا ببین

نی نی در آخر ابرخروشان به کربلا
طوفان زسیل فتنه اهل بلا ببین

تنهای کشتگان همه درخاک وخون نگر

سرهائے سروران همه برنیزها ببین

آن سرکه بودسربردوش نبی مدام
برنیزه اش زدوش مخالف جدابیین

آن تن که بود پرورشش درکنار تو
غلطان به خاک معرکه کربلاء ببین

خاموش محتشم که دل سنگ آب شد
مرغ هوا و ماهی دریا کباب شد

خاموش محتشم که ازایں شعر سوز ناک
بنیاد صبر و خانه طاقت خراب شد

حضرت امام سجادؑ کا مرثیہ

بہتر یہی ہے کہ اس مقام پر ان اشعار کا ذکر کروں کہ جو امام سجادؑ سے منسوب ہیں کہ جو شام کے جگر سوز مصائب پر مشتمل ہیں جن میں امامؑ نے فرمایا

اُقَادُذَلِیلاً" فِی دِمشَقَ کَاَنَّنِی
مِنَ الزَّنجِ عَبدٌغَابَ عَنہُ نَصِیرُ
وَجَدِّی رَسُولُ اللّٰہِ فِی کُلِّ مَوطِنٍ
وَشَیخِی اَمِیرُالمُؤمِنِینَ وَزِیرُ
فَیَالَیتَ اُمِّی لَم تَلِدنِیْ وَلَم اَکُنْ
یَزِیدُ یَرَانِیْ فِی البِلَادِ اَسِیرُ

یعنی شام کے شہر میں مجھے ذلت کے ساتھ کھینچا جاتا تھا کہ گویا میں کسی یہودی کا کوئی غلام ہوں کہ جو اپنے مولا سے دور ہو۔ حالانکہ ہر مقام پر رسول خدا میرے دادا ہیں اور میرے خاندان میں سے بزرگ ترین فرد حضرت علی

امیرالمومنین رسول خدا کے وزیر ہیں اے کاش ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا اور میں موجود نہ ہوتا کہ یزید مجھ کو اس حالت میں دیکھتا

ایک شامی مرد کی گستاخی

ان واقعات میں سے کہ معنوی اعتبار سے جن کا تحمل کرنا بہت زیادہ مشکل ہے ایک یہ ہے کہ یزید کے دربار میں ایک سرخ رو مرد کی نظر جو کہ اھل شام سے تھا امام حسینؑ کی بیٹی فاطمہؑ پر پڑی اور اس نے یزید سے کہا **یَااَمِیرَالمُؤمِنِینَ هَبْ لِیْ هٰذِہِ الجَارِیَۃِ تُعِیْنُنِی** اے امیرالمومنین یہ کنیز مجھے بخش دیں تاکہ زندگی میں میری مدد کرے یہ درخواست اس بنیاد پر تھی کہ اسلامی سربراہ اپنی جنگوں میں کہ جو کفار کے ساتھ ہوتی تھیں جن افراد کو قیدی بناتے تھے بعد میں یا آزاد کردیتے تھے یاان کو بیچ دیتے تھے یزید کی حکومت اس قدر گستاخ تھی کہ اس قانون کو آل محمد کے قیدیوں پر جاری کرنا چاہتے تھے۔

فاطمہ فرماتی ہیں یہ بات سنتے ہی میں لرز گئی اور مجھے گمان ہوا کہ یہ مجھے کنیزی میں دے دیں گے تو میں نے اپنی پھوپھی زینب کے دامن کو پکڑا اور میری پھوپھی زینب جانتی تھیں کہ ایسا کام ہرگز نہیں ہوگا میری پھوپھی نے اس شامی مرد سے کہا **کَذِبتَ وَاللّٰہِ وَلُؤمتَ مَاذَاکَ لَکَ وَلَالَہ** خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا اور اپنے آپ کو نیست کردیا نہ تمہیں ایسی چیز کا حق ہے نہ یزید کو یزید حضرت زینب کے کلام سے غضبناک ہوا اور جناب زینب سے کہا تم جھوٹ کہتی ہو یہ کام میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو انجام دے سکتا ہوں جناب زینب نے فرمایا خدا نے یہ کام تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا ہے مگر یہ کہ تو ہمارے دین سے خارج ہو جائے۔

دوبارہ اس شامی نے گستاخی کی اور یزید سے کہا کہ اس لڑکی کو مجھے بخش دے۔ تو یزید نے جواب میں کہا **اُعزُبْ وَهَبَ اللّٰہُ لَکَ حَتفاً قَاضِیا**" مجھ سے دور ہوجاؤ خدا تجھے موت دے دے۔ سید بن طاؤس کی روایت میں ہے جس وقت شامی سمجھ گیا کہ زینب اور فاطمہ پیغمبر اسلام کے خاندان میں سے ہیں تو پشیمانی کا اظہار کیا اور یزید سے کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے کیا پیغمبر کی عترت کو قتل کرتے ہو اور ان کے خاندان کو قیدی بناتے ہو خدا کی قسم میں گمان کرتا تھا کہ یہ روم کی قیدی ہیں۔ یزید اس کی بات پر غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ اس شامی مرد کو شہید کردیا جائے۔

نه پدر تاکه برش راز دل خویش بگویم
نه برادر که به سویش ره امید بپویم

نہ باپ ہے کہ اس کے سامنے حال دل بیان کروں - اور نہ بھائی کہ جس کی طرف کوئی امید لے کر جاؤں

اهل مجلس همه درعشرت وشادی که مرا
رسن ظلم به گردن بودوبازویم

اھل مجلس تو سب خوشی و عشرت میں تھے مگر۔ میں کہ میرے ہاتھ و گردن ظلم کی رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔

آل سفیان زپس پرده به صد عزت و ناز
معجر کهنه نباشد که بپوشم رویم

اولاد ابوسفیان تو پردہ نشین اور صد عزت و وقار میں تھے۔ مگر میرے منہ چھپانے کو کوئی پرانی چادر بھی نہ تھی۔

ترسم از زاده سفیان که مرا بفروشد
یا اشاره کنداز بهر کنیزی سویم

میں ڈر رہی تھی کہ کہیں یہ سفیان زادہ مجھے فروخت نہ کردے۔ یا مجھے کنیز بنائے جانے کا حکم صادر نہ کردے۔

نه بد از کجروی چرخ گمانم که مرا
به اسیری بردوکس نگرد گیسویم

مجھے آسمان (زمانے) کی بے مہری پر گمان بھی نہ تھا کہ مجھے اسیر و قیدی بنایا جائے گا کہیں کوئی میرے سر کے بال نہ دیکھ لے۔

امام سجادؑ کی زبان سے مصائب کا بیان

غم انگیز واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دن امام سجادؑ دمشق کے بازار سے گزر رہے تھے کہ منھال بن عمرو کی حضرت سجادؑ سے ملاقات ہوئی اور عرض کیا آپ کے کس طرح دن رات گرز رہے ہیں اے فرزند رسول خدا تو امام سجاد نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل فرعون کے مقابلہ میں راتیں گزارتے تھے کہ فرعونی ان کے بچوں کو قتل کرتے تھے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے جبکہ اے منھال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد عربی ہیں اور قریش باقی قبائل پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں۔

وَاَمْسَيْنَا مَعْشَرَ اَهْلِ بَيْتِهِ وَنَحْنُ مَغْصُوبُونَ مَقْتُولُونَ مُشَرَّدُونَ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ مِمَّا اَمْسَيْنَا فِيْهِ

لیکن ہم محمدؐ کے خاندان والے اس طرح دن گزار رہے ہیں کہ ہمارا حق غصب ہوا ہے ہمارے مردوں کو قتل کیا گیا اور ہمیں بیابانوں میں پھرایا گیا ہے پس خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز سے کہ جو ہمارے اوپر وارد ہوئی ہے کہ

ہم اس کی طرف سے ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں

ای یاد تو در عالم آتش زده برجانها
هرجا زفراق تو چاک است گریبانها

اے وہ کہ تیری یاد دنیا میں دلوں کو جلارہی ہے۔ ہر جگہ تیری جدائی میں گریبان چاک ہیں۔

ای گلشن دین سیراب بااشک محبانت
ازخون توشد رنگین هرلاله به بستانها

اے گلشن دین تیری چاہنے والے اپنے اشکوں سے پیاس بجھا رہے ہیں اور تیرے خون سے چمن کا ہر گل لالہ سرخ ہے۔

بسیارحکایتها گردیده کهن اما
جان سوز حدیث تو تازه است به دورانها

بہت سی داستانیں پرانی ہوچکی ہیں مگر۔ تیرا جان سوز ذکر ہر دور میں تازہ بہ تازہ ہے

در دفتر آزادی یادتو به خون ثبت است
شد ثبت به هر دفتر باخون توعنوانها

تاریخ آزادی میں تیرا ذکر خون سے رقم ہے۔ اور ہر دفتر و تاریخ میں تیرے خون سے کئی عنوانات رقم ہوئے۔

حضرت زینبؑ کا خطبہ

جس وقت یزید نے اپنے دربار کے مجمع عام میں کفر آمیز اشعار کے ساتھ آل رسول کی گستاخی کی اور اپنی کامیابی کو بیان کیا اور قرآن و حدیث کی تکذیب و تاویل کی تو ضروری تھا کہ اس کے کفر کو آشکار کیا جائے اور مقصد حسین کو بیان کیا جائے تاکہ اصل بات کا لوگوں کو علم ہو اور ھدایت حاصل کریں تو پس یہ سوچ کر جناب زینب نے اپنے بھائی کی مظلومیت کا پرچار کرنے کے لیے لوگوں کی طرف رخ کیا اور علی کے لہجے میں علی کے رعب و دبدبے کے انداز میں اپنے خطبے کا یوں آغاز کیا۔

اَلحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِینَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی رَسُولِهٖ وَآلِهٖ اَجمَعِینَ صَدَقَ اللّٰهُ سُبحَانَهُ ثُمَّ کَانَ عَاقِبَةَ الَّذِینَ اَسَاؤُا السُّوءَ اَن کَذَّبُوا بِآیَاتِ اللّٰهِ وَکَانُوا بِهَا یَستَهزِؤُنَ اَظَنَنتَ یَا یَزِیدُ حَیثُ اَخَذتَ عَلَینَا اَقطَارَ الاَرضِ وَآفَاقَ السَّمَاءِ فَاَصبَحنَا نُسَاقُ کَمَا تُسَاقُ الاُسَارٰی اَنَّ بِنَا عَلَی اللّٰهِ هَوَاناً وَبِکَ عَلَیهِ کَرَامَةً وَاَنَّ ذَالِکَ لِعِظَمِ خَطَرِکَ عِندَهُ فَشَمَختَ بِاَنفِکَ وَ نَظَرتَ فِی عِطفِکَ جَذلَانَ مَسرُوراً حَیثُ رَاَیتَ الدُّنیَا لَکَ مُستَوثِقَةً وَالاُمُورَ مُتَّسِقَةً وَحِینَ صَفَا لَکَ مُلکُنَا وَسُلطَانُنَا فَمَهلاً مَهلاً" اَنَسِیتَ قَولَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَایَحسَبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا اَنَّمَا نُملِی لَهُم خَیرٌ لِاَنفُسِهِم اِنَّمَا نُملِی لَهُم لِیَزدَادُوا اِثماً" وَلَهُم عَذَابٌ اَلِیمٌ"

اس خدا کی حمد وثنا کہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور خدا کا درود ہو اس کے رسول اور تمام خاندان پر خدا نے سچ فرمایا ہے کہ جنھوں نے برائی کی ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ انھوں نے خدا کی آیتوں کی تکذیب کی ہے اور اس کے ساتھ مزاح کرتے رہے۔ اے یزید تم گمان کرتے ہو کہ تم نے زمین او رآسمان کے اطراف کو ہمارے لیے بند کر دیا ہے یہاں تک کہ ہمیں غلاموں کی طرح ہر طرف کھینچتے رہے اور ہم خدا کے نزدیک ذلیل ہیں اور تو خدا کے نزدیک معزز ہے اور تو خیال کرتا ہے کہ تو ہمارے اوپر غالب ہے اور خدا کے نزدیک تیری عزت ہے اس لیے اپنے ناک کو اوپر کیا ہوا ہے اور تکبر کرتا ہے اور فخر کرتا ہے چونکہ خوشحالی تمہارے اطراف میں موجود ہے اور تمہارا کام آراستہ ہوچکا ہے۔ ملک اور رہبری کا مقام تمہارے لیے صاف اور ھموار ہوچکا ہے۔ کیا تم نے خدا کے کلام کو فراموش کردیا ہے کہ جس میں خدا نے فرمایا ہے۔

کہ جو لوگ کافر ہو گئے (شیطان کے راستے کو اپنایا ہے) وہ یہ تصور نہ کریں کہ ہم نے ان کو مہلت دے دی ہے کہ وہ گناہوں میں اضافہ کریں اور ذلیل کرنے والا عذاب ان کے لئے ہو گا(آل عمران 178)

اَمِنَ العَدلِ یَا بنَ الطُّلَقَاءِ تَخدِیرُکَ حَرَائِرَکَ وَاِمَائَکَ وَسَوقُکَ بَنَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ سَبَایَا قَد هَتَکتَ سُتُورَهُنَّ وَاَبدَیتَ وُجُوهَهُنَّ تَحدُوبِهِنَّ الاَعدَاءُ مِن بَلَدٍ اِلٰی بَلَدٍ

یَستَشرِفُهُنَّ اَهلُ المَنَاهِلِ وَالمَنَاقِلِ وَیَتَصَفَّحُ وُجُوهَهُنَّ القَرِیبُ وَالبَعِیدُ وَالدَّنِیُّ وَالشَّرِیفُ لَیسَ مَعَهُنَّ مِن رِجَالِهِنَّ وَلِیٌّ وَلَا مِن حُمَاتِهِنَّ حَمِیٌّ وَکَیفَ یُرتَجٰی مُرَاقَبَةُ مَن لَفَظَ فُوهُ اَکبَادَ الاَذکِیَاءِ وَنَبَتَ لَحمُهُ مِن دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ وَکَیفَ لَا یُستَبطَاُ فِی بُغضِنَا اَهلَ البَیتِ مَن نَظَرَ اِلَینَا بِالشَّنَفِ وَالشَّنَآنِ وَالاِحَنِ وَالاَضغَانِ ثُمَّ تَقُولُ غَیرَ مُتَاَثِّمٍ وَلَا مُستَعظِمٍ

لَاَهَلُّوا وَاستَهَلُّوا فَرَحاً
ثُمَّ قَالُوا یَا یَزِیدُ لَاتُشَل

مُنتَحِیاً عَلٰی ثَنَایَا اَبِی عَبدِاللّٰهِ سَیِّدِ شَبَابِ اَهلِ الجَنَّةِ تَنکُتُهَا بِمِخصَرَتِکَ

اے اس شخص کے بیٹے کہ جس کو ہمارے جد نے (فتح مکہ میں) قید کیا تھا اور اس کے بعد آزاد کردیا تھا کیا یہ عدالت ہے کہ تو اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردے میں رکھے اور رسول خدا کی بیٹیوں کو اسیر کر کے ننگے سراِدھراُدھر پھرائے۔ یہاں تک کہ دشمن ان کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جائیں۔ ہر کس و ناکس ان کو دیکھیں اپنے بیگانے شریف اور غیر شریف انکے چہروں کو دیکھیں اور مردوں میں سے نہ کوئی ہماری تیمارداری کرنے والا ہے نہ مددگار اور نہ حفاظت کرنے والا ہے سچ ہے کہ کس طرح امید رکھی جاسکتی ہے۔ اس کی اولاد سے کہ جو پاک جگر کو اپنے منہ میں چبائے اور باہر پھینکے جن کا گوشت شہداء کے خون سے اگا ہے کس طرح وہ ہماری دشمنی میں ہمارے خاندان کی طرف جلدی نہ کریں حالانکہ وہ ہماری طرف کینہ اور عداوت کے ساتھ دیکھتے ہیں اور تو کہتا ہے کہ کاش میرے باپ دادا ہوتے تو خوش ہوتے پھر جناب زینب نے کہا اے یزید تمہارا ہاتھ خشک ہوجائے کہ تم خیزران کی چھڑی کے ساتھ اباعبداللہ کہ جو بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے اور ان کے دانتوں پر مارتے ہو۔

وَکَیفَ لَاتَقُولُ ذَالِکَ وَقَد نَکَاتَ القُرحَةَ وَاستَاَصَلتَ الشَّافَةَ بِاِرَاقَتِکَ لِدِمَاءِ ذُرِّیَّةِ مُحَمَّدٍ وَ نُجُومَ الاَرضِ مِن آلِ عَبدِالمُطَّلِبِ وَ تَهتِفُ بِاَشیَاخِکَ زَعَمتَ اَنَّکَ تُنَادِیهِم فَلَتَرِدَنَّ وَشِیکاً مَورِدَهُم وَلَتَوَدَّنَّ اَنَّکَ شَلَلتَ وَبَکِمتَ وَلَم تَکُن قُلتَ مَاقُلتَ وَفَعَلتَ مَافَعَلتَ اَللّٰهُمَّ خُذ لَنَا بِحَقِّنَا وَانتَقِم مِمَّن ظَلَمَنَا وَاحلِل غَضَبَکَ بِمَن سَفَکَ دِمَائَنَا وَقَتَلَ حُمَاتَنَا فَوَاللّٰهِ مَافَرَیتَ اِلَّاجِلدَکَ وَلَا حَزَزتَ اِلَّالَحمَکَ وَلَتَرِدَنَّ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا تَحَمَّلتَ مِن سَفکِ دِمَاءِ ذُرِّیَّتِهٖ وَانتَهَکتَ مِن حُرمَتِهٖ فِی عِترَتِهٖ وَلُحمَتِهٖ حَیثُ یَجمَعُ اللّٰهُ شَملَهُم وَیَلُمُّ شَعثَهُم وَیَاخُذُ بِحَقِّهِم وَلَاتَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَموَاتاً" بَل اَحیَاءٌ عِندَ رَبِّهِم یُرزَقُونَ وَحَسبُکَ

بِاللّٰهِ حَكَمًا وَلِمُحَمَّدٍ ﷺ خَصِيمًا" وَبِجِبْرَئِيلَ ظَهِيرًا"

کس طرح تم ایسا نہ کہو تو نے ہمارے دل کے زخم کو تازہ کردیا ہے اور چیرا اور جڑوں کو کاٹ دیا ہے اور خاندان محمد جو کہ روئے زمین پر چمکتے ہوئے ستارے تھے جو کہ عبدالمطلب کی اولاد سے تھے ان کے خون کو بہایا تو نے اپنے باپ دادا کو آواز دی اس گمان سے کہ تیری آواز ان کے کان تک پہنچتی ہے۔ جہاں پروہ ہیں جلد از جلد تم بھی چلے جاؤ گے اس وقت آرزو کرو گے کہ کاش میرا ہاتھ خشک ہوتا زبان گنگ ہوتی کہ میں ایسی بات نہ کرتا جو کچھ میں نے کیا تھا وہ نہ کرتا۔ خدایا ہمارے حق کو واپس ولادے اور جو ہم پر انہوں نے ستم کیے ہیں ان کا ان سے انتقام لے اور جنھوں نے ہمارا اور ہمارے ساتھیوں کا خون بہایا ہے ان پر اپنا غضب نازل فرما اے یزید خدا کی قسم نہیں چھیلا تو نے مگر اپنی کھال کو اور نہیں کاٹا تو نے مگر اپنے گوشت کو خاندان رسالت کا خون بہانا اور ہتک حرمت کرنا تمہارے کندھوں پر ہے تم رسولؐ خدا کے پاس جاؤ گے کہ جس وقت خدا سب کو جمع کرے گا اور خدا فرماتاہے کہ جو خدا کے راستے میں شہید ہوجائیں ان کو ہرگز مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں وہ اپنے پروردگار کے نزدیک رزق پاتے ہیں آل عمران 179 تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ خداحاکم ہے اور محمد مدعی ہیں اور جبرئیل اس کے مددگار اور پشت پناہ ہیں۔

وَسَيَعْلَمُ مَنْ سَوَّلَ لَكَ وَ مَنْ مَكَّنَكَ رِقَابَ الْمُسْلِمِينَ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا وَاَيُّكُمْ شَرٌّ مَكَانًا وَاَضْعَفُ جُنْدًا" وَلَئِنْ جَرَتْ عَلَيَّ الدَّوَاهِي مُخَاطَبَتَكَ اِنِّي لَاَسْتَصْغِرُ قَدْرَكَ وَاَسْتَعْظِمُ تَقْرِيعَكَ وَاَسْتَكْثِرُ تَوْبِيخَكَ لٰكِنَّ الْعُيُونَ عَبْرِي وَالصُّدُورَ حَرِيٌّ اَلَا فَالْعَجَبُ لِقَتْلِ حِزْبِ اللّٰهِ النُّجَبَاءِ بِحِزْبِ الشَّيْطَانِ الطُّلَقَاءِ فَهٰذِهِ الْاَيْدِي تَنْطِفُ مِنْ دِمَائِنَا وَالْاَفْوَاهُ تَتَحَلَّبُ مِنْ لُحُومِنَا وَتِلْكَ الْجُثَثُ الطَّوَاهِرُ الزَّوَاكِي تَنْتَابُهَا الْعَوَاسِلُ وَتَعْفِرُهَا اُمَّهَاتُ الْفَرَاعِلُ

جس شخص نے تمہیں دھوکہ دیا اور تجھے لوگوں کی گردن پر سوار کیا (یعنی معاویہ) عنقریب تو اس کے حالات کو جان لے گا کیونکہ ظلم کے عوض ایک برا نصیب ہے اور تمہاری پناہ گاہ بدتر اور فوج کمزور ہے اگرچہ حالات زمانہ مجھ کو تیرے ساتھ بات کرنے کے لیے کھینچ لائے ہیں لیکن اس کے باوجود تمہاری اہمیت میری نظر میں ناچیز اور بہت زیادہ ملامت شدہ ہے کیا کروں آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں اور سینے جلتے ہیں آگاہ ہوجاؤ کہ تعجب کا مقام ہے کہ حزب خدا کے نیک لوگ حزب شیطان کے ہاتھوں قتل ہوئے جو کہ ہمارے آزاد کردہ غلام تھے اور یہی ہاتھ ہمارے خون سے رنگین ہوئے اور ان کے منہ ہمارے گوشت کی طرف کھینچے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ پاک اور پاکیزہ بدن تمہارے درندوں کی خوراک بنا ہوا ہے۔

وَلَئِنِ اتَّخَذْتَنَا مَغْنَمًا لَتَجِدَنَّا وَشِيكًا مُغْرَمًا حِينَ لَاتَجِدُ اِلَّا مَاقَدَّمَتْ يَدَاكَ

وَمَارَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكَى وَعَلَيْهِ الْمُعَوَّلُ فَكِدْ كَيْدَكَ وَاسْعَ سَعْيَكَ وَنَاصِبْ جُهْدَكَ فَوَاللّٰهِ لَاتَمْحُونَ ذِكْرَنَا وَلَاتُمِيتُ وَحْيَنَا وَلَا تُدْرِكُ اَمَدَنَا وَلَاتَرْحَضُ عَنْكَ عَارَهَا وَهَلْ رَأْيُكَ اِلَّا فَنَدٌ وَاَيَّامُكَ اِلَّا عَدَدٌ وَجَمْعُكَ اِلَّا بَدَدٌ يَوْمَ يُنَادِي الْمُنَادِي اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِينَ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي خَتَمَ لِاَوَّلِنَا بِالسَّعَادَةِ وَالْمَغْفِرَةِ وَلِاٰخِرِنَا بِالشَّهَادَةِ وَالرَّحْمَةِ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يُكْمِلَ لَهُمُ الثَّوَابَ وَيُوجِبَ لَهُمُ الْمَزِيدَ وَيُحْسِنَ عَلَيْنَا الْخِلَافَةَ اِنَّهُ رَحِيمٌ وَ دُودٌ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ

اگر آج ھم کو اپنے لیے غنیمت سمجھتے ہو تو جلد از جلد تم دیکھ لو گے کہ ہم تمہارے لیے نقصان دہ ثابت ہوں گے۔ جو کچھ آگے بھیج چکے ہو اس کو ضرور دیکھو گے پروردگار اپنے بندوں پر ظلم کو جائز قرار نہیں دیتا ہے۔

میں خدا سے شکایت نہ کروں گی اور اس پر توکل کرونگی جو حیلہ اختیار کرنا چاہو کرلو جو اقدام کرنا چاہتے ہو کرلو جو کوشش کرسکتے ہو کرلو خدا کی قسم نہ خدا کے نام کو مٹا سکتے ہو نہ وحی کے نور کو بجھا سکتے ہو ہماری غایت کو تم نہیں پہنچ سکتے ہو اور اس ستم کے عار کو نہیں ختم کرسکتے ہو تمہاری رائے سست ہے تمہاری حکومت کی مدت بہت کم ہے تمہاری جماعت پراگندہ ہوگی اس روز ندا دینے والا ندا دے گا کہ آگاہ ہوجاؤ کہ خدا کی لعنت ہے ظالم جماعت پر حمد اور ثنا اس خدا کی کہ اولا" جس نے ہم کو سعادت اور مغفرت کے ساتھ جنم دیا اور ہمارے آخر کو شہادت اور رحمت پر فائز کردیا میں خدا کی درگاہ سے ان شہداء کا اجر کامل چاہتی ہوں اور خدا ان کے اجر میں اضافہ کرے اور ہمیں نیک پسماندگان میں سے قرار دے وہ مہربان ہے اور محبت کرنے والا ہے ہمارے لیے خدا کافی ہے اور اچھا وکیل ہے

حضرت زینب کے شعلہ بیان خطبے نے یزیدیوں کے تمام پروگرام کو نقش برآب بنا دیا اور حضرت زینب اور حضرت امام سجاد کے خطبات نے شام کی آلودہ فضا کو تبدیل کردیا اور اھل بیتؑ نبوت کا نقصان نفع میں تبدیل ہوگیا۔ یزید پشیمانی کا اظہار کرتا تھا اور تمام گناہوں کو ابن زیاد کی گردن پر ڈالتا تھا اور اس کو لعنت کرتا تھا۔

زینب آمد شام را یکباره ویران کرد رفت
اهل عالم را زکار خویش حیران کرد ورفت

زینب آئی اور ایک مرتبہ شام کو ویران کرکے چلی گئیں - اور دنیا والوں کو اپنے کارنامے سے حیران کرکے چلی گئیں۔

از زمین کربلاء تا کوفه و شام و بلا
هرکجا بنهادپا فتح نمایان کردورفت

سرزمین کربلا سے کوفہ و شام تک - جہاں بھی قدم رکھا فتح کا علم نصب گئیں۔

بالسان مرتضی از ماجرای نینوا
خطبه جانسوزاندر کوفه عنوان کردورفت

علی مرتضیٰ کی زبان میں واقعات کربلا کے بارے - جان سوز خطبے دے کر کوفہ میں عنوان قائم کرگئیں۔

باکلام جان فزا اثبات دین حق نمود
عالمی را دوستدار اهل ایمان کردورفت

اپنی روح پرور گفتگو سے دین حق کو ثابت کرگئیں اور پورے عالم کو اهل ایمان کا حبدار بناگئیں۔

فاش می گویم که آں بانوی عظمای دلیر
ازبیان خویش دشمن راهراسان کردورفت

میں وضاحت سے کہتا ہوں کہ وہ بہادر و باعظمت خاتون - اپنے بیان سے دشمنوں کو ہراساں کرکے چلی گئیں۔

برفرازنی چوآں قرآن ناطق را بدید
باعمل آن بی قرین تفسیر قرآن کردورفت

جب نیزے پہ قرآن ناطق کو بلند دیکھا۔ تو اپنے عمل سے اس حچیدگی کی تفسیر قرآن کرکے چلی گئیں۔

خطبه غراء بیان فرمود در کاخ یزید
کاخ استبداد را از ریشه ویران کردورفت

قصریزید میں ایک شاندار خطبہ دیا۔ اور ظلم و استبداد کے محل کو بنیاد سے اکھیڑ کر چلی گئیں۔

زین خطب اتمام حجت کرد برکافر دلان
غاصبین را مستحق نارنیران کردورفت

ان خطبات سے مردہ دلوں پہ حجت قائم کرگئیں - اور غاصبوں کو جہنم کی دہکتی آگ کا سزاوار بنا کر چلی گئیں۔

از کلام حق پسندش شدحقیقت آشکار
اهل حق لاشامل الطاف یزدان کردورفت

شام غرق عیش وعشرت بود دروقت ورود
وقت رفتن شام را شام غریبان کردورفت

جب بی بی شام میں وارد ہوئی تو پوری شام عیش و عشرت میں غرق تھی لیکن جاتے وقت شام کی رنگینیوں کو شام غریباں کرکے چلی گئیں۔

زآتش دل برفراز دختر سلطان عشق
در و داع آخرین شمعی فروز ان کردورفت

اپنے دل کی آگ سے بلندی پر شاہنشاہ عشق کی بیٹی - اپنی آخری وداع کے وقت بلند شمع روشن کرکے چلی گئیں۔

حضرت سید سجادؑ کا خطبہ

چالیس سال تک شام اور اس کے اطراف میں مولا علیؑ کے خلاف تبلیغ ہوتی رہی پہلے معاویہ اور اس کے بعد یزید اور اس کے ایجنٹ دولت پرست خطیب کئی سال تک مولا علی کے خلاف سب اور جسارت کرتے رہے اور ان وسیع تبلیغات نے اس قدر لوگوں کو علی اور اولاد علیؑ کا دشمن بنادیا اور باطل کو اس طرح حق کے روپ میں ظاہر کیا گیا کہ لوگ علیؑ اور آل علیؑ سے دشمنی کو باعث قربت خدا سمجھتے تھے اس مطلب کو سمجھنے کے لیے ایک عجیب حکایت کی طرف توجہ فرمائیں جس وقت امام سجاد اور ان کے ساتھیوں کو قیدی بنا کر شام لایا گیا اور ان کو مسجد کے قریب ٹھہرایا گیا تھا تو شام کا ایک بوڑھا مرد امام سجاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اس خدا کی حمد اور ثنا ہے کہ جس نے تم کو قتل کیا اور شکست دی اور امیرالمومنین یزید کو تمہارے اوپر کامیاب کیا امام سجاد نے اس سے فرمایا کیا تم نے قرآن پڑھا ہے اس نے کہا ہاں فرمایا کیا اس آیہ کے معنی کو بھی درک کرلیا ہے کہ جہاں خدا فرماتا ہے۔

قُل لَاَسئَلُکُم عَلَیهِ اَجرا" اِلَّا المَوَدَّةَ فِی القُربٰی

اے پیغمبران سے کہو کہ میں تم سے اپنی عترت کی دوستی کے علاوہ کچھ نہیں چاہتا ہوں اس بوڑھے مرد نے کہا ہاں اس آیہ کو میں نے پڑھا ہے۔ امام سجادؑ نے فرمایا کہ ذوالقربیٰ سے مراد اس آیہ میں ہم ہیں اس کے بعد فرمایا اے بوڑھے مرد کیا سورہ نبی اسرائیل آیہ 27 کو تم نے پڑھا ہے کہ جس میں خدا فرماتا ہے **وَآتِ ذَالقُربٰی حَقَّهُ** رشتہ داروں کو حق دے دو بوڑھے مرد نے کہا ہاں میں نے پڑھی ہے امام نے فرمایا رشتہ داروں سے مراد اس آیہ میں ہم ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کیا اس آیہ کو قرآن میں پڑھا ہے

وَاعلَمُوا اَنَّمَا غَنِمتُم مِن شَیءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی القُربٰی وَالیَتَامٰی وَالمَسَاکِینَ .....

جان لو جس قسم کی بھی غنیمت تمہیں پہنچے اس کا خمس خدا، پیغمبر، ذی القربیٰ، یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہے۔ بوڑھے مرد نے کہا ہاں میں نے پڑھا ہے امام سجادؑ نے فرمایا ذی القربیٰ سے مراد اس آیہ میں ہم ہیں اس کے بعد فرمایا اے بوڑھے کیا یہ آیہ بھی قرآن مجید میں پڑھی ہے۔

اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰهُ لِیُذهِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَیتِ وَیُطَهِّرَکُم تَطهِیرا"

خدا صرف چاہتا ہے کہ پلیدگی اور گناہ کو تم اہل بیتؑ سے دور رکھے اور مکمل طور پر تم کو پاک رکھے۔

بوڑھے مرد نے کہا ہاں میں نے پڑھی ہے امام سجادؑ نے فرمایا اهل بیتؑ سے مراد ہم ہیں کہ خدا نے ہم کو آیہ

تطہیر کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ یہ بوڑھا مرد ان مطالب کو سننے کے بعد خاموش ہوگیا اور پشیمانی کا اظہار کرنے لگا اور کہا سچ بتایئے خدا کے لیے کہ آپ رسول خدا کے خاندان سے ہیں۔

امام سجادؑ نے فرمایا **تَاللّٰهِ اِنَّا لَنَحْنُ هُمْ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ وَحَقِّ جَدِّنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ اِنَّا لَنَحْنُ هُمْ** خدا کی قسم بغیر کسی شک کے ہم اسی خاندان کے ہیں بوڑھا مرد ان کو پہنچاننے کے بعد رونے لگا اور اپنے عمامہ کو سخت پشیمانی کی وجہ سے سر سے اٹھایا اور زمین پر گرادیا اس کے بعد اپنے چہرے کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا خدایا میں تیری درگاہ میں آل محمد کے دشمنوں سے بیزاری طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد امام سجادؑ سے عرض کیا کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے۔

امام نے فرمایا ہاں اگر توبہ کرلو تو خداوند تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائے گا اور ایسی صورت میں تم ہمارے ساتھی ہوگے اور جب یزید اس بوڑھے مرد کے واقعہ سے باخبر ہوا تو حکم دیا کہ اس کو قتل کردیا جائے امام سجادؑ نے اس پر آشوب زمانے میں ایک خطبہ دیا جو کہ اس ترتیب سے ہے کہ شام کی مسجد اموی کہ جو جمعیت سے بھری ہوئی تھی امام سجاد کو اس مسجد میں بلوایا گیا تاکہ یزید کی عظمت کو دیکھ کر مرعوب ہوں اور یزید بھی وہاں موجود تھا اس نے اپنے خطیب سے کہا کہ منبر کے اوپر جاؤ اور جو بھی علیؑ اور حسینؑ کے لیے بدگوئی کرنا چاہو کرو اور ان کے خلاف بدگوئی میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ آئے تو اس کا خطیب منبر پر گیا اور جو کچھ کہہ سکتا تھا اس نے کہا اور لوگوں اور امام سجاد کے سامنے امام علی اور امام حسینؑ کے لیے بدگوئی کرتا رہا لیکن معاویہ اور یزید کی تعریف کی تو امام سجاد نے منبر کے نیچے سے آواز بلند کی **وَيْلَكَ اَيُّهَا الْخَاطِبُ اِشْتَرَيْتَ مَرْضَاةَ الْمَخْلُوْقِ بِسَخَطِ الْخَالِقِ فَتَبَوَّأْ مَقْعَدَكَ مِنَ النَّارِ** وائے ہو تم پر اے خطاب کرنے والے کہ تم نے مخلوق کو راضی کرنے کی خاطر خالق کو غضبناک کر دیا پس تمہارا ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے۔

امام سجاد نے یزید سے کہا **يَا يَزِيْدُ اِئْذَنْ لِيْ حَتّٰى اَصْعَدَ هٰذِهِ الْاَعْوَادَ فَاَتَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ لِلّٰهِ فِيْهِنَّ رِضاً وَلِهٰؤُلَاءِ الْجُلَسَاءِ فِيْهِنَّ اَجْرٌ وَثَوَابٌ**

اے یزید کیا مجھے بھی اجازت ہے کہ اس ممبر پر جاکر کچھ ایسی گفتگو کروں کہ جس میں خدا کی خوشنودی ہو اور حاضرین کے لیے اجر اور ثواب ہو۔ تو یزید نے امام کو اجازت نہ دی لیکن حاضرین نے کہا کہ اجازت دیں کہ وہ منبر پر جائیں اور شاید ہم ان سے کوئی فائدہ مند بات سن لیں تو یزید نے کہا **اِنْ صَعِدَ لَمْ يَنْزِلْ اِلَّا بِفَضِيْحَتِيْ وَفَضِيْحَةِ آلِ اَبِيْ سُفْيَانَ** اگر وہ منبر پر چلے گئے تو وہ نیچے نہیں اتریں گے یہاں تک کہ ابوسفیان کے خاندان کی رسوائی ہوگی ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیرالمومنین جو کچھ بھی یہ شخص کہے گا اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی اس لیے اسے منبر پر جانے دو کہ کچھ خطاب کرے۔ تو یزید نے ان سے کہا **اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ قَدْ زُقُّوا الْعِلْمَ زَقّاً** یہ شخص (اشارہ امام سجاد کی طرف کیا) اس خاندان سے ہے کہ علم اور کمال انہیں اس طرح دیا گیا ہے جیسے پرندہ دانے کو اپنے بچے کے منہ میں ڈالتا ہے لیکن لوگ بار بار یزید سے مطالبہ

کرتے تھے کہ اجازت دے دے یہاں تک کہ یزید نے ناچار ہوکر امام سجادؑ کو اجازت دی تو حضرت نے حمد اور ثنا کے بعد فرمایا۔

اَيُّهَا النَّاسُ اُعْطِيْنَا سِتّاً وَفُضِّلْنَا بِسَبْعٍ اُعْطِيْنَا الْعِلْمَ وَالْحِلْمَ وَالسَّمَاحَةَ وَالْفَصَاحَةَ وَالشَّجَاعَةَ وَالْمَحَبَّةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفُضِّلْنَا بِاَنَّ مِنَّا النَّبِيَّ الْمُخْتَارَ مُحَمَّداً وَمِنَّا الصِّدِّيْقُ وَ مِنَّا الطَّيَّارُ وَمِنَّا اَسَدُ اللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ وَمِنَّا السِّبْطَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِيْ اَنْبَأْتُهٗ بِحَسَبِيْ وَنَسَبِيْ

اے لوگو ہمیں چھ چیزیں دی گئی ہیں اور سات چیزوں کے ساتھ دوسروں پر برتری حاصل ہے لیکن وہ چھ چیزیں جو ہمیں عطا کی گئی ہیں۔ علم، حلم، جوانمردی، فصاحت، شجاعت اور مومنین کے دلوں میں ہماری محبت لیکن وہ سات چیزیں کہ جن کے ساتھ ہمیں برتری حاصل ہے یہ ہیں پیغمبر برگزیدہ حضرت محمد ہم میں سے ہیں اور صدیق اکبر یعنی سب سے پہلے جو ایمان لائے وہ علی علیہ السلام ہیں ہم میں سے ہیں جعفر طیار ہم میں سے ہیں شیر خدا اور شیر رسول خدا (حضرت حمزہ) ہم میں سے ہیں اور اس امت میں محمد کے نواسے حسینؑ و حسنؑ ہم میں سے ہیں۔ اے لوگو جو مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا ہے میں اس کو اپنا حسب نسب بتاتا ہوں۔

اَيُّهَا النَّاسُ اَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَمِنٰى اَنَا ابْنُ زَمْزَمَ وَصَفَا اَنَا ابْنُ مَنْ حَمَلَ الرُّكْنَ بِاَطْرَافِ الرِّدَاءِ اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنِ ائْتَزَرَ وَارْتَدٰى اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنِ انْتَعَلَ وَاحْتَفٰى اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ طَافَ وَسَعٰى اَنَا ابْنُ خَيْرِ مَنْ حَجَّ وَلَبّٰى اَنَا ابْنُ مَنْ اُسْرِيَ بِهٖ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اَنَا ابْنُ مَنْ بَلَغَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اَنَا ابْنُ مَنْ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى اَنَا ابْنُ مَنْ صَلّٰى بِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ اَنَا ابْنُ مَنْ اَوْحَى الْجَلِيْلُ اِلَيْهِ مَا اَوْحٰى اَنَا ابْنُ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى

اے لوگو میں مکہ اور منیٰ کا فرزند ہوں میں زمزم اور صفا کا بیٹا ہوں میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس نے حجر الاسود کو اپنی عبا میں ڈال کر اپنی جگہ پر رکھا میں بہترین انسان کا فرزند ہوں کہ جس نے احرام کا لباس پہنا میں بہترین انسان کا فرزند ہوں کہ جس نے ننگے پاؤں طواف کیا میں بہترین انسان کا بیٹا ہوں کہ جس نے طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی میں اس بہترین شخص کا فرزند ہوں کہ جو حج کو بجالایا اور لبیک کہا میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی میں اس کا بیٹا ہوں کہ جو شب معراج سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچا میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جو اس قدر خدا کے نزدیک ہوا کہ اس کا فاصلہ دو کمان یا اس سے بھی کم تھا میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ آسمان کے ملائکہ نے اس کی اقتداء کی اور نماز پڑھی میں اس کا فرزند ہوں کہ خدا نے جس کی طرف وحی کی میں خدا کے برگزیدہ محمد کا بیٹا ہوں۔

اَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الْمُرْتَضٰى اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ خَرَاطِيْمَ الْخَلْقِ حَتّٰى قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَا ابْنُ مَنْ ضَرَبَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِسَيْفَيْنِ وَطَعَنَ بِرُمْحَيْنِ وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ وَبَايَعَ الْبَيْعَتَيْنِ

وَقَاتَلَ بِبَدْرٍ وَحُنَيْنٍ وَلَمْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَنَا بْنُ صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَارِثِ النَّبِيِّيْنَ وَقَامِعِ الْمُلْحِدِيْنَ وَ يَعْسُوْبِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ نُوْرِ الْمُجَاهِدِيْنَ وَزَيْنِ الْعَابِدِيْنَ وَتَاجِ الْبَكَّائِيْنَ وَاَصْبَرِ الصَّابِرِيْنَ وَاَفْضَلِ الْقَائِمِيْنَ مِنْ آلِ يَاسِيْنَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَقَاتِلِ الْمَارِقِيْنَ وَالنَّاكِثِيْنَ وَالْقَاسِطِيْنَ وَالْمُجَاهِدِ اَعْدَائِهِ النَّاصِبِيْنَ وَاَفْخَرِ مَنْ مَشٰى مِنْ قُرَيْشٍ اَجْمَعِيْنَ وَ اَوَّلِ مَنْ اَجَابَ وَاسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَوَّلِ السَّابِقِيْنَ وَقَاصِمِ الْمُعْتَدِيْنَ وَمُبِيْدِ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَهْمٍ مِنْ مَرَامِي اللّٰهِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ وَلِسَانِ حِكْمَةِ الْعَابِدِيْنَ وَنَاصِرِ دِيْنِ اللّٰهِ وَوَلِيِّ اَمْرِ اللّٰهِ وَ بُسْتَانِ حِكْمَةِ اللّٰهِ وَعَيْبَةِ عِلْمِهِ سَمِحٌ سَخِيٌّ بَهِيٌّ بُهْلُوْلٌ زَكِيٌّ اَبْطَحِيٌّ رَضِيٌّ مِقْدَامٌ هُمَامٌ صَابِرٌ صَوَّامٌ مُهَذَّبٌ قَوَّامٌ قَاطِعُ الْاَصْلَابِ وَمُفَرِّقُ الْاَحْزَابِ اَرْبَطُهُمْ عِنَانًا وَاَثْبَتُهُمْ جَنَانًا وَاَمْضَاهُمْ عَزِيْمَةً وَاَشَدُّهُمْ شَكِيْمَةً اَسَدٌ بَاسِلٌ يَطْحَنُهُمْ فِي الْحُرُوْبِ اِذَا اِزْدَلَفَتِ الْاَسِنَّةُ وَقَرُبَتِ الْاَعِنَّةُ طَحْنَ الرَّحَا وَيَذْرُوْهُمْ فِيْهَا ذَرْوَ الرِّيْحِ الْهَشِيْمِ لَيْثُ الْحِجَازِ وَكَبْشُ الْعِرَاقِ مَكِّيٌّ مَدَنِيٌّ خَيْفِيٌّ عَقَبِيٌّ بَدْرِيٌّ اُحُدِيٌّ شَجَرِيٌّ مِنَ الْعَرَبِ سَيِّدُهَا وَمِنَ الْوَغٰى لَيْثُهَا وَارِثُ الْمَشْعَرَيْنِ وَاَبُو السِّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ذَاكَ جَدِّيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ

میں علی مرتضٰی کا فرزند ہوں میں اس کا فرزند ہوں کہ جس نے مشرکین کو قتل کیا یہاں تک ان کو کہنا پڑا کہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس نے رسول کے آگے آگے تلوار کے ساتھ دشمن کے ساتھ جنگ کی اور دو نیزوں کے ساتھ جنگ کرتے تھے اور دو مرتبہ ہجرت کی میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس نے جنگ بدر اور حنین میں دشمن کے ساتھ جنگ کی اور ایک لمحہ کے لیے بھی حکم رسول کا انکار نہ کیا۔

میں اس کا فرزند ہوں کہ جو مؤمنین کا امیر اور پیغمبروں کا وارث اور ملحدین کو نابود کرنے والا اور مسلمانوں کا پیشوا اور جہاد کرنے والوں کی آنکھ کی روشنی کا باعث اور خدا کی پرستش کرنے والوں کی زینت اور مناجات کرنے والوں کا سرور درگاہ خدا کے نزدیک زیادہ رونے والا اور سب سے زیادہ استقامت کرنے والا اور آل یاسین سے بہترین اٹھنے والا کہ جس نے دین سے خارج ہونے والوں کے ساتھ جنگ کی بیعت توڑنے والے اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی ناصبی دشمنوں کے ساتھ جہاد کیا اور میں اس کا فرزند ہوں کہ جو قریش میں سے زیادہ قابل فخر تھے اور تجاوز کرنے والوں کو مارنے والا اور مشرکین کو نابود کرنے والا منافقین پر خدا کے تیروں میں سے ایک تیر اور دین خدا کے حامی اور عابدوں کی پہچان اور خدا کے امر کا ولی اور حکمت الٰہی کا باغ اور علم خدا کا مخزن ہے۔

میرا باپ وہ ہے کہ جو جوانمرد ہے حسن اور زیبا کو بخشنے والا ' ہوشمند ' پاک ' حجاز کی سرزمین پہ خدا کی مرضی سے بلند ہمت والا پیشوا ' بہت زیادہ صبر کرنے والا ' روزہ رکھنے والا ' مہذب ' بہت زیادہ عبادت کرنے والا ' مشرکین کی پشتوں کو کاٹنے والا ' کفر کی جماعت کو پراگندہ کرنے والا ' سب سے زیادہ جرئت والا ' سب سے زیادہ قوی ' سب

سے زیادہ سخت ' کافرین کے مقابلہ میں شکست نہ کھانے والا ' شیر دلاور اور جنگ میں سب سے آگے ہونے والا اور کافروں کو اس طرح پیسنے والا کہ جس طرح پتھر کو چکی پیستی ہے اور طوفان خار اور خاشاک کو مخلوط کرتا ہے وہ حجاز کا شیر ' عراق کا ایک سوار ' مکہ اور مدینہ کا سردار ' خیف ' منیٰ ' عقبہ ' بدر اور احد کا بہادر سوار بے مثل عرب کا آقا ' جنگ کا پہلوان ' مشعر اور عرفات کا وارث رسول خدا کے دونواسوں کا باپ میرے جد علی بن ابی طالب ہیں۔ اپنے جد بزرگوار رسول خدا اور اپنے جدامجد علی کے تعارف کے بعد اپنے پدر بزرگوار کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ **اَنَا بْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ اَنَا بْنُ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ اَنَا ابْنُ خَدِيْجَةَ الْكُبْرٰى اَنَا بْنُ الْمَقْتُوْلِ ظُلْمًا" اَنَا بْنُ الْمَحْزُوْزِ الرَّاْسِ مِنَ الْقَفَا اَنَا بْنُ الْعَطْشَانِ حَتّٰى قَضٰى اَنَا بْنُ طَرِيْحِ كَرْبَلَاءَ اَنَا بْنُ مَسْلُوْبِ الْعِمَامَةِ وَالرِّدَاءِ**

میں فاطمہ زہراء کا فرزند ہوں ' میں خدیجہ کبریٰ کا فرزند ہوں ' میں اس کا فرزند ہوں کہ جو ظلم سے شہید کیا گیا ' میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کے سر کو پشت سے جدا کیا گیا ' میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کو تشنہ لب شہید کیا گیا ' میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کا بدن کربلاء کی زمین پر پڑا رہا ' میں اس کا بیٹا ہوں کہ جس کے عمامہ اور عباء کو لوٹا گیا۔

امام سجادؑ اپنے باپ کا تعارف کراتے جاتے تھے اور لوگ زارو قطار روتے تھے اور گریہ و نالہ کی آواز بلند ہوئی تو یزید ڈر گیا کہ کہیں فتنہ و آشوب نہ برپا ہو جائے اس لیے مؤذن کو حکم دیا کہ اذان دے مؤذن نے کہا **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ** امام سجادؑ نے فرمایا کوئی چیز خدا سے بڑی نہیں ہے موذن نے کہا **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** امام سجادؑ نے فرمایا **شَهِدَ بِهَا شَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَ لَحْمِيْ وَ دَمِيْ** میرے بال کھال گوشت اور خون خدا کے ایک ہونے کی گواہی دیتے ہیں موذن نے کہا **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا" رَسُوْلُ اللّٰهِ**

امام سجادؑ نے موذن سے فرمایا تجھے محمدؐ کے حق کا واسطہ کہ خاموش ہوجاؤ تاکہ میں ایک بات کرلوں اس کے بعد منبر کے اوپر سے یزید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ **يَا يَزِيْدُ مُحَمَّدٌ هٰذَا جَدِّيْ اَمْ جَدُّكَ** اے یزید محمد میرے جد ہیں یا تمہارے جد ہیں اگر تم یہ کہو کہ میرے جد ہیں تو تم جھوٹ کہتے ہو اور کافر ہوگئے ہو اور اگر تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ وہ میرا جد ہے تو پھر کیوں اس کی عترت اور خاندان کو شہید کیا کیوں میرے والد کو شہید کیا کیوں مجھے اور اس کے حرم کو قیدی بنایا اس کے بعد روتے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے لوگو کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا ہے جس کا جد اور باپ رسول خدا ہوں تو دربار سے گریہ اور بکاء کی آوازیں بلند ہوئیں اس وقت فرمایا خدا کی قسم اس دنیا میں میرے علاوہ کوئی نہیں ہے کہ جس کا جد رسول خدا ہو پس کیوں اس شخص نے میرے والد کو شہید کیا اور ہمیں رومیوں کی طرح قید کیا اے یزید ایسا ظلم بھی کرتے ہو پھر کہتے ہو محمد اللہ کے رسول ہیں وائے ہو تجھ پر کہ قیامت کے دن میرا دادا اور بابا مدعی ہوں گے یزید نے بلند آواز سے کہا اے موذن اقامت کہہ۔

حضرت زینب اور امام سجاد کے خطبے نے شام کے حالات کو اس قدر تبدیل کردیا کہ حضرت زینب کی خواہش کے مطابق یزید نے مجبورا" اجازت دی کہ دمشق میں امام حسین کے مصائب کے لیے عزاداری کی جائے حضرت زینب اور باقی ساتھیوں نے سات دن تک عزاداری کی اور شام کی بہت سی عورتیں اس میں شرکت کرتی تھیں قریب تھا کہ لوگ یزید کے گھر پر حملہ کردیں اور اس کو قتل کردیں مروان اس وقت شام میں موجود تھا اس نے جب خطرے کا احساس کیا تو یزید سے کہا مصلحت اسی میں ہے کہ امام سجاد اور اس کے ساتھی شام میں نہ رہیں جتنا جلدی ہوسکے ان کو مدینے بھیج دیا جائے۔

ابو مخنف لکھتے ہیں کہ اس قدر امام حسینؑ کا ذکر ہرجگہ ہورہا تھا کہ یزید مسجد میں لوگوں کو جبرا" قرآن پڑھنے کا حکم دیتا تھا تاکہ وہ قرآن پڑھیں اور قرآن کی آیات پڑھنے کی وجہ سے حسینؑ اور حسینیوں کی طرف توجہ نہ دیں اور ان کو فراموش کردیں لیکن کوئی چیز بھی امام حسینؑ کی یاد سے ان کو منصرف نہ کرسکی۔

امام حسینؑ کی عزاداری قائم کرنے کی وجہ سے قریشی خاندان سے کوئی ایسی عورت باقی نہیں رہی۔ کہ جس نے سیاہ لباس نہ پہنا ہوا ہو عزاداری کے آٹھویں دن بعد یزید نے مجبورا" ان کو سفر کے وسائل فراہم کئے اور امام سجاد اور اس کے ساتھیوں کو مدینے روانہ کیا۔

بعض روایات میں ذکر ہوا ہے کہ یزید نے حکم دیا تھا کہ شہداء کے سروں کو دمشق کے دروازوں پر آویزاں کیا جائے۔

اور ایک روایت کے مطابق یزید نے حکم دیا کہ امام حسینؑ کے سرمقدس کو چالیس روز تک دمشق کی جامع مسجد کے منارہ پر آویزاں کیا جائے پس امام سجاد کے خطبے کے بعد اس قدر رعب اور وحشت یزید پر غالب آگئی کہ حکم دیا کہ سروں کو جمع کرلیا جائے اور احترام کے ساتھ قصر میں لائے جائیں۔ اور ان کا احترام کیا جائے۔

جناب سکینہ کا جانسوز خواب

جس وقت یزید کے حکم سے آل محمد کے قیدیوں کو دلخراش حالت میں دمشق میں داخل کیا گیا۔ تو ان کو ایک ایسے مقام پر ٹھہرایا گیا کہ جہاں دن کو گرمی اور رات کو سردی ہوتی تھی جس سے ان کو تکلیف ہوتی تھی نامساعد ہوا کی وجہ سے حالات یہ تھے کہ ان کے چہرے کی کھال اتری ہوئی تھی امام حسینؑ کی بیٹی سکینہ فرماتی ہیں کہ ہم نے شام میں چار دن گزارے کہ میں نے ایک خواب دیکھا پھر اس خواب کو تمام رشتہ داروں کو بیان کیا کہ جو وہاں پر تھے خواب بہت مفصل ہے آخر میں یہ ہے کہ جب میں نے آدمؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور رسول خداؐ کو دیکھا تو اچانک پانچ ھودج نور کے دیکھے کہ ہر ھودج کے درمیان ایک خاتون تھی۔ وہ میری طرف آئیں پہلی حواؑ تھیں دوسری آسیہؑ، تیسری مریمؑ چوتھی خدیجہ تھیں اور پانچویں دادی فاطمتہ الزھراؑ اور جب اچانک میری نظر پانچویں

خاتون پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ کو سر پر رکھا ہے۔ گرتی اٹھتی آرہی ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا تمہاری دادی فاطمہ محمد کی بیٹی تمہارے باپ کی والدہ ہوں میں نے اپنے آپ سے کہا خدا کی قسم جو کچھ ہمارے اوپر مصیبتیں آئی ہیں وہ اپنی دادی سے کہوں گی اور اپنے درد دل کو ان سے بیان کروں گی میں ان کے قریب گئی ان کے سامنے کھڑی ہوگئی اور روتے ہوئے عرض کی۔

يَا اُمَّتَاهُ جَحَدُوا وَاللّٰهِ حَقَّنَا
يَا اُمَّتَاهُ بَدَّدُوا وَاللّٰهِ شَمْلَنَا
يَا اُمَّتَاهُ اِسْتَبَاحُوا وَاللّٰهِ حَرِيْمَنَا
يَا اُمَّتَاهُ قَتَلُوا وَاللّٰهِ الْحُسَيْنَ اَبَانَا

اے مادر گرامی بخدا انہوں نے ہمارے حق کا انکار کیا اے مادر گرامی بخدا ہماری جمعیت کو پراگندہ کردیا اے مادر گرامی بخدا ہمارے حریم کو مباح کردیا اے مادر گرامی بخدا ہمارے والد حسینؑ کو قتل کردیا گیا جس وقت حضرت زہرا نے ان باتوں کو مجھ سے سنا تو تڑپ گئیں۔ اور فرمایا **كُفِّي صَوْتَكِ يَا سَكِيْنَةُ فَقَدْ اَقْرَحَتْ كَبِدِي وَقَطَّعَتْ نِيَاطَ قَلْبِي هٰذَا قَمِيْصُ اَبِيْكِ الْحُسَيْنِ مَعِي لَا يُفَارِقُنِي حَتّٰى اَلْقَى اللّٰهَ بِهِ**

اے سکینہ اس سے زیادہ نہ کہو کہ تیری فریاد نے میرے جگر کو جلا دیا اور زخمی کردیا اور دل کی رگوں کو کاٹ دیا یہ تمہارے باپ حسین کی قمیص ہے یہ مجھ سے جدا نہیں ہوگی یہاں تک کہ خدا سے قیامت میں ملاقات کروں گی۔

اتنے میں سکینہ بیدار ہوئیں اور اس واقعہ کو سوزاور گداز کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے بیان کیا یہ سن کر سب کا غم تازہ ہوگیا اور سب بلند آواز سے گریہ کرنے لگے۔

ھند (یزید کی بیوی) کی ملاقات آل محمدؐ کے قیدیوں کے ساتھ

ھند عبداللہ بن عامر کی بیٹی جب اس کا باپ دنیا سے چلا گیا تو وہ امیرالمومنین علیؑ کے گھر میں رہیں حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ کے گھر میں رہیں اس کے بعد معاویہ نے اس کی شادی یزید سے کردی اور وہ شام میں تھی اور امام حسینؑ کی شہادت کا اس کو علم نہیں تھا۔ جس وقت امام حسینؑ شہید ہوئے اور ان کے اہل حرم قید ہوکر شام میں پہنچنے والے تھے کہ اتنے میں ایک عورت ھند کے پاس آئی اور کہا کہ اسی وقت کچھ قیدی شام میں داخل ہونے والے ہیں اور میں نہیں جانتی ہوں کہ یہ قیدی کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اچھا تو یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ آئیں اور ان کا تماشہ دیکھ کر دل بہلائیں ھند اٹھی اور قیمتی لباس اپنے زیب تن کیا اور اپنی کنیز کو حکم دیا تاکہ کرسی اپنے ساتھ لے آئے (تاکہ تماشہ دیکھتے وقت اس پر بیٹھ جائے) ھند قیدیوں کے قریب پہنچی دیکھا

کہ قیدیوں کو بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر لایا جارہا ہے جناب زینب کبریٰ نے جب اس کو دور سے دیکھا تو اس کو پہچان لیا اور اپنی بہن ام کلثوم کو آہستہ سے کہا کیا تم اس عورت کو جانتی ہو ام کلثوم نے کہا میں اس کو نہیں جانتی جناب زینبؑ نے فرمایا اے بہن یہ عورت ہماری کنیز ہندہ ہے کہ جو عبداللہ کی بیٹی تھی ام کلثوم خاموش ہوگئیں اور سر کو نیچے جھکا لیا جناب زینب نے بھی اپنے سر کو نیچے جھکا لیا ھند آگے آئی اور کرسی پر بیٹھ گئی اور جناب زینب سے مخاطب ہو کر کہنے لگی بہن آپ اپنے سر کو بلند کیوں نہیں کرتی ہیں جناب زینب نے جواب نہ دیا ہند نے پوچھا **مِنْ اَیِّ الْبِلَادِ اَنْتُمْ** تم کس شہر کے رہنے والے ہو۔جناب زینب نے فرمایا **من بلا دالمدینہ** ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں۔

ھند نے جب مدینے کا نام سنا تو کرسی سے نیچے آئی اور کہا مدینے کے رہنے والوں پر سلام ہو جناب زینب نے فرمایا کہ کرسی سے نیچے کیوں آئی ہو ہندہ نے کہا مدینے والوں کے احترام کے لیے اور تواضع کی خاطر اس کے بعد ہندہ کہ جس نے ابھی تک جناب زینب کو نہیں پہچانا تھا عرض کیا میں چاہتی ہوں کہ اھل مدینہ کے ایک گھر کے بارے میں سوال کروں جناب زینب نے فرمایا جو پوچھنا چاہتی ہو پوچھ لو ہندہ نے کہا میں علیؑ کے خاندان اور اس کے گھر کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں اور میں ایک مدت تک ان کی کنیز رہی ہوں اور بات کرتے ہوئے وہ رو بھی رہی تھی جناب زینب نے فرمایا علی کے کن رشتہ داروں کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو ہندہ نے کہا میں حسینؑ اور ان کے بھائی ان کی اولاد اور علی کے باقی فرزندوں کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں اور میری دوشہزادیاں جناب زینبؑ اور ان کی بہن ام کلثوم اور حضرت زہراء سے منسوب باقی خواتین کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ حضرت زینب بہت زیادہ روئیں اور فرمایا اے ہند اگر علیؑ کے گھر کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو تو ہم نے علی کے گھر کو مدینے میں چھوڑ آئے ہیں اور عنقریب ان کے رشتہ داروں کی موت کی خبر سن لوگی۔

وَاَمَّا اِنْ سَئَلْتِ عَنِ الْحُسَیْنِ فَھٰذَا رَاسُہٗ بَیْنَ یَدَیْ یَزِیْدٍ

اور اگر حسینؑ کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو تو یہ اس کا سر مبارک ہے کہ جو یزید کے سامنے موجود ہے اگر عباس اور علی کی باقی اولاد کے بارے میں پوچھنا چاہتی ہو تو ان کے بدن جو کہ قربانی کے گوسفندوں کی طرح سروں سے جدا کیے گئے ہیں وہ کربلاء کے صحراء میں ہم چھوڑ آئے ہیں اور اگر زین العابدین کے بارے میں پوچھتی ہو تو وہ سامنے زنجیروں میں اسیر زین العابدین ہے جو کہ شدت بیماری اور درد کی وجہ سے حرکت کرنے پر قادر نہیں ہے۔

وَاِنْ سَئَلْتِ عَنْ زَیْنَبِ فَاَنَا زَیْنَبُ بِنْتُ عَلِیٍّ وَھٰذِہٖ اُمُّ کُلْثُوْمٍ وَھٰؤُلَاءِ بَقِیَّۃُ مُخَدَّرَاتُ فَاطِمَۃِ الزَّہْرَاءِ

اگر زینب کے بارے میں پوچھتی ہو تو میں علی کی بیٹی زینب ہوں اور یہ ام کلثوم ہیں اور باقی خواتین کہ جن کو قیدیوں کی صورت میں دیکھ رہی ہو یہ سب کے سب زہراء کی اولاد ہیں جس وقت ھند نے جناب زینب کا کلام سنا تو نالہ و فریاد بلند کیا اور کہا **وَا اِمَامَاہُ وَاسَیِّدَاہُ وَاحُسَیْنَاہُ لَیْتَنِیْ کُنْتُ قَبْلَ ھٰذَا الْیَوْمِ عَمْیَاءَ**

وَلَا اَنْظُرُ بَنَاتَ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ عَلٰی ھٰذِہِ الْحَالَۃِ

ہائے امام ہائے آقا حسین کاش کہ اس سے پہلے میں اندھی ہوجاتی اور فاطمہ زہراء کی بیٹیوں کو اس حالت میں نہ دیکھتی شدت غم کی وجہ سے اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور اپنے سر میں مارا جس کی وجہ سے خون سر سے بہہ کر چہرے پر جاری ہوا اور وہ بے ہوش ہوگئی اور جب ہوش میں آئی تو حضرت زینبؑ اس کے سرہانے آئیں اور فرمایا اے ہندہ اٹھو اور اپنے گھر چلی جاؤ میں ڈرتی ہوں کہ کہیں شوہر تمہیں تکلیف نہ دے ہندہ نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گی یہاں تک میں اپنے آقا اور مولا اباعبداللہ کے لیے گریہ نہ کرلوں اور آپ کو اور باقی مستورات کو اپنے گھر نہ لے جاؤں اس کے بعد ہندہ کھڑی ہوگئی اور لباس کو پارہ پارہ کیا اور برہنہ پاؤں دربار یزید میں یزید کے پاس گئی اور فریاد بلند کی اور کہا اے یزید کیا تو نے حکم دیا ہے کہ امام حسینؑ کا سر مبارک دروازہ شام کے نزدیک نیزے پر آویزاں کیا جائے۔

یزید کے سر پر رنگارنگ کا ایک تاج تھا اور تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب اس نے اپنی بیوی کو اس حالت میں دیکھا تو اٹھا اور اس کے سر کو چھپایا اور کہا ہاں ہاں بیشک نواسہ رسولؐ کے لیے گریہ کر لو خدا لعنت کرے ابن زیاد پر کہ اس نے ان کے بارے میں جلدی کی جب اس کے سر کو چھپانے لگا تو ھند نے آواز بلند کی اور کہا **وَیْلَکَ یَایَزِیْدُ اَخَذَتْکَ الْحَمِیَّۃُ عَلَیَّ فَلِمَ لَا اَخَذَتْکَ الْحَمِیَّۃُ عَلٰی بَنَاتِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ ھَتَکْتَ سُتُوْرَھُنَّ وَاَبْدَیْتَ وُجُوْھَھُنَّ وَاَنْزَلْتَھُنَّ فِیْ دَارِ خَرِبَۃٍ**

اے یزید وائے ہو تجھ پر تو میرے بارے میں غیرت کرتا ہے اور میرے سر کو چھپاتا ہے لیکن زہراء کی بیٹیوں کی تو نے کیوں ہتک حرمت کی اور ان کے پردوں کو کیوں چاک کیا اور ان کے چہروں کو کیوں آشکار کیا۔

حضرت رقیہ کی شہادت

حضرت امام حسین کی بیٹی کی شام کے خرابہ میں شہادت کے بارے میں مرحوم محدث قمی الحاج شیخ عباس اس طرح فرماتے ہیں کہ کامل بہائی کتاب حاویہ سے نقل کرتے ہیں کہ خاندان نبوت کی عورتیں اپنے بچوں سے ان کے والد کی شہادت کو چھپاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تمہارے والد سفر پر گئے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا یہاں تک کہ یزید نے ان کو قید میں ڈال دیا اور قیدیوں میں امام حسینؑ کی ایک چار سال کی بچی بھی تھی اور وہ ایک رات خواب سے بیدار ہوئی اور روتے ہوئے خوف و پریشانی کے عالم میں کہنے لگی میرے بابا کہاں ہیں میرے بابا کہاں ہیں میں نے ابھی ان کو دیکھا تھا باقی مستورات بھی اس بچی کی بات سن کر رونے لگ گئیں جب گریہ کی آواز بلند ہوئی تو یزید بیدار ہوگیا اور اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تو سب واقعہ اسے بتایا گیا تو یزید نے کہا کہ اس بچی کے باپ کے سر کو اس کے پاس لے جاؤ شاید کہ وہ دیکھ کر خاموش ہوجائے جب وہ

حضرت امام حسینؑ کے سر کو اس کے پاس لے گئے تو بچی نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا یہ تیرے باپ کا سر مبارک ہے وہ بچی ڈر گئی اور فریاد بلند کی اس کے بعد وہ بچی بیمار ہوگئی اور چند دن کے بعد شدت غم کی وجہ سے وفات پاگئی یہ روایت بعض کتب میں تفصیل کے ساتھ آئی ہے کہ اس سر مبارک پر رومال پڑا ہوا تھا اور اس نے رومال کو اٹھایا تو کیا دیکھا کہ بابا کا سر ہے جناب رقیہ نے اسے طشت سے اٹھایا اور گود میں رکھا اور فرمایا بابا کس نے آپکو خون کے ساتھ خضاب کیا بابا کس نے آپکے گلوئے مبارک کی رگوں کو کاٹا۔ بابا کس نے بچپن میں مجھے یتیم کیا۔ بابا آپ کے بعد میں کس سے امید رکھوں۔ بابا کون اس یتیم کی پرورش کرے گا۔ یہاں تک کہ اپنے منہ کو بابا کے منہ پر رکھا اور بہت زیادہ روئی یہاں تک کہ بے ہوش ہوگئی جب بچی کو حرکت دی گئی تو وہ دنیا سے جاچکی تھی جب اہل بیتؑ نے یہ دیکھا تو ان کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور ان کا غم تازہ ہوگیاہے۔

حضرت رقیہؑ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ

حضرت امام حسین کی ایک چھوٹی بچی تھی کہ آپ اس کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے وہ بچی بھی باپ سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی بعض نے کہاہے کہ اس کا نام رقیہ تھا اور اس کی عمر تین سال تھی اور قیدیوں کے ہمراہ شام میں تھی اور باپ کی جدائی میں شب و روز روتی تھی اس سے کہا گیا کہ آپ کے بابا سفر پر گئے ہوئے ہیں ایک رات اس نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھاجب خواب سے بیدار ہوئی تو وہ بہت زیادہ بے تاب ہوئی اور کہا میرے باباکو لے آؤ میں اپنے نور چشم کو چاہتی ہوں مستورات اہل بیتؑ نے اس کو بہت تسلی دی تاکہ خاموش ہوجائے لیکن وہ خاموش نہیں ہوتی تھی بلکہ بہت زیادہ گریہ کرتی تھی کہ جس کی وجہ سے سب اسیران اہل بیتؑ روپڑے اور وہ اپنے منہ کو پیٹتے تھے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے تھے اور اپنے بالوں کو پراگندہ کیا ہوا تھا جب یزید نے ان کے رونے کی آواز سنی تو کہا کیا بات ہے تو یزید کو واقعہ سے آگاہ کیا گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس کے باپ کے سر کو اس کے پاس لے جاؤ اور اس کے سامنے رکھو تاکہ دیکھ کر تسلی حاصل کرے تو امام حسینؑ کے سر کو ایک طشت میں رکھاگیااور اس کو ایک رومال کے ساتھ چھپایاگیااور رقیہ کے پاس لاکر اس کے سامنے رکھ دیا تو رقیہ نے کہا یہ کیا ہے میں اپنے بابا کو چاہتی ہوں کھانا نہیں چاہتی ہوں انہوں نے کہا کہ تمہارے بابا اسی میں ہیں رقیہ نے رومال کو اٹھایا تو اچانک اپنے بابا کے سر مبارک کو دیکھا اور کہا یہ سر کس کا ہے انہوں نے کہا یہ آپ کے بابا کا سر مبارک ہے تو اس نے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور اس طرح بین کیا

یَاأَبَتَاهُ مَن ذَالَّذِی خَضَبَکَ بِدِمَائِکَ

یَاأَبَتَاهُ مَن ذَالَّذِی قَطَعَ وَرَدَیکَ

یَاأَبَتَاهُ مَنْ ذَالَّذِی اَیْتَمَنِی عَلٰی صِغَرِ سِنِّی

یَاأَبَتَاهُ مَنْ لِلْیَتِیْمَةِ حَتّٰی تَکْبُرَ۔ یَاأَبَتَاهُ لَیْتَنِی تَوَسَّدْتُ التُّرَابَ وَلَا اَرٰی شَیْبَکَ مُخَضَّبًا بِالدِّمَاءِ

بابا جان کس نے آپ کو خون سے رنگین کردیا بابا جان کس نے آپ کی گردن کی رگوں کو کاٹا بابا جان کس نے مجھے بچپن میں یتیم کردیابابا تمہاری بیٹی کو کون پناہ دے گایہاں تک کہ بڑی ہوجائے بابا کاش میں نابینا ہوتی (اور اس منظر کو نہ دیکھتی)بابا کاش کہ خاک کو سر کے نیچے قرار دیتی اور تیری داڑھی کو خون سے آلودہ نہ دیکھتی (نوٹ) دیگر راوی اس بچی کا نام سکینہ لکھتے ہیں۔

بگفت ای سرور وسالار اسلام
زقتلت مرمرا روز است چون شام

کہاکہ اے سردار و سالار اسلام تیرے قتل سے میرا روز روشن شام کی طرح تاریک ہے۔

پدر بعد ازتو محنتہا کشیدم
بیابانہا و صحرابادویدم

باباجان تیرے بعد ہم نے بہت تکالیف برداشت کیں کہ جنگلوں اور صحراؤں میں پھرائی گئیں۔

همی گفتند ماں و کوفه وشام
که اینان خارجند از دین اسلام۔

وہ ہم سے کوفہ وشام میں کہتے تھے کہ یہ دین اسلام سے خارج ہیں۔

مرا بعدلز توای شاه یگانه
پرستاری نبود جز تازیانه

میرا تیرے بعد اے شاہ یگانہ تازیانوں کے سوا کوئی پرسان حال نہ تھا۔

زکعب نیزه و از ضرب سیلی۔
تنم چون آسمان گشته است نیلی۔

نیزے کی چوب اور طمانچوں کی ضرب سے میرا بدن آسمان کی طرح نیلا ہوگیا ہے۔

تو بر گو کی بریدت سرزپیکر۔
مرا در خرد سالی در بدر کرد؟

تو بتاکہ تیرا سر کس نے بدن سے جدا کیا او مجھے کمسنی میں در بدر رلا دیا۔

همی گفت و سر شاهش در آغوش
بناگه گشت از گفتار خاموش۔

یہی کہہ رہی تھی اور گود میں شاہ (حسین) کا سر تھاکہ پس اچانک خاموش ہوگئی۔

پرید از این جهان و در جنان شد۔
درآغوش بتولش آشیان شد۔
اور روح اس جہاں سے جنت کی طرف پرواز کرگئی اور آغوش بتول کو اپنا آشیانہ بنایا۔
از این غم شد به آل الله اطهار۔
دوباره کربلا از نو نمودار۔
اس غم سے اھل بیتؑ کا یہ حال ہوگیا کہ کربلا جیسا غم دوبارہ نمودار ہوگیا۔
جب اس کو حرکت دی گئی تو دیکھا کہ جان کو جان دینے والے کے سپرد کیا ہے۔
عمه بیا گمشده پیداشده۔
کنج خرابه شب یلدا شده۔
پھوپھی جان آؤ کہ گمشدہ مل گیا ہے اور مصیبت کا حصہ ہمارے لئے نہ ختم ہونے والی رات بن چکا ہے۔
شام رقیه به سحر رسیده۔
باب رقیه زسفر رسیده۔
آ دیکھ رقیہ کی شام سحر میں تبدیل ہوگئی اور پدر رقیہ سفر سے واپس لوٹا ہے۔
پدر فدای رخ نورانیت۔
سنگ جفاکه زدبه پیشانیت۔
بابا جان میں آپ کے نورانی چہرے پہ قربان جاؤں کس نے سنگ جفا تیری پیشانی پہ مارا۔
ای گل خوشبو زدرختت که چید۔
تیغ که رگهائے گلویت برید۔
اے خوشبو کے پھول تجھے کس نے شاخ سے توڑا اور کس کی تلوار نے تیرے گلے کی رگیں کاٹیں۔
بسکه دویدم عقب قافله۔
پای من از ره شده پر آبله۔
چونکہ میں اس قافلے کے پیچھے دوڑتی رہی اس لئے میرے پاؤں راستے کی سختی سے پر آبلہ ہوگئے۔
جودی خراسانی جناب زینبؑ کی زبان حال سے غسل دینے والی کو خطاب کرکے کہتا ہے۔
بیاتو ای زن غساله از طریق وفا۔
به این صغیره بده غسل از برای خدا۔
اے غسل دینے والی تیرے لیے اس کو غسل دینا مشکل ہے آؤ خدا کے واسطے اس کمسن کو غسل دو۔
مکن خیال که او ز اہل روم و تاتار است۔

که غسل دادن او بر تو سخت دشوار است۔
تو یہ مت خیال کر کہ یہ اہل روم یا اہل تاتار سے ہے کہ تیرے لئے اس کو غسل دینا دشوار ہو۔
سرور سینه سلطان عالمین است این۔
رقیه دختر مظلومه حسین است این۔
یہ شہنشاہ عالمین کے سینے کا سرور و چین ہے یہ مظلومہ رقیہ بنت حسین ہے۔
مگو که ازچه رخ همچو کهربا دارد۔
که داغ تشنگی دشت کربلاء دارد۔
یہ مت کہو کہ اس کا چہرہ بجلی کی طرح سرخ کیوں ہے بلکہ یہ صحراء کربلا کی پیاس کا داغ و نشان ہے۔
مگو که زخم به پایش چرا برون زشمار۔
که روی خار مغیلان دویده درشب تار۔
مت کہہ کہ اس کے پاؤں کے نشان شمار سے کیوں باہر ہیں یہ رات کی تاریکی میں کانٹوں پہ دوڑتی رہی ہے۔
جراحتی که خود این طفل را به شانه بود۔
زضرب کعب نی و چوب و تازیانه بود۔
یہ جو زخم ہے اس بچی کے شانے پر یہ نیزے کی انی و چوب اور تازیانے کے زخم ہیں۔

شام سے مدینہ تک اہل بیتؑ کے سفر کے واقعات

ہم نے پہلے کہا ہے کہ امام سجاد اور جناب زینب کے خطبے اور واقعات رہائی کا سبب بنے کہ جن خطبات نے لوگوں کی جہت کو تبدیل کردیا یزید نے لوگوں کے شور شرابہ اور ان کو غافل کرنے کے لئے پشیمانی کا اظہار کیا اور ابن زیاد پر لعنت کرنے لگا اور اس کو قاتل کہنے لگا دوسری طرف اہل بیتؑ کے ساتھ محبت کا اظہار کرنے لگا یہاں تک کہ ان کو اجازت دی گئی کہ دمشق میں امام حسین اور شہداء کربلا کے لئے عزاداری کریں بعد میں کچھ واقعات ایسے پیش آئے کہ یزید نے اھل بیت حسینؑ کا شام میں رہنا خطرناک سمجھا اور اہل بیتؑ کو ان کے واپس مدینے پہنچانے میں جلدی کی یزید نے امام سجاد سے کہا اگر آپ تین حاجتیں مجھ سے طلب کریں تو میں ان کو انجام دوں گا تو امام سجاد نے فرمایا میری پہلی حاجت یہ ہے کہ آخری مرتبہ اپنے باپ کے سر مقدس کی زیارت کروں۔
دوسری حاجت یہ ہے جو چیزیں ہماری لوٹی گئی ہیں ان کو واپس کیا جائے۔
تیسری حاجت یہ ہے اگر مجھے قتل کرنے کا ارادہ ہے تو کسی کو اھل حرم کے ساتھ بھیجیں تاکہ ان کو ہمارے جد کے حرم (مدینہ) پہنچائے۔ یزید نے پہلی حاجت کے بارے کہاکہ تم اپنے والد کے چہرے کو نہیں دیکھ سکو

گے۔دوسری حاجت کے بارے میں کہا کہ جو کچھ لوٹاگیا ہے میں اس کی کئی گنا قیمت ادا کروں گا۔ امام سجاد نے فرمایا میں تمہارے مال کو نہیں چاہتاہوں چونکہ لوٹے ہوئے مال میں رسول کی بیٹی فاطمہ کا بنا ہوا کپڑا تھا اور ایک چادر ایک گلوبند اور اس شہزادی کی ایک قمیص تھی یزید نے حکم دیا لوٹاہوامال امام سجاد کو واپس دے دیا جائے اور ساتھ دوسو دینار بھی اپنے مال سے دیئے امام سجاد نے دوسودینار لے کر فقراء کے درمیان تقسیم کردیئے۔اور تیسری حاجت کے بارے میں کہا کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے اور اہل حرم کو تیرے علاوہ کوئی نہیں لے جائے گااس روایت کے مطابق یزید نے تین حاجتوں میں سے دو حاجتوں کو قبول کیا اور ایک کو قبول نہیں کیا اور اس بارے میں کہ امام حسین کا سرمقدس کہاں پر دفن ہوا ہے سبط بن جوزی نے کتاب تذکرہ میں پانچ اقوال کو ذکر کیا ہے۔
1- مدینہ میں اپنی ماں کے نزدیک -2- دمشق میں 3- قاہرہ میں 4- امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی قبر کے نزدیک 5- کربلاء میں امام حسین کی قبرمیں لیکن سب سے زیادہ مشہور قول کہ شیعہ علماء نے جس قول پر عمل کیا ہے یہ ہے کہ امام حسین کاسرمبارک امام سجاد اور ساتھیوں کے توسط سے کربلاء لایا گیاتھااور امام حسین کی قبرمیں دفن کیاگیاہے صاحب معالی السبطین لکھتے ہیں روایت سے ظاہر ہوتاہے کہ شہداء کے سرمبارک امام سجاد کے ساتھیوں کے ساتھ تھے اور وہ ان کو کربلا لے آئے تھے اورر ان کو ان کے بدن کے ساتھ دفن کیا گیا ہے اور علامہ مجلسی نقل کرتے ہیں کہ ہمارے علماء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ حضرت امام حسین کے سرمقدس کو حضرت کے بدن کے ساتھ ایک جگہ پر دفن کیاگیاہے اور شیعہ علماء کا عمل بھی اسی بنیاد پر استوار ہے تاریخ حبیب السیر میں نقل کرتے ہیں کہ یزید نے شہداء کے سروں کو امام سجاد کے حوالے کیا اور حضرت سجاد بیس صفرکو (چہلم کے دن) کربلاء گئے اور ان درہائے مبارکہ کو کربلاء میں پاک بدنوں کے ساتھ ملحق کیا اور اس کے بعد اہل بیتؑ کربلا سے مدینے کی طرف روانہ ہوئے اس روایت کی بناء پر کہاجاسکتاہے کہ حضرت سجاد کی تینوں حاجتیں قبول ہوئیں۔ جس وقت یزید نے چاہاکہ اھل بیتؑ کو شام سے مدینہ کی طرف روانہ کریں تو اہل بیت کا لوٹاہوامال لے آئے اور ان کی تحویل میں دے دیا پھر اونٹوں کے کجاؤوں کو آراستہ کیاگیا اور ریشمی دستر خوان بچھائے گئے اور ان میں بہت سا مال ڈال دیا اس وقت یزید نے ام کلثوم سے کہا **خُذُوا هٰذِهِ الْاَمْوَالَ عِوَضَ مَااَصَابَكُم** یہ مال ان مصائب کے عوض سے لے لو کہ جو آپ کو پہنچی ہیں۔ یزید چاہتا تھا کہ اس حیلے کے ساتھ شہداء کے پاک خون کی اہمیت کم کرے اور اس دھوکے سے ان کی عزت لوٹا دے۔ حضرت ام کلثومؑ جو علیؑ کی بیٹی تھیں جن کو بیداری اور عقلمندی ورثے میں ملی تھی یزید کی طرف رخ کرکے فرمایا۔
يَايَزِيْدُ مَا اَقَلَّ حَيَائَكَ وَاَصْلَبَ وَجْهَكَ تَقْتُلُ اَخِي وَاَهلِ بَيْتِي وَ تُعْطِيْنِي عِوَضَهُمْ مَالاً وَاللّٰهِ لَاكَانَ ذٰالِكَ ابدا”اے یزید تو کس قدر بے حیا اور سخت چہرہ ہے تو نے میرے بھائی اور میرے خاندان کو قتل کیا اور اس کے بدلے تو چاہتا ہے کہ دنیا کے مال کے ساتھ ہمیں خوش کرے خدا کی قسم ہرگز ایسا کام نہیں ہوگا۔

یزید نے لوگوں کی ایک جماعت کو نعمان بن بشیر کی سرپرستی میں جو رسول خداؐ کا صحابی اور ایک امین اور شریف شخص تھا ان کو اھل بیتؑ کا نگہبان قرار دیا اور انہیں تاکید کے ساتھ ہدایت کی کہ اھل بیتؑ کو مکمل احترام کے ساتھ مدینے پہنچا دیں نعمان بن بشیر نے اہل بیتؑ کو مکمل حفاظت اور احترام کے ساتھ شام سے مدینے کی طرف روانہ کیا۔

حضرت رقیہؑ کی یاد

بعض نے کہا ہے کہ شام سے باہر نکلتے وقت حضرت زینبؑ اور دیگر اہل حرم کو جناب رقیہ یاد آئیں تو جناب زینب نے اس وقت شام کی عورتوں سے جو آپ کی رہبری میں عزاداری کرتی رہی تھیں فرمایا ہم تمہارے درمیان سے جارہے ہیں لیکن ایک چھوٹی بچی تمہارے درمیان چھوڑے جاتے ہیں ہم اس شہر میں مسافر ہیں ہماری آپ سے استدعا ہے کہ آپ ان کی قبرپر جائیں اور ان کو فراموش نہ کریں۔
حضرت زینب اور باقی اہل حرم جب تک شام کی دیواریں نظر آتی رہیں جناب رقیہ کی یاد میں آنسو بہاتے رہے یہ وہ ستم دیدہ بچی ہے جو شام آنے کے موقع پر اہل بیتؑ کی بلبل تھی ہمیشہ اپنے بابا کو یاد کرتی تھی لیکن اب خاموش ہوگئی ہے اور قافلہ کے درمیان میں نہیں ہے۔

از دست من گرفته خرابه رقیه را
من بی رقیه سوی عزیزان نمی روم

حالات کی سنگینی نے مجھ سے رقیہ کو چھین لیا ہے میں رقیہ کے بغیر اپنے عزیزوں کی طرف نہیں جاؤں گی۔

دارم خجالت از پدر تاجدار او
بی طوطی عزیز غزلخان نمی روم

مجھے اس کے والد تاجدار سے شرم آتی ہے۔ میں اس اپنی پیاری بلبل غزل خوان کے بغیر نہیں جاؤں گی۔

همره نباشدم من دلخون رقیه را
بی همسفر رقیه گریان نمی روم

میں اپنے پاس رقیہ غمزدہ کو نہیں پاتی ہوں میں گریہ کرنے والی اپنی ہمسفر رقیہ کے بغیر نہیں جاؤں گی۔

جان داد در خرابه زبس ریخت اشک غم
بادست خالی سوی شهیدان نمی روم

اس نے ویرانے میں وفات پائی اور اس کے بعد میرے اشک غم نکل پڑے میں خالی ہاتھ اپنے شہداء کے پاس نہیں جاؤں گی۔

بادل پرخون وچشم اشکبار ای اهل شام
می روم امروز ازشهر شما ای اہل شام

اے اھل شام میں خون آلود دل اور روتی ہوئی آج تمہارے شہر سے جارہی ہوں اے اھل شام

بی وفائی شما بس آنکه از قتل حسین
دست وپارنگین نمودید ازحنا ای اهل شام

تمہاری بے وفائی قتل حسین تک بہت تھی مگر تم نے اپنے ظلم سے ہمارے ہاتھ وپاؤں رنگین کردیے اے اھل شام

فرق ما مجروح شد اندر لب بازار ها
بس زدید از کین به ماسنگ جفا ای اهل شام

ہمارے سر زخمی ہوگئے بھرے بازار میں تم نے ہمیں بغض کی وجہ سے ظلم کے پتھر مارے اے اھل شام

می روم اکنون به چشم اشگبار اما بود
یک وصیت آور ید اورا بجا ای اهل شام

میں تمہارے شہر سے روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ جا رہی ہوں مگر میری ایک وصیت ہے
اسے بجالانا اے اھل شام

برسرقبر رقیه کو در اینجا شد غریب
گاه بگذار ید شمعی از وفا ای اهل شام

رقیہ کی قبر پر کہ وہ تمہارے شہر میں غریب و تنہا رہ گئی ہے کبھی کبھار شمع جلا دینا اسی کی وفا کی وجہ سے اے اھل شام

حسینی قافلہ ہزاروں رنج اور غم کے ساتھ شام سے باہر نکلا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا حالانکہ مصائب کے سنگین بوجھ نے ان کی کمر کو خم کردیا تھا۔

قافلہ اھل بیتؑ شہداء کی قبروں کے نزدیک

قافلہ شام کے باہر جب ایسی جگہ پر پہنچا جہاں دوراہا تھا اور ایک راستہ کربلاء کی طرف اور دوسرا مدینے کی طرف نکلتا تھا تو اھل بیتؑ نے راہنما سے کہا کہ ہمیں کربلاء کے راستے سے لے چلیں۔
تاکہ وہاں پر شہداء کی قبور کی زیارت کے بعد مدینہ چلے جائیں۔

شیمم جان فزای کوی بابم
مرا اندر مشام جان بر آمد

میرے بابا کے کوچے کی جان فزا خوشبو آرہی ہے کہ میرے مشام میں تازگی آگئی ہے۔

گمانم کربلا شدعمه نزدیک
که بوی مشک ناب و عنبر آمد

پھوپھی جان مجھے محسوس ہورہا ہے کہ کربلاء نزدیک ہے کہ مجھے خالص کستوری کی خوشبو آرہی ہے۔

بگوشم عمه از گهواره گور
درایں صحراء صدای اصغر آمد

اے پھوپھی میرے کانوں پہ قبر کے گہوارے سے اس صحرا میں اصغر کی آواز آرہی ہے۔

مهار ناقه را یکدم نگهدار
که استقبال لیلا اکبر آمد

ناقہ کی مہار کو فوراً روکو کہ لیلی کے استقبال کو اکبر آیا ہے۔

مران ای ساربان که یکدم که دا ماد
سرراه عروس مضطر آمد

حسین را ای صبا برگو که از شام
بکویت زینب غم پرور آمد

اے صباء حسین سے کہو کہ شام سے غمزدہ زینب آئی ہے۔

جس وقت اھل بیتؑ کربلاء میں داخل ہوئے اور قتل گاہ کی طرف روانہ ہوئے تو دیکھا کہ جابر بن عبداللہ انصاری' اور بنی ہاشم کی ایک جماعت اور چند آل رسولؐ امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لیے آئے ہوئے تھے پس سب اس سرزمین پر اکٹھے ہوگئے گریہ اور عزاداری کرتے رہے وہاں کے اطراف میں جو عورتیں تھیں وہ بھی جمع ہوگئیں اور ایک قول کے مطابق سب تین روز تک اسی طریقے پر عزاداری کرتے رہے۔

کتاب دمعتہ الساکبہ میں مذکور ہے کہ کربلاء میں حضرت زینبؑ نے بہت زیادہ مصیبت کہ وجہ سے اپنے گریبان کو چاک کیا اور دل سوز آواز کے ساتھ فرمایا

وَا اَخَاهُ وَاحُسَيْنَاهُ وَاحَبِيبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنَ مَكَّةَ وَمِنٰى وَابْنَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَا ابْنَ عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى

ہائے برادرم حسین ہائے پیغمبر خدا کے دل کے محبوب اے مکہ اور منیٰ کے فرزند' اے فاطمتہ الزہراؑ اور علی مرتضیٰ کے فرزند یہ کہا اور قبر کے نزدیک زمین پر بے ہوش ہوکر گر پڑیں

عورتیں اکٹھی ہوگئیں جناب زینبؑ کے منہ پر پانی چھڑ کا یہاں تک کہ آپ ہوش میں آئیں اور اہل حرم میں سے

ایک اور مستور بھی شدت غم کی وجہ سے غش کھا گئی اور وہ امام حسینؑ کی بیٹی فاطمہ، حسن مثنیٰ کی اہلیہ تھیں۔

ایک قول کی بنا پر امام حسین کی باوفا زوجہ ام رباب ایک سال امام حسینؑ کی قبر پر رہیں اور مسلسل شب و روز امام حسینؑ کے مصائب پر گریہ کرتی رہتیں تھیں یہاں تکہ کہ سائے میں بھی نہیں بیٹھتی تھیں اور سورج کی تمازت میں سارا سارا دن گزارتی تھیں۔ گریہ کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرا شوہر سورج کی گرمی میں شہید کیا گیا مقتل ابو مخنف میں مذکور ہے کہ جس وقت اہل بیتؑ کربلاء میں داخل ہوئے تو ان کا غم تازہ ہوگیا انہوں نے اپنے گریبانوں کو چاک کیا اور اپنے بالوں کو کھول دیا اور اپنے پوشیدہ غموں کو آشکار کیا چند روز قبروں پر عزاداری کرتے رہے انہوں نے اپنے غم کا اظہار اس طرح کیا کہ جیسے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔

فَقَدْنَا هٰهُنَا قَمَراً مُضِيًّا
بِنُورِ هُدَاهُ يُهْدَى التَّائِهِينَا

فَقَدْنَا هٰهُنَا رُوحًا وَرَوْحًا
وَرَيْحَانًا وَزَيْتُونًا وَطِينَا

هُنَا ذُبِحَ الْحُسَيْنُ بِسَيْفِ شِمْرٍ
هُنَا قَدْ تَرَّبُوا مِنْهُ الْجَبِينَا

هُنَا الْعَبَّاسَ فِي يَوْمٍ عَبُوسٍ
حِيَالَ الْمَاءِ قَدَامَسَى رَهِينَا

هُنَا ذَبَحُوا الرَّضِيعَ بِسَهْمِ حِقْدٍ
فَمَا رَحِمُوا الصِّغَارَ الْمُرْضَعِينَا

هُنَا صُبِغَتْ نَوَاصِينَا دِمَاءً
بِذَبْحِ بَنِي أَمِيرِالْمُؤْمِنِينَا

هُنَا شَالَتْ رُؤُوسُ بَنِي عَلِيٍّ
رُؤُوسَ بَنِي عَقِيلِ الْعَاقِلِينَا

هُنَا مَزَّقُوا الْخِيَامَ وَحَرَّقُوهَا
وَقُسِّمَ فَيُئُنَا فِي الْخَائِنِينَا

هُنَا قَدْ طَيَّرَتْ أَسْيَافُ جَوْرٍ
أَكُفَّ الْقَانِتِينَ الْمُعْتَقِينَا

یعنی یہی جگہ تھی کہ ہم نے چمکتا ہوا چاند (امام حسین علیہ السلام) اپنے ہاتھ سے دیا کہ گمراہ لوگ جس کے وجود کے نور سے ہدایت پاتے ہیں اور تاریکیاں روشن ہوجاتی ہیں یہی جگہ تھی کہ جہاں دل کے نسیم جان کو مفقود پایا کہ

وہ سرسبز خوشبو دار پتے تھے۔ (زیتون اور انجیر کا ذکر قرآن میں موجود ہے)

اسی جگہ پر امام حسینؑ کا سر مبارک جدا کیا گیا اور یہی جگہ ہے کہ ان کی پیشانی کو زمین کی مٹی پر رکھا گیا یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت عباسؑ سخت تپتی دوپہر میں روز عاشور فرات کے کنارے شہید ہوئے اور دشمنوں نے انہیں خیموں تک بچوں اور خواتین کے لیے پانی لانے کے قابل نہ چھوڑا۔

یہ وہی جگہ ہے جس کو امیرالمومنین حضرت علیؑ کے فرزندوں نے اپنے خون سے رنگین کیا یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں حضرت علیؑ اور جناب عقیل کی اولاد کے سروں کو نیزوں پر بلند کیا گیا یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں خیموں کو چاک کیا گیا اور آگ لگا دی گئی اور ہمارے اموال کو خائنین کے درمیان تقسیم کیا گیا۔

یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں ظلم اور ستم کی تلواروں سے شانوں کو جدا کردیا گیا اور وہ بہشت کی طرف پرواز کرگئے۔

چونکہ وہ ہاتھ خدا کے سامنے جھکے ہوئے تھے اور محتاجوں کی مدد کرتے تھے اور خدا کی رہ میں خرچ کرتے تھے۔

فریاد که بی مونس و غم خوار بماندیم
رفتند عزیزان وزغم زار بماندیم

افسوس کہ ہم مونس و غم خوار کے بغیر رہ گئے ہمارے عزیز چلے گئے اور ہم غم سے نڈھال ہیں۔

آزاد شدند از غم این دامگه وما
درمهلکه فتنه گرفتار بماندیم

وہ آزاد ہوگئے ہیں شکار گاہ کے غم سے اور ہم اس ہلاک کردینے والی آزمائش میں گرفتار ہیں۔

درخاک بخفتند و رخ از ما بنهفتند
افسوس که درحسرت دیدار بماندیم

وہ خاک میں سوگئے اور ہم سے اپنا منہ چھپالیا افسوس کہ حسرت دیدار پوری نہ ہوئی۔

پس از تو جان برادر چه رنجها که کشیدم
چوشهر هاکه نگشتم چوکوچه هاکه ندیدم

تیرے بعد اے بھائی کون کون سے دکھ میں نے نہ دیکھے کون سا شہر رہ گیا جو نہ پھرائی گئی میں اور کونسا کوچہ رہ گیا جو نہ دیکھا میں نے

به سنخت جانی خودایں قدر نبود گمانم
که بی تو زنده به دشت بلابه شام رسیدم

مجھے گمان بھی نہ تھا کہ میں اس قدر سخت مصائب برداشت کرسکوں گی کہ میں تیرے بغیر زندہ مصائب و بلا جھیلتی ہوئی شام تک گئی۔

چو ماه چارده دیدم سرتو رابه سرنی

هلال وار زبار مصیبت تو خمیدم

جب چودہویں کے چاند سے تیرے چہرے کو نیزے پہ دیکھتی تو میں تیری مصیبت کے بوجھ سے پہلی کے چاند کی طرح خمیدہ ہوجاتی۔

زدم به چوبه محمل به سر آں زمان که سرنی

به نوک نیزه خولی سرچو ماه تو دیدم

میں محمل کی چوکھٹ پہ اپنے سرکو مارتی ہوں کہ جس وقت خولی کے نوک نیزہ پہ تیرے چاند سے سر کو دیکھتی ہوں

زتازیانه وکعب سنان و نیزه دشمن

دگر ززندگی خویش گشت قطع امیدم

دشمنوں کے نیزے و تازیانے و برچھیوں کو دیکھ کر میں اپنی زندگی سے ناامید ہوگئی ہوں

میاں کوچه و بازار شام پای برهنه

سراز خجالت نامحرمان به جیب کشیدم

میں نے شام کے کوچہ و بازار میں ننگے سراور ننگے پاؤں نامحرموں سے شرم کی وجہ سے اپنا سرجھکا لیا۔

شدم چو وارد بزم یزید بازوی بسته

هزار مرتبه مرگ خودر از خدا طلبیدم

جب میں یزید کے دربار میں بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ وارد ہوئی تو میں نے ہزار مرتبہ خدا سے اپنی موت کی دعا مانگی۔

هنوز برکف پایم نشان آبله پیدا است

به راه شام زبس از جفا پیاده دو یدم

اب تک میرے پاؤں پہ آبلوں کے نشان باقی ہیں کہ میں شام کے راستوں پر ان کے ظلم سے ننگے پاؤں دوڑتی رہی ہوں۔

ولی به ایں همه غم شاد از آنم ای شه خوبان

که نقد جان به جهان دا دم و غم تو خریدم

لیکن ان تمام غموں کے باوجود میں خوش ہوں اے نیک لوگوں کے سردار کہ میں نے نقد جان دیکر تیرے غم خرید لیے ہیں۔

چہلم کے واقعات

جابر اور عطیہ امام حسینؑ کی قبر کے پاس

عطیہ عوفی کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ انصاری کے ساتھ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لئے گیا جس وقت ہم کربلاء پہنچے تو جابر دریائے فرات کے کنارے گئے اور غسل کیا ایک کپڑا لے کر کمر کو باندھا اور دوسرے کپڑے کو کندھے پر ڈالا اس کے بعد ایک تھیلا کھولا اور اس سے ایک بوٹی (گھاس) نکالی کہ جس کی جڑ سے خوشبو آتی تھی اس کو اپنے بدن پر لگایا اوراس کے بعد قبر مطہر کی طرف روانہ ہوئے قدم اٹھاتے ہوئے خدا کے ذکر میں مشغول تھے یہاں تک کہ قبور کے نزدیک پہنچے اس کے بعد مجھ سے کہا مجھے امام حسینؑ کی قبر پر لے جاؤ تاکہ میرا ہاتھ قبر تک پہنچے چونکہ اس وقت جابر نابینا تھے اور بوڑھے تھے تقریباً" ان کی عمر 75 سال تھی۔
میں نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر قبر تک پہنچایا جب ان کے ہاتھ سے قبر مس ہوئی تو شدت غم سے بے ہوش ہوگئے اور قبر پر گرگئے میں نے ان کے منہ پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ ہوش میں آگئے اور تین مرتبہ فرمایا یَاحُسَیْنُ یَا حُسَیْنُ یَا حُسَیْنُ
اس کے بعد کہا

اَحَبِیبٌ لَا یُجِیبُ حَبِیبَهُ

کیا دوست اپنے دوست کو جواب نہیں دیتا ہے اس کے بعد کہا آپ کس طرح جواب دیں گے آپ کے تو گلوئے مبارک کا خون بہہ چکا ہے اور شانے پر بہہ چکا ہے سر اور بدن کے درمیان جدائی واقع ہوگئی ہے جابر کا مطلب اس کلام سے مصیبت کا بیان ہے ورنہ وہ امام کے مقام کی معرفت رکھتے تھے چنانچہ جابر کی زیارت کے کلمات اسی مطلب کو بیان کرتے ہیں اس کے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سیدالانبیاء کے فرزند مومنین کے سردار پرہیزگاروں کے مقتدی ' ھادی اور رہبر کے فرزند اصحاب کساء کے پانچویں فرد ہیں اور تمام عورتوں کی سردار کے فرزند ہیں سیدالمرسلین کے ہاتھ سے آپ کی پرورش ہوئی اور پاک و پاکیزہ زندگی گزاری اور ایمان کے دامن میں پل کر بڑے ہوئے اسلام کے ساتھ اپنی ابتدا کی پاک طریقے سے زندگی گزاری اور احسن طریقے سے رخت سفر باندھا لیکن آپ کی جدائی سے مومنین کے دل ملول ہوئے اور انہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپ زندہ ہیں خدا کا سلام اور خوشنودی آپ پر ہو۔ پھر زیارت کے کلمات کو آخر تک پڑھا اس کے بعد کہا خدا کی قسم ہم تمہارے ساتھ شریک تھے اس چیز میں کہ جس میں آپ داخل ہوئے عطیہ کہتا ہے کہ میں نے جابر سے پوچھا ہم کس طرح شہداء کے ثواب میں شریک ہیں حالانکہ ہم نے نہ جہاد کیا اور نہ ہمارے بدن مجروح ہوئے؟
جابر نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو بھی کسی قوم کے کام کو دوست رکھے اس کام میں اس قوم کے ساتھ شریک ہوگا خدا کی قسم میری نیت اور میرے اصحاب کی نیت وہی ہے کہ جو امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کی تھی۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ جابر بڑھاپے اور بینائی نہ

ہونے کی وجہ سے جنگ میں شریک ہونے سے معذور تھے لیکن امام حسینؑ کے قیام کو قبول کیا اور اس مطلب کو شرکت در ہدف کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ اس مطلب کو نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 12 میں واضح کیا گیا ہے۔

عطیہ کہتا ہے زیارت کے بعد جابر نے کہا مجھے اپنے گھر لے چلو (کہ جو کوفہ میں ہے) ہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت فرمایا اے عطیہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں مجھے گمان نہیں ہے کہ پھر دوبارہ تمہارے ساتھ ملاقات ہو چونکہ جابر مدینہ میں رہتے تھے اور عطیہ کوفہ میں اے عطیہ محمدؐ کے دوستوں کو دوست رکھو کہ جو دوستی کے سزاوار ہیں اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھو کہ وہ دشمنی کے سزاوار ہیں اگرچہ بہت بڑے روزہ دار ہوں اور اس خاندانؑ کے دوستداروں کے ساتھ زیادہ مہربان رہو اگرچہ ان کا ایک پاؤں بہت زیادہ گناہوں میں لغزش کھائے اور دوسرا پاؤں خاندان نبوت کی محبت کے ساتھ استوار ہو چونکہ ان کے دوستوں کا انجام بہشت اور دشمنوں کا انجام جنہم ہے بعض تواریخ میں جابر اور عطیہ کا امام حسین کی زیارت کے بارے میں اس طرح ذکر ہوا ہے۔

عطیہ کہتا ہے جس وقت میں جابر کو امام حسینؑ کی قبر کے پاس لے آیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کو قبر پر رکھا اور بہت زیادہ غم اور رونے کی وجہ سے بیہوش ہوگئے اور تین مرتبہ بلند آواز میں کہا یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ اس کے بعد کمال خضوع کے ساتھ زیارت پڑھنے لگے۔

اس وقت میں نے دیکھا کہ شام کی سڑک سے ایک سیاہی نظر آتی ہے میں نے اس واقعہ کو جابر کے سامنے بیان کیا تو جابر نے اپنے غلام سے کہا کہ اس سیاہی کی طرف جاؤ اور دیکھو کہ وہ افراد جو آرہے ہیں عمرسعد کی فوج ہے یا کوئی تصدیق کرکے اس کی مجھے اطلاع دو تاکہ ان کا دفاع کریں اور ان کی طرف سے ہمیں کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اگر امام سجادؑ اور ان کے اہل بیتؑ ہیں اور تم مجھے یہ خوشخبری سناؤ تو میں اس کے بدلے میں تمہیں آزاد کردوں گا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جابر کے ساتھ دو آدمی تھے ایک عطیہ دوسرا ان کا غلام غلام جلدی سے اس سیاہی کی طرف گیا جب وہاں پہنچا تو اہل بیتؑ کے قافلے کو دیکھا اور جلدی سے جابر کے پاس آیا اور اہل بیتؑ کے آنے کی نوید دی جابر سر اور پاؤں برہنہ اہل بیتؑ کے استقبال کے لیے تشریف لے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو ان کا غم تازہ ہوگیا اور امام سجادؑ نے جابر سے فرمایا **يَا جَابِرُ هٰهُنَا وَاللّٰهِ قُتِلَتْ رِجَالُنَا وَذُبِحَتْ اَطْفَالُنَا وَسُبِيَتْ نِسَائُنَا وَحُرِّقَتْ خِيَامُنَا**

اے جابر خدا کی قسم اسی جگہ ہمارے بزرگوں کو شہید کیا گیا اور ہمارے نوجوانوں کے سر جدا کیے گئے اور ہماری عورتوں کو قیدی بنایا گیا اور ہمارے خیموں کو آگ لگائی گئی۔

جابر اور عطیہ کون ہیں

جابر خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے مدینے میں ہجرت سے پندرہ سال پہلے ان کی ولادت ہوئی ان کے والد عبداللہ انصاری - جنگ احد میں شہید ہوئے۔ جابر اور ان کے والد سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور پیغمبر اسلامؐ کے مدینے میں آنے سے پیشتر ہی اسلام لاچکے تھے۔ جابر ہمیشہ پیغمبر اسلامؐ کا ساتھ دیتے تھے پیغمبر اسلام کے زمانے میں بھی اسلامی جنگوں میں سے اکثر جنگیں لڑیں اور جنگ بدر میں بھی شرکت کی رسول خداؐ کے بعد ہمیشہ حضرت علیؑ اور اہل بیتؑ نبوت کے ساتھ وابستہ رہے اس طریقے پر گویا ان کی زندگی اہل بیتؑ کی زندگی کے ساتھ جڑی ہوئی تھی یہ تشیع اور اسلام کے مبلغ اور محدث تھے۔ اس کے لیے انہوں نے بہت زیادہ کوشش کی یہ امام حسینؑ کے سب سے پہلے زائر تھے حجاج بن یوسف ثقفی نے جو بنی امیہ کا خونخوار تھا اس نے ان کے بدن کو حضرت علیؑ اور آل علیؑ کی محبت میں آگ سے داغا انہوں نے 94 یا 95 یا 96 سال زندگی پائی اور آخر 74 یا 77 یا 78 ہجری کو مدینہ میں اس دنیا سے کوچ کیا ان کی قبر شریف مدینہ میں جنت البقیع میں ہے علامہ مامقانی تحقیقات کے بعد لکھتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ امام محمد باقرؑ کی شہادت کو جابر نے درک کیا ہو کہ جو 116 یا 117 ہجری کو واقع ہوئی

عطیہ عوفی جابر کے برجستہ شاگردوں میں سے تھے ہمدان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جو بزرگ محدثین اور تابعین سے تھے۔ حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں کوفہ میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد کا نام سعد بن جنادہ تھا عطیہ اہل علم اور اہل بیتؑ کے دوستداروں میں سے تھے اس دوران کچھ مدت کے لیے ایران بھی آئے فارس کے حاکم نے حجاج بن یوسف ثقفی کے حکم سے اس کو اہل بیتؑ کی محبت کے جرم میں گرفتار کیا اور چار سو تازیانے لگائے اور سر کے بال منڈوا دیئے خود جابر اور کئی دوسرے مؤرخین کی روایات سے بھی منقول ہے کہ وہ جابر کے ساتھ رہے۔ حضرت امام حسینؑ کی زیارت ان کے اخلاص اور شہامت کی دلیل ہے اس کے علاوہ یہ کہ ان دنوں وہ کوفہ میں جابر کے میزبان تھے۔

روایات اور علماء کے اقوال کی تحقیق کے بعد جابر کی زیارت کا دن سال مہینہ کہ جب جابر نے امام حسینؑ کی مرقد کی زیارت کی ہے اس میں پانچ قول پائے جاتے ہیں۔

1- امام سجاد اور ان کے ساتھی چہلم کے دن 20 صفر 21 ہجری کو شام سے کربلاء آئے تھے اور اسی روز جابر اور ان کے ساتھیوں نے امام سجاد اور ان کے ساتھیوں سے امام حسین کی قبر کے نزدیک ملاقات کی تھی۔

2- یہ کہ دوسرے سال 20 صفر چہلم کے دن زیارت قبر امام حسینؑ کی تھی

3- اگلے سال یعنی 62 ہجری کو زیارت کی تھی۔

4- جابر اور ان کے ساتھیوں کو پہلے چہلم میں 20 صفر 61 ہجری کو امام حسینؑ کی قبر کی زیارت نصیب ہوئی لیکن اہل بیتؑ کی ملاقات جابر کے ساتھ چند دنوں کے بعد ہوئی ہے چونکہ جابر کئی مرتبہ زیارت کے لیے آتے تھے۔

5- اھل بیتؑ کوفہ سے نکلنے کے بعد شام کی طرف عازم سفر ہوئے پہلے کربلاء آئے کہ اس دن چہلم تھا اسی روز جابر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ملاقات ہوئی اور اس کے بعد شام چلے گئے۔

امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب

یہاں پر اس نکتہ کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ امام حسینؑ کی زیارت کے ثواب کے بارے میں بہت سی روایات ہم تک پہنچ چکی ہیں یہاں تک کہ پیغمبر اسلام نے اس بارے میں بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔

کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا **يَا جَابِرُ زُرْ قَبْرَ الْحُسَيْنِ فَإِنَّ زِيَارَتَهُ تَعْدِلُ مِائَةَ حَجَّةٍ وَإِنَّ قَبْرَ الْحُسَيْنِ تُرْعَةٌ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ كَرْبَلَاءَ أَرْضُ الْجَنَّةِ** اے جابر امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرنا چونکہ امام حسینؑ کی قبر کا ثواب سو مستحب حج کے برابر ہے یقیناً" امام حسینؑ کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ یا بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے کربلاء کی سرزمین بہشت کی سرزمین ہے

شہداء کی قبروں سے وداع کرنے کا واقعہ

حسینی قافلہ کے مدینے سے کربلاء پھر کربلا سے کوفہ پھر کوفے سے شام پھر شام سے دوبارہ کربلا پھر کربلا سے واپس مدینہ جاتے ہوئے چار اقسام کے وداع ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طریقے سے جانسوز اور دلخراش ہے۔

1- امام حسین اور ان کے ساتھیوں کا رسول خدا کی قبر سے وداع کرنا اور جناب زہراء کی قبر کے زیارت کرنا مدینے میں حرم رسول خدا سے بنی ہاشم کے جوانوں اور سرداروں کا وداع کرنا کہ جو شہادت کے لیے سفر کر رہے ہیں یہ دوبارہ مدینے واپس نہیں لوٹیں گے یہی وداع ان جوانوں کے لیے دلسوز اور جان سوز تھا بلکہ اھل مدینہ کے لیے بلکہ مدینے کے در و دیوار کے لیے بھی جانسوز تھا۔

بگذار تا بگرییم چون ابر در بہاران
کز سنگ نالہ خیزد روز وداع یاران

ہمیں موسم بہار کے بادل کی طرح رونے دیجئے کہ دوستوں کی جدائی میں تو پتھروں کے بھی آنسو پھوٹ پڑتے ہیں۔

2- عاشور کے دن امام حسینؑ کا اپنی بہنوں سے وداع کرنا

3- گیارہویں محرم کو اہل حرم اور بچوں کا بے سر شہداء کی لاشوں کو وداع کرنا

4- حضرت زینب اور امام سجاد کا وداع کرنا

کہ اسیران شام چہلم کے دن کربلاء میں آئے۔ پھر تین دن عزاداری کے بعد چاہا کہ شہداء کی قبور کو وداع کریں اور مدینہ کی طرف روانہ ہوجائیں۔ یہ وداع بھی سخت تھا خصوصاً" اس جہت سے کہ بعض خواتین کے شوہر شہید ہوئے تھے اور بچے بغیر باپ کے ایک سنگین مصیبت کے ساتھ اور اپنے ہم سفر کو کربلاء میں چھوڑ کر مدینے جارہے ہیں اور کس منہ سے کس زبان سے بغیر عباسؑ بغیر علی اکبر کے ... مدینہ کی طرف لوٹ رہے ہیں

از سفر ہر کہ رود سوی وطن دلشاد است
غیر ازاین قافلہ کز دیدہ روان خون دل است

ہر سفر کہ جس سے لوٹنے والے اپنے وطن کو لوٹتے ہیں خوش ہوتے ہیں سوائے اس قافلہ والوں کے کہ جن کی آنکھوں سے دل کا خون رواں ہے

ساربانا تو مران اشترما بیوہ زنان
کہ زن بی سروساماں زمردم خجل است

اے ساربان تو ہم بیوہ عورتوں کے اونٹوں کو تیز نہ چلا اس لیے کہ بے سروسامان بی بی لوگوں سے شرمندہ ہے

زجز ناقہ مکن این رہ نتوان پیمودن
زاشک ماغمزدگان تاقدم ناقہ گل است

اونٹ کو مت ڈانٹو کہ یہ سفر طے ہونے والا نہیں ہم غمزدوں کے اشکوں سے اونٹوں کے قدموں کے نیچے کی مٹی گیلی ہوگئی ہے۔

گلشن ما چوخزان گشت وگلشن شدپامال
اشک ما بررخ و دل تاصف محشرکسل است

ہمارا چمن خزاں زدہ اور پامال ہوگیا ہے اور قیامت تک ہمارے چہرے پہ آنسو اور غم رہے گا۔

حضرت سکینہ کا مرثیہ

امام سجاد نے فرمایا کہ سفر کے وسائل کو جمع کرو تاکہ کربلاء سے مدینہ کی طرف روانہ ہوجائیں تو اونٹ اور محمل تیار ہوگئے اس دوران جناب سکینہ رونے لگیں اور اہل حرم کو اپنے پدر بزرگوار کی قبر کو وداع کرنے کے لیے بلایا۔

اہل حرم نے قبر کے اطراف میں حلقہ ڈالا جناب سکینہ نے اپنے پدر کی قبر کو سینے سے لگایا اور **وَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيداً وَحَنَّتْ وَأَنَّتْ وَأَنْشَأَتْ تَقُولُ** سکینہ بہت زیادہ روئیں نالہ و فریاد بلند کیا اور اس طرح مرثیہ پڑھا۔

اَلَاَیَا کَرْبَلَاءِ نُودِعُکَ جِسْمًا"
بِلَاکَفَنٍ وَلَاغُسْلٍ دُفِینا"
اَلَاَیَا کَرْبَلا نُودِعُکَ رُوْحًا
لِاَحْمَدَوَالْوَصِیِّ مَعَ الْاَمِینا

آگاہ ہو اے کربلاء کہ تیرے سپرد کرتے ہیں ہم اس جسم کو کہ جو بغیر غسل اور کفن کے اس مکان میں دفن ہوا ہے آگاہ ہو اے کربلاء کہ ہم احمد اور وصی احمد کی روح کو تیرے سپرد کرکے اپنے سجاد کے ساتھ جارہے ہیں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کربلاء میں تین دن رہنے کے بعد امام سجادؑ نے دیکھا کہ مدینے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ چونکہ امام نے اپنی پھوپھیوں بچوں اور دیگر اہل حرم کو دیکھا کہ شب و روز گریہ کرتے ہیں ایک قبر سے دوسری قبر کی طرف جاتے ہیں اور ایسی حالت برداشت کے قابل نہیں تھی۔

اھل بیتؑ کے مدینہ میں داخل ہونے کے مصائب

جناب ام کلثوم کا مرثیہ

قافلہ مدینہ کی طرف جارہا تھا جس قدر بھی قافلہ مدینہ کے نزدیک ہوتا جاتا تھا اھل قافلہ خوشحال ہونے کی بجائے غمگین ہوتے جاتے تھے۔ چونکہ مدینے سے جاتے وقت امام حسینؑ کے رشتہ دار اور مددگار موجود تھے لیکن اب مردوں میں سے امام سجاد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں بچا تھا جس وقت حضرت ام کلثوم نے مدینے کے در و دیوار کو دیکھا تو رونے لگیں اور اس طرح مرثیہ پڑھا

مَدِیْنَۃُ جَدِّنَا لَاتَقْبَلِیْنَا
فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
اَلَاَفَاَخْبِرْ رَسُولَ اللّٰہِ عَنَّا
بِاَنَّا قَدفُجِعْنَا فِی اَبِیْنَا
خَرَجْنَا مِنْکِ بِالْاَھْلِیْنَ جَمْعًا
رَجَعْنَا لَارِجَالَ وَ لَاَبَنِیْنَا
اَلَا یَاجَدَّنَا قَتَلُوا حُسَیْنًا
وَلَمْ یَرْعَوا جَنَابَ اللّٰہِ فِینا
الایا جدنا بلغت عدانا

مِنَّا مَاوَاشْتَفٰی الْاَعْدَاءُ فِینَا
لَقَدْ هَتَکُو النِّسَاءَ وَ حَمَّلُوهَا
عَلَی الْاَقْتَابِ قَهْرًا اَجْمَعِیْنَا

اے ہمارے جد کے مدینہ ہمیں قبول نہ کر چونکہ ہم حسرت رنج اور غموں کے ساتھ واپس لوٹ رہے ہیں اے مدینہ ہماری طرف سے رسول خدا کو خبردے کہ ہم اپنے مربی کی شہادت سے غمگین ہوگئے ہیں اے مدینہ جب ہم تمہارے یہاں سے نکلے ہمارے رشتہ دار ہمارے ساتھ تھے اب جب کہ ہم لوٹے ہیں تو مرد اور بچے ہمارے ساتھ نہیں ہیں آگاہ ہو! اے جد بزرگوار ہمارے دشمن اپنی آرزو کو پہنچے ان کے!دل ہمارے مصائب کو دیکھ کر خوش حال ہوگئے۔ انہوں نے عورتوں کے حریم کی توہین کی اور اس دن سب کو مجبور کرکے بغیر کجاوہ کے اونٹوں پر سوار کیا

مدینہ والوں کے نام بشیر کا پیغام

جس وقت امام سجادؑ ساتھیوں کے ساتھ مدینہ کے نزدیک پہنچے امام سجادؑ محمل سے نیچے اترے اور بوجھ کو کھول دیا اور ایک خیمہ لگایا عورتوں کو اتارا گیا اور بشیر بن جذلم سے فرمایا خدا تمہارے باپ پر رحمت کرے وہ شاعر تھا کیا تم بھی شاعری کرسکتے ہو بشیر نے عرض کیا ہاں اے فرزند رسول خداؑ میں بھی شاعر ہوں حضرت نے اس سے فرمایا تم سب سے پہلے مدینہ شہر میں چلے جاؤ اور حضرت ابوعبداللہ الحسین کی شہادت کا اعلان کرو بشیر کہتا ہے میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مدینہ کی طرف دوڑ پڑا جب پیغمبر کی مسجد کے پاس پہنچا بلند آواز سے رویا اور اس مضمون کے شعر پڑھے۔

یَا اَهْلَ یَثْرِبَ لَامُقَامَ لَکُمْ بِهَا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ فَاَدْمُعِی مِدْرَارُ
اَلْجِسْمُ مِنْهُ بِکَرْبَلاءِ مُضَرَّجٌ
وَالرَّاْسُ مِنْهُ عَلَی الْقَنَاةِ یُدَارُ

اے مدینے والو اب مدینہ رہنے کی جگہ نہیں رہا اس دیار سے رخت سفر باندھو چونکہ حسینؑ شہید ہوچکے اس لیے میری آنکھوں سے آنسو کا سیلاب جاری ہے ان کا بدن مبارک کربلاء میں خاک اور خون کے درمیان پڑھا ہوا ہے اور ان کے سر مقدس کو نیزوں پر بلند کرکے شہروں میں پھرایا گیا ہے اس کے بعد میں نے بلند آواز سے کہا اے لوگو آج علی بن الحسینؑ اپنی پھوپھیوں اور اپنی بہنوں کے ساتھ تمہارے قریب آگئے ہیں اور مدینے کے عقب میں اترے ہوئے ہیں اور میں ان کا پیغام رساں ہوں میں اس لیے آیا ہوں تاکہ میں ان کے قیام گاہ کی نشان دہی

کروں۔

جس وقت بشیر نے یہ اعلان کیا تو مدینہ کے لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت مدینے سے باہر اہل بیتؑ کے استقبال کے لیے آئے بشیر کہتا ہے کہ کوئی باحجاب اور پردہ نشین عورت باقی نہ رہی مگر یہ کہ وہ پردے سے باہر آئیں اور اپنے بالوں کو کھول دیا اور اپنے منہ کو ناخن سے نوچتی تھیں اور اپنے منہ کو پیٹتی تھیں اور بلند آواز سے کہتی تھیں۔ **وا محمداہ واحسیناہ** ہر طرف سے یہ آواز بلند کرتی تھیں۔

فَلَمْ اَرَبَاکِیًا اَکْثَرُ مِن ذَالِکَ الیَوْمِ
وَلَایَوْمًا اَمَرّ عَلَی المُسْلِمِیْنَ مِنْہُ

مجھے اپنی تمام عمر میں یاد نہیں ہے کہ اس دن سے زیادہ مسلمانوں نے گریہ کیا ہو اور اس روز سے زیادہ تلخ دن مسلمانوں کے لیے میری نظر میں نہیں گزرا ایک کنیز میرے پاس آئی اور جان سوز اشعار کو پڑھا اور مجھ سے کہا تو نے ہمارے غم کو امام حسینؑ کے بارے میں تازہ کردیا اور ہمارے زخموں کو خراش دیا تو کون ہے میں نے کہا میں بشیر بن جذلم ہوں میرے مولا علی بن الحسینؑ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے اور وہ اپنے اہل بیتؑ کے ساتھ فلاں مقام پر ہیں۔ بشیر نے کہا کہ لوگ اتنی جلدی امام سجادؑ کی طرف روانہ ہوئے کہ میں مدینے میں تنہارہ گیا میں نے گھوڑے کو تیز کرنے کے لیے ایڑھ لگائی اور ان کی طرف واپس ہوا میں نے دیکھا کہ تمام راہوں کو پیدل چلنے والوں نے گھیر رکھا تھا میں گھوڑے سے اتر کر پیدل چلنے لگا اور لوگوں کے کندھوں کے سہارے اپنے آپ کو اس خیمے میں پہنچایا کہ جس میں امام سجاد تھے۔

صدا درسینه هاساکت که اینک یار می آید
زراه شام و کوفه عابد بیمار می آید

آواز سینوں میں خاموش ہے کہ کہیں سے کوئی مدد آئے اور کوفہ و شام کے رستے سے عابد بیمار آئے۔

غبار راه بس بنشسته بررخسار چون ماهش
به چشم آئینه ایزد نمائی تارمی آید

اس کے چاند جیسے چہرے پر راستے کا غبار جم گیا ہے اور آئینہ مظہر خدا کی آنکھ میں بال آگیا ہے۔ (یعنی ٹوٹ گیا ہے)

الا ای دردمندان مدینه با دو صد حسرت
طبیب درد مندان بادل تبدلر می آید

صد افسوس کہ اے مدینے کے درد مندو کہ درد مندوں کا طبیب خود بیمار ہو کے آیا ہے۔

الا ای بانوان اهل یثرب پیشواز آئید
که زینب بی برادر بادل غمبار می آید

اے یثرب کی عورتو! استقبال کے لیے آگے بڑھو کہ زینب بغیر بھائی کے دل غمگین کے ساتھ آئی ہے

بیا ام البنین بادیده گریان تماشاکن
که اردوی حسینی بی سپه سالار می آید

اے ام البنین آؤ اور اشکبار آنکھوں سے دیکھو کہ لشکر حسینی سپاہ سالار کے بغیر آیا ہے۔

جناب ام البنین کی ملاقات جناب زینب کے ساتھ

منقول ہے کہ جس وقت اھل بیتؑ مدینہ میں داخل ہوئے تو ام البنین نے پیغمبر اسلام کی قبر کے نزدیک جناب زینب کبری کے ملاقات کی اور کہا اے امیرالمومنین کی بیٹی میرے فرزندوں کے بارے میں بتائیے کہ کیا خبر ہے جناب زینب نے فرمایا سب شہید ہوچکے ہیں۔

ام البنین نے عرض کیا سب کے سب حسینؑ پر قربان ہوچکے ہیں اچھا تو پھر امام حسینؑ کے بارے میں بتائیے کہ ان کے بارے میں کیا خبر ہے جناب زینب نے فرمایا حسین تشنہ لب شہید کئے گئے ام البنین نے جب یہ کلام سنا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور اپنے سر پر ماتم کیااور بلند آواز کے ساتھ روئیں اور کہتی تھیں وا حسیناہ ہائے میری جان حسینؑ جناب زینب نے فرمایا اے ام البنین تمہارے فرزند عباس کی ایک یادگار لے کر آئی ہوں ام البنین نے کہا وہ یادگار کیا ہے تو زینب نے عباس کے پرخون سینہ بند کو چادر کے نیچے سے نکالا اور ام البنین نے جب ان کو دیکھا تو برداشت نہ کر سکیں اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑیں۔

امام سجادؑ کا خطبہ مدینہ والوں کیلئے

مدینے کے لوگوں نے چیخ و پکار اور گریہ کی آواز بلند کی اور امام سجادؑ کے خیمے کے نزدیک اکٹھے ہوگئے۔ سب امام سجادؑ کو دیکھنے کے منتظر تھے جبکہ گریہ و زاری اور فریاد نے بیابان کی فضا کو پر شور کردیا تھا اچانک انہوں دیکھا کہ امام سجاد کے ہاتھ میں ایک رومال ہے جس سے آنکھوں کے آنسو پونچھتے ہوئے خیمے سے باہر آرہے ہیں اور ان کے پیچھے ان کا غلام تھا وہ بھی باہر آیا اور ایک کرسی اس کے ہاتھ میں تھی اس کو زمین پر رکھا اور امام سجاد اس پر بیٹھ گئے اور امام نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ خاموش ہوجاؤ تو سب خاموش ہوگئے۔ امام نے حمد اور ثنا کے بعد چند مطالب ارشاد فرمائے یہاں پر ان میں سے چند کلمات کو ملاحظہ فرمائیں۔

امام نے فرمایا اے لوگو خداوند متعال نے ہم سے بہت بڑے مصائب اور رنج کے ساتھ امتحان لیا ہے کہ جس سے اسلام میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے اور اباعبداللہ حسینؑ شہید ہوگئے ان کی مستورات اور فرزندوں کو اسیر کیا گیا

اور ان کے سروں کو نیزوں پر رکھ کر شہروں میں پھرایا گیا یہ ایک ایسی مصیبت ہے کہ کوئی مصیبت اس مصیبت کی مانند نہیں ہے۔ اے لوگو کونسا دل ہے کہ جو امام حسین کے مصائب کے لیے نہ بھر آیا ہو اور غمگین نہ ہوا ہو اور کونسی آنکھ ہے کہ جس نے اپنے آنسوؤں کو روکا ہوا ہو تمام عالم میں جتنی چیزیں ہیں سب نے ان کے لیے آنسو بہائے پھر فرمایا **وَاللّٰهِ لَو اَنَّ النَّبِیَّ تَقَدَّمَ اِلَیهِم فِی قِتَالِنَا کَمَا تَقَدَّمَ اِلَیهِم فِی الوِصَایَةِ بِنَا لَمَا ازْ دَادُوا عَلٰی مَافَعَلُوا بِنَا۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُونَ** خدا کی قسم اگرچہ پیغمبر ہماری محبت کی بجائے قتل کرنے کی وصیت کرتے تو وہ بھی اس طرح نہ فرماتے جس طرح ان لوگوں نے ہم پر ظلم کیا اور فرماتے تھے امام حسین کی مصیبت کس قدر درد ناک دلخراش اور تلخ تھی جو مصیبتیں ہمیں پہنچی ہیں اس کا حساب ہم خدا پر چھوڑتے ہیں وہی انتقام لینے والا ہے۔

اھل بیتؑ کا مدینے میں داخل ہونا

جس وقت اھل بیتؑ نبوت مدینے میں داخل ہوئے تو کئی دفعہ ان کا غم تازہ ہوگیا

(الف) امام سجاد نے ایک نگاہ اپنے خاندان کے گھروں اور خاندان کے مردوں پر ڈالی دیکھا کہ وہ گھر زبان حال کے ساتھ سب نوحہ کرتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں۔ اور در و دیوار بھی زبان حال کے ساتھ مصیبت دیکھی ہوئی ماؤں کی طرح گریہ کرتے ہیں اور ہرگزرنے والوں سے اپنے صاحبان کا حال معلوم کرتے تھے اور مرنے والوں پر وا مصیبتاہ کی فریاد بلند کر رہے ہیں اور کہتے ہیں اے لوگو ہمیں نوحہ کرنے میں معذور نہ سمجھو اور ہمارے ساتھ اس مصیبت میں ہمدردی کرو چونکہ جن مردوں پر ہم گریہ کرتے ہیں ان کے نیک اخلاق کے ساتھ ہمارا دل بندھا ہوا ہے وہ دن اور رات ہمارے ساتھ مانوس تھے رات اور سحری کی تاریکی میں ہمارے لیے نور تھے۔ ان کی سحری کے مناجات ان کے راز و نیاز ہمارے کانوں میں محفوظ ہیں ان کے فضائل ہماری جان کو معطر کرتے ہیں ہائے وہ ذی عزت دشمنوں کے درمیان مسافر رہے اور دشمنوں کے کینوں کا نشانہ بنے وہ مجسمہ کمالات تھے شہر مدینہ زبان حال سے کہہ رہا تھا میں بہت پریشان ہوں میرے اندر رہنے والے میری آنکھوں سے غائب ہیں جتنا بھی نالہ کروں کم ہے کوئی شئی بھی ان کے وجود کے بغیر میرے درد کے لیے دوا نہیں بن سکتی اب ان کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے میں نے سوگواری کے لباس کو پہن رکھا ہے اور میرے صبر کا پیانہ لبریز ہوچکا ہے یوں کہنا چاہیے **یَا سَلْوَةَ الاَیَّامِ مَوعِدُکَ الحَشرُ** اے خوشی کے ایام تمہاری ملاقات قیامت تک نہیں ہوگی ابن قتیبہ کے اس بارے میں اشعار ہیں۔ ان اشعار کا مضمون فارسی میں اس طرح ہے۔

برخانه های آل نبی چون گزر کنم
بینم خراب و خانه دل پرشرر کنم

هرگز مباد شهرودیارم تهی زدوست
هرچند خالی است کنون چون نظر کنم

زان کشتگان دست بلا زآل هاشمی
درد و غمی چنین زدلم چون بدر کنم

جس دن امام سجادؑ اور ان کے ساتھی مدینے میں داخل ہوئے وہ جمعتہ المبارک کا دن تھا سب مدینے کے لوگ حضرت کے ساتھ تھے گریبان چاک کیے ہوئے تھے سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کچھ لوگ نماز جمعہ کے لیے ایک مسجد میں جمع ہوئے اور ولید بن عتبہ نے منبر پر جاکے ابھی خطبہ شروع کیا ہی تھا کہ اچانک نالہ اور فریاد کی آواز نے تمام مدینہ کو گھیر لیا ولید نے کہا کیا بات ہے تو اس سے کہا گیا کہ امام حسینؑ کی مصیبت میں نبی ہاشم کی عورتوں کی رونے کی آواز ہے تو یہ سن کر ولید کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہوگئے اور وہ جمعہ پڑھائے بغیر منبر سے نیچے اتر کر اپنے گھر چلا گیا ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ دیتے وقت لوگوں نے واحسیناہ کی آوازیں بلند کیں اور مسجد سے باہر نکل آئے اور مدینے کی کیفیت اس دن کی طرح سے اداس ہوگئی۔ کہ جس دن رسول خدا نے رحلت فرمائی تھیں۔

اور اس وقت حضرت زینب مسجد پیغمبر کے قریب پہنچیں اور مسجد کے دروازے کی چوکھٹ کو پکڑ کر جانسوز گریہ کیا اور فرمایا

یَا جَدَّاہُ اِنِّی نَاعِیَةٌ اِلَیکَ اَخِی الحُسَینَ

اے جد بزرگوار میں اپنے بھائی حسین کی وفات کی خبر لے کر آئی ہوں اور آنسو بہاتی تھیں اور جب بھی ان کی نظر امام سجاد پر پڑتی تو ان کا غم تازہ ہوجاتا

ام لقمان عقیل کی بیٹی حضرت مسلم کی بہن کو جب امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو وہ اپنی بہنوں ام ھانی، اسماء، رملہ، زینب (عقیل کی بیٹیوں) کے ساتھ گھر سے باہر آگئیں اور کربلاء کے شہداء کے لیے گریہ و زاری کرتی تھیں اور ام لقمان اس طرح مرثیہ پڑھتی تھیں

مَاذَا تَقُولُونَ اِنْ قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ آخِرُ الاُمَمِ
بِعِتْرَتِی وَبِاَهْلِی بَعْدَ مُفْتَقَدِی
مِنْهُمْ اُسَارٰی وَقَتْلٰی ضُرِّجُوبِدَمِ
مَاکَانَ هٰذَا جَزَائِی اِذْنَصَحْتُ لَکُمْ

اِنۡ تَخۡلِفُونِی بِسُوءٍ فِی ذَوِی رَحِمِ

کیا جواب دو گے اگر پیغمبر تم سے پوچھ لیں کہ تم آخری امت تھے کیا تم نے میری عترت اور خاندان کو میرے جانے کے بعد اسیر کیا اور خون آلودہ کردیا کیا میری نصیحتوں کی جزایہی تھی کہ میرے بعد میرے رشتہ داروں کے بارے ایسا سلوک کیا جائے۔

حضرت ام کلثوم رسول خدا کی قبر کے نزدیک آئیں اور ایک دلخراش آہ کے ساتھ فرمایا **اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا جَدَّاہُ اِنِّی نَاعِیَۃٌ اِلَیۡکَ وَلَدَکَ الۡحُسَیۡنِ**
تجھ پر سلام اے جد بزرگوار میں تیرے فرزند حسین کی شہادت کی خبر لے کر آئی ہوں اس کے بعد اپنے اشک آلود چہرے کو ممبر رسول کی چوکھٹ پر رکھ دیا جب کہ لوگ ان کو تعزیت پیش کرتے تھے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک دفعہ امام حسینؑ کے پسماندگان رسول خدا کی قبر کے پاس آئے گریہ اور ندبہ کیااور اپنے آپ کو قبر پر ڈال دیا **وَھُمۡ بَاکُوۡنَ یُنَادُوۡنَ یَا جَدَّنَا قَتَلُوا حُسَیۡنًا بِاَرۡضِ کَرۡبَلَا** اور بیبیاں روتی ہوئی فریاد کرتی تھیں اے جدبزرگوار حسین کو کربلاء کی زمین میں شہید کردیا گیا اور جناب زینب کبری رسول خدا کی قبر کے ساتھ ان اشعار کے ساتھ مجلس پڑھتی تھیں۔

اِنۡ کُنۡتَ اَوۡصَیۡتَ بِالۡقُرۡبٰی بِخَیۡرِ جَزَاءٍ
فَاِنَّھُمۡ قَطَعُوا الۡقُرۡبٰی وَمَا وَصَلُوا
حَتّٰی اَبَادُوۡھُمۡ قَتۡلٰی عَلٰی ظَمَاءٍ
مِنۡ بَارِدِ الۡمَاءِ مَا ذَا قُوا وَمَا نَھَلُوا

اے رسول خدا آپ نے اپنی امت کو وصیت کی تھی کہ میرے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرو انہوں نے نہ صرف نیکی نہیں کی بلکہ دلبند فاطمہ کو ان کے رشتہ داروں کے سمیت کربلاء میں شہید کردیا۔

خطاب کرد سوی مرقد رسول امین
سلام کرد وسرازتاب دردزدبه زمین

به گریه گفت که فریاد یا رسول الله
زکوفیان لعین دادیا رسول الله

چرازحال جگر گوشه ات نمی پرسی
از آن مسافر بی توشه ات نمی پرسی

خبرزسروقبا پوش خود نمی گیری
سراغ زینت آغوش خود نمی گیری

سری کز او اگر یک دانه موئی کم می شد
دل شریف تو را موجب الم می شد

به خنجر ستم از پیکرش جدا کردند
همیں نبود که برنیزه جفا کردند

اهل بیتؑ کا جناب فاطمہ زہراء کی قبر پر جانا

ایک روایت میں ہے کہ اہل بیتؑ اپنی والدہ ماجدہ حضرت بی بی زہراء کی قبر پر گئے اور اپنے مصائب اور درد دل کو بیان کیا گریہ کیااور امام حسین کی مادر گرامی کو مخاطب کرکے اپنے مصائب سناتے تھے۔

اَفَاطِمُ لَو نَظَرۡتِ اِلَی السَّبَایَا
بَنَاتِکَ فِی الۡبِلَادِ مُشَتَّتِیۡنَا
فَلَوۡ دَامَتۡ حَیَاتُکِ لَمۡ تَزَالِی
اِلٰی یَومِ الۡقِیَامَۃِ تَنۡدُبِیۡنَا

اے فاطمہ کاش آپ دیکھتیں کہ قیدیوں کو ایک شہر سے دوسرے شہر بیابانوں اور ویرانوں میں پھرایا گیا اے فاطمہ اگر آپ دنیا میں زندہ ہوتیں تو قیامت تک ہمارے لیے گریہ و بکاء کرتیں۔

ای غمگسار غمزدگان حال مابیین
مارا اسیر طائفه اشقیاء ببین

درحشر رستخیز بود گُزبرای خلق
امروز رستخیز بیا بهرما ببین

از قتل سروران همه بگشاده موبگر
وزخون شوہران همه بسته حنا ببین

تاب زینب پر سنگین مصیبت اس قدر فشارلے آئی تھی۔ کہ بے ہوش ہوگئیں جب ہوش میں آئیں تو آواز دی ے مادر گرامی مجھے اس قدر تازیانے مارے گئے کہ میرا بدن مجروح ہوگیا اس کے بعد اپنے بھائی کی پارہ پارہ قمیص و نکالا اور فرمایا! اے مادر گرامی میں آپ کے لیے ایک تحفہ لے کر آئی ہوں اور وہ تیرے بیٹے کاخون آلودہ قمیص ہے جب مدینے کے لوگوں نے اس قمیص کو دیکھا تو گریہ اور آہ و زاری کی کہ جس کی آواز آسمان تک پہنچتی تھی تاب لہوف میں ہے کہ اس قمیص میں ایک سو بیس سوراخ تھے اور چند جگہ سے قمیص پارہ پارہ تھی۔

تاب زینبؑ نے فرمایا! اے مدینے کے لوگو! تم کربلاء میں نہیں تھے اگر تم کربلاء میں ہوتے تو تم دیکھتے کہ کس رح میرے بھائی کو شہید کیا گیا یہ سوراخ کہ جو اس قمیص میں نظر آرہے ہیں یہ تیروں نیزوں اور دشمن کی واروں کے نشانات ہیں۔ امام سجاد اپنے جد رسول خدا کی قبر کے قریب آئے غمگین اور روتے ہوئے قبر کے ریب بیٹھ گئے آنحضرت کی قبر پر گریہ کرتے تھے اور کہتے تھے۔

نَا جِئْتُکَ یَا جَدَّاہُ یَا خَیْرَ مُرسَلٍ
حَبِیبُکَ مَقْتُولٌ وَنَسْلُکَ ضَائِعٌ
نَا جِئْتُکَ مَحْزُوْنًا عَلِیْلًا مُوجَلًا
اَسِیْرًا وَمَالِی قَطٌّ حَامٍ وَ دَافِعٌ
سبِیْنَا کَمَا تُسْبٰی الْاِمَاءُ وَمَسَّنَا
مِنَ الضُّرِمَالَا تَحْتَمِلُہٗ اِلَّا ضَالِعٌ

ے جد بزرگوار اے بہترین پیغمبر مرسل میں اپ کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے آیا ہوں آپ کا محبوب حسین ہید ہو گیا اور آپ کے اہل بیتؑ پریشان ہوگئے حالانکہ میں محزون غمگین بیمار اور ہراساں اور قیدی ہوں اور کوئی یں ہے کہ جو میری حمایت اور دفاع کرے ہمیں اسیر کیا گیا کہ جس طرح کنیزوں کو اسیر کرتے ہیں اور انہوں نے س قدر ہمیں تازیانے مارے کہ ہڈیاں متحمل برداشت نہیں ہیں اس کے بعد جگر سوز حالت کے ساتھ روتے ئے رسول خدا ﷺ کی قبر سے باہر آئے۔

محمد حنفیہؒ کی ملاقات امام سجادؑ کے ساتھ

امام حسین کے بھائی اور امام سجاد کے چچا محمد حنفیہ کو اہل بیتؑ کے آنے کی خبر ملی تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جلدی سے گھر سے نکلے اور استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے ان کی نظر سیاہ جھنڈوں پر پڑی تو شدت غم کی وجہ سے بیہوش ہوگئے اور گھوڑے کی پشت سے زمین پر گر گئے۔ ایک شخص نے امام سجادؑ سے آکر عرض کیا کہ اپنے چچا سے ملاقات کرلیں کہ نزدیک ہے کہ وہ غم کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں تو امام سجاد روتے ہوئے اپنے چچا کے قریب آئے اور اپنے چچا کے سر کو اپنے زانو پر رکھا یہاں تک کہ ان کو ہوش آگیا جس وقت محمد حنفیہ کی نظر امام سجادؑ پر پڑی تو فریاد کرنے لگے اور فرمایا۔

یَا بْنَ اَخِی اَیْنَ اَخِیْ قُرَّۃُ عَیْنِی اَیْنَ ثَمَرَۃُ فُؤَادِی اَیْنَ خَلِیْفَۃُ اَبِی اَیْنَ الْحُسَیْنُ اَخِی

اے میرے بھتیجے میرا بھائی کہاں ہے میری آنکھ کا نور اور میرے دل کا سرور کہاں ہے میرے باپ کے خلیفہ کو کیا ہوا میرے بھائی حسین کو کیا ہوا

امام سجاد نے فرمایا **یَا عَمَّاہُ اَتَیْتُکَ یَتِیْمًا" قُتِلُوا رِجَالُنَا وَاُسِرُوا نِسَائُنَا** چچا جان میں باپ کے بغیر آپ کے پاس آیا ہوں ہمارے مردوں کو شہید کردیا گیا اور ہماری عورتوں کو اسیر کیا گیا کاش آپ مقتل میں ہوتے تاکہ اپنے بھائی کو دیکھتے کہ کس طرح اپنی مدد کے لیے انہوں نے پکارا لیکن کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی **یَا عَمَّاہُ قَتَلُوہُ عَطْشَانًا وَکُلُّ الْحَیْوَانَاتِ رَیَّانٌ** چچا جان ان کو تشنہ لب شہید کیا گیا حالانکہ تمام حیوانات پانی سے سیراب ہو رہے تھے محمد حنفیہ نے اس جملہ کو سنتے ہی جگر سوز فریاد بلند کی اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو کہا اے میرے بھتیجے آپ پر کیا گزری امام سجاد نے رفتہ رفتہ تمام واقعات بیان فرمائے جس کو سن کر محمد حنفیہ روتے جاتے تھے۔

مدینے میں عزاداری قائم کرنا

مدینے میں پندرہ دنوں تک عمومی عزاداری منائی گئی کہ جس میں عورتیں، مرد، چھوٹے، بڑے گروہ در گروہ عزاداری کے لئے جمع ہوتے تھے اور نوحہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ سب غم سے نڈھال ہوکر بیٹھ جاتے اور گریہ کرتے رہتے اور بنی ہاشم کی عورتوں نے سیاہ لباس پہن رکھے تھے سردی یا گرمی کی کوئی پرواہ نہیں تھی اور امام سجادؑ کے حکم سے عزاداری کرنے والوں کے لیے کھانا تیار کیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہا کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد پانچ سال تک کسی ہاشمی عورت نے آنکھوں میں نہ سرمہ لگایا اور نہ اپنے بالوں کو مہندی لگائی یہاں تک کہ کسی کے گھر سے دھواں نکلتے ہوئے نہیں دیکھا گیا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس مدت میں کسی گھر

میں بھی کھانا نہیں پکا جس وقت عبیداللہ بن زیاد (67 ہجری میں مختار کی فوج کے ہاتھ سے) مارا گیا تو تب سوگ ختم کیا گیا۔ امام صادقؑ سے روایت ہے کہ امام سجاد چالیس سال تک دن کو روزہ رکھتے تھے اور راتیں عبادت میں گزارتے تھے اور اپنے والد مظلوم کربلاء کی یاد میں گریہ و زاری کرتے تھے جس وقت امام سجادؑ کا غلام آپ کے سامنے کھانا اور پانی رکھتا تھا اور کہتا تھا میرے آقا کھانا کھائیے تو سید الساجدین فرماتے **قُتِلَ اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَطْشَانًا" قُتِلَ اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ جَائِعًا"** "رسول خدا کا فرزند بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید کیا گیا اس جملے کو بار بار دھراتے اور گریہ کرتے تھے یہاں تک کے امام سجاد کی غذا آنسوؤں سے تر ہوجاتی اور آخر عمر تک اسی طرح زندگی گزاری۔

مصائب ام البنین

حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ زہراءؑ کی شہادت کے بعد جن عورتوں کے ساتھ عقد کیا ان میں ایک ام البنیس بھی تھیں حضرت علی کے بھائی عقیل نسب شناس تھے مولا علی نے فرمایا اے بھائی عقیل کسی بہادر خاندان سے ایک عورت کی میرے لیے خواستگاری کرو تو جناب عقیل نے عرض کیا بھائی ایسی عورت کس لیے چاہتے ہو حضرت علی نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس کے بطن سے ایک بہادر فرزند پیدا ہو تو جناب عقیل نے ام البنین کو کہ جن کا نام فاطمہ تھا جو حزام بن خالد کی بیٹی تھیں اور بہادر خاندان بنی کلاب سے تعلق رکھتی تھیں کہ جس کے خاندان اور قبیلے میں بہت سے کمالات اور فضائل پائے جاتے تھے ان کی خواستگاری کی امیرالمومنین حضرت علیؑ نے جناب عقیل کے اس مشورے کو احسن قرار دیتے ہوئے انہیں اپنے عقد میں لیا اما البنین کے بطن سے حضرت علی کے پہلے فرزند حضرت عباس تھے کہ جو چار شعبان 26 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔

حضرت علیؑ کے ام البنین کے بطن سے کل چار فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں حضرت عباس ، عبداللہ ، عثمان ، جعفر جب تک ام البنین کے یہ چار بیٹے پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت تک لوگ ان کو فاطمہ کہتے تھے اور جب ان کے یہ بیٹے پیدا ہوئے تو اما البنین یعنی بیٹوں کی ماں کہنے لگے یہ چاروں فرزند عاشور کے روز امام حسین کے اہل حرم کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہوگئے شہادت کے وقت حضرت عباسؑ کی عمر 34 سال تھی۔ عبداللہ 25 سال عثمان 21 سال اور جعفر 19 سال کے تھے ام البنین کربلاء میں موجود نہیں تھیں بلکہ بعض وجوہ کی بنا پر مدینے ہی میں رک گئی تھیں اور انہیں اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی اطلاع مدینے ہی میں ملی جناب ام البنین کو اپنے بیٹوں سے امام حسینؑ سے زیادہ محبت تھی وہ اس طرح کہ جس وقت بشیر مدینے میں اہلبیتؑ کی آمد کے لیے اطلاع دینے آئے اور اس نے ان کے ہر بیٹے کا نام لے لے کر بتایا کہ وہ شہید ہوگئے ہیں تو جناب

ام البنین نے فرمایا۔ **اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ اَوْلَادِیْ وَمَنْ تَحْتَ الْخَضْرَاءِ کُلُّھُمْ فِدَاءٌ لِاَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ الْحُسَیْنِ** حسین کے بارے میں مجھے خبر دے میرے فرزند اور جو کچھ بھی اس نیلے آسمان کے نیچے ہے سب کے سب اباعبداللہ حسینؑ پر قربان ہوجائے تو بشیر نے کہا کہ حسینؑ بھی شہید ہوگئے تو یہ سن کر ام البنین نے بلند آواز سے جانسوز گریہ کیا اور فرمایا **قَدْ قَطَّعْتَ نِیَاطَ قَلْبِیْ** اے بشیر اس خبر سے تو میری رگ جان کٹ گئی ام البنین کے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایمان اور کمال کے کس عالی ترین مرتبے پر فائز تھیں چونکہ آپ نے اپنے چار فرزندوں کی شہادت کو امام کے مقابلہ میں بے معنی اور غیر اہم گردانا اور امام حسینؑ کی شہادت کا رتبہ ان کی نگاہ میں بلند تر تھا

ام البنین کا مرثیہ اپنے فرزندوں کے لیے

اس کے بعد ام البنین ہر روز بقیع کے قبرستان میں آتی تھیں اور اپنے چاروں فرزندوں کے لیے اس قدر گریہ کرتی تھیں کہ دوست ہوں یا دشمن ان کے رونے کی وجہ سے روتے تھے حتی کہ مروان بھی قساوت قلبی کے باوجود بھی روتا تھا اور جناب ام البنین کا گریہ سن کر سب اہل مدینہ بقیع میں آجاتے تھے اور ام البنین کے ندبہ کو سنتے اور گریہ کرتے تھے اور جس وقت عورتیں ام البنین کو تسلی دیتی تھیں اور کہتی تھیں اے ام البنین (اے فرزندوں کی ماں) خدا تمہیں صبر عطا فرمائے تو وہ ان کو جواب اس طرح دیتی تھیں۔

لَاتَدْعُوْنِیْ وَیْکِ اُمَّ الْبَنِیْنَ
تُذَکِّرِیْنِیْ بِلُیُوْثِ الْعَرِیْنِ

کَانَتْ بَنُوْنٌ لِیْ اُدْعٰی بِھِمْ
وَالْیَوْمَ اَصْبَحْتُ وَلَامِنْ بَنِیْنِ

اَرْبَعَۃٌ مِثْلَ نُسُوْرِ الرُّبٰی
قَدْوَاصَلُوْالْمَوْتَ بِقَطْعِ الْوَتِیْنِ

تَنَازَعَ الْخِرْصَانُ اَشْلَائَھُمْ
فَکُلُّھُمْ اَمْسٰی صَرِیْعًا طَعِیْنِ

یَا لَیْتَ شِعْرِیْ اَکَمَا اَخْبَرُوْا
بِاَنَّ عَبَّاسًا قَطِیْعُ الْیَمِیْنِ

اے مدینے کی عورتو! دوبارہ مجھے ام البنین (بیٹوں کی ماں) نہ کہنا چونکہ اب میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔

میرے پاس شکاری باز جیسے چار باز تھے جنہیں تیر کا نشانہ قرار دیا گیا اور ان کی گردن کی رگوں کو کاٹ کر شہید کردیا گیا۔

اور دشمنوں نے اپنے نیزوں کے ساتھ ان کے پاک بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور میرے بیٹے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے کربلاء کی گرم مٹی پر پڑے رہے۔

کاش میں جانتی کہ کیا ایسا ہی ہوا جیسا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ عباسؑ کے بدن سے ہاتھوں کو جدا کردیا گیا نیز

مندرجہ ذیل اشعار بھی حضرت ام البنین کی طرف منسوب ہیں

يَا مَنْ رَاَى الْعَبَّاسَ كَرَّ عَلٰى جَمَاهِيْرِ النَّقَدِ
وَوَرَاهُ مِنْ اَبْنَاءِ حَيْدَرَ كُلُّ لَيْثٍ ذِيْ لِبَدٍ

نُبِّئْتُ اَنَّ اِبْنِيْ اُصِيْبَ بِرَاسِهِ مَقْطُوْعَ يَدٍ
وَيْلِيْ عَلٰى شِبْلِيْ اَمَالَ بِرَاسِهِ ضَرْبُ الْعَمَدِ

لَوْكَانَ سَيْفُكَ فِيْ يَدَيْكَ
لَمَادَنٰى مِنْهُ اَحَدٌ

یعنی لوگوں نے جناب عباس کو دیکھا کہ دشمنوں کے ساتھ جنگ کررہے ہیں اور اس کے دائیں بائیں حیدر کرار کے فرزند ہیں اور ہرایک شکاری شیر کی طرح ہے اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کررہا ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ میرے فرزند کے سر پر لوہے کا نیزہ مارا گیا جس کی وجہ سے میرے بیٹے کا ہاتھ بھی کٹ گیا افسوس کہ کس نے میرے شیر دل بیٹے کے سر پہ نیزہ مارا اے میری جان عباسؑ اگر تمہارے ہاتھ سلامت ہوتے اور تلوار تمہارے ہاتھ میں ہوتی تو کسی کو بھی جرات نہ تھی کہ آپ کے قریب آئے

مخوان جانا دگر ام البنینم
که من بامحنت دنیا قرینم

مجھے اب ام البنین (بیٹوں کی ماں) نہ کہو اب دنیا کے دکھ میرے نصیب میں ہیں

مرا ام البنین گفتند: چون من
پسرها داشتم زان شاه دینم

مجھے ام البنین اس وقت کہا جاتا تھا کہ جب شاہ دین سے میرے بیٹے تھے

جوانان هریکی چون ماه تابان
بدندی از یسار و ازیمینم

ان میں سے ہر جوان چاند چہرہ تھا کہ جو میرے دائیں بائیں ہوتے تھے

بنام عبدالله و عثمان و جعفر
دگر عباس آن درثمینم

ان کے نام عبداللہ اور عثمان اور جعفر تھے ان کے علاوہ میرا قیمتی موتی و گوہر عباس بھی تھا۔

ولے امروز بی بال و پرهستم
نه فرزندان نه سلطان مبینم

لیکن آج بے بال و پر ہوں نہ میرے بیٹے رہے اور نہ میرا سلطان مبین رہا

مرا ام البنین هر کس که خواند
کنم یاد از بنین نازنینم

مجھے جب کوئی ام البنین کہہ کر پکارتا ہے تو مجھے اپنے بیٹوں کی یاد ستاتی ہے

به خاطر آورم زان مه جبینان
زنم سیلی به رخسار وجبینم

میں اپنے چاند سی پیشانی والے بیٹوں کو یاد کرکے اپنے رخسارہ و پیشانی کو پیٹتی ہوں

ام البنین مضطر نالد چو مرغ بی پر
گوید به دیده تردیگر پسر ندارم

دیکھو ام البنین بے بال و پر پرندے کی طرح روتی ہے اور آبدیدہ ہوکر کہتی تھی میرا کوئی بیٹا نہ رہا

زنها مرا نگوئید ام البنین از این پس
من ام بی بنینم دیگر پسر ندارم

اے عورتو مجھے ام البنین کہہ کر نہ پکارو ان کے بعد تو اب میں بغیر بیٹوں کے ماں ہوں اب میرا کوئی بیٹا نہیں رہا۔

مرا ام البنین دیگر مخوانید
به آه وناله ام یاری نمائید

مجھے اب کے بعد ام البنین مت کہنا بلکہ گریہ وزاری کے ساتھ میری مدد کرو

بنالم بهر عباسم شب و روز
شدم آهم به جانم آتش افروز

میں شب و روز عباس کے غم میں گریہ کرتی ہوں میری آہیں میری جان کو جلا رہی ہیں

به دشت کربلاء آن مه جبینم

شنیدم بود سقائی حسینم

میرا چاند سا بیٹا دشت کربلاء میں میں نے سنا ہے کہ حسین کا ساقی تھا

به دریا پا نهاد و تشنه برگشت

حسینش تشنه بود از آب لب بست

اس نے دریا میں اپنا قدم رکھا لیکن پیاسا واپس لوٹا چونکہ اس کا حسین پیاسا تھا اس لیے پانی سے منہ پھیرلیا

گذشت از آب و کسب آبرو کرد

به سوی خیمه هاباآب رو کرد

اس نے پانی نہ پی کر مقام عظمت کو پایا اور پانی لے کر خیام کا رخ کیا۔

زنخلستان چوبرسوی خیم شد

بدست اشقیاء دستش قلم شد

جب ریگستان سے خیام کی طرف راستہ اختیار کیا تو دشمنوں کے ہاتھوں سے اس کے بازو قلم ہوگئے۔

شنیدم آنکه جدا شد زقامت عباس

دو دست براثر ظلم قوم حق نه شناس

میں نے سنا ہے عباس کے بدن سے آپ کے دونوں بازو قوم حق ناشناس کے ظلم سے جدا ہو گئے

به چشم راست خدنگش رسیده از الماس

چمن خزان شد و پژ مرده گشت چوں گل یاس

اور آپ کی دائیں آنکھ میں ہیرے کا تیر لگا اور چمن خزاں رسیدہ ہوگیا اور مرجھا گیا گل یاس کی طرح

جناب زہراءؑ کی جناب عباسؑ کے ساتھ محبت

یہاں پر اس نکتہ کا ذکر کرنا مناسب ہے کہ اگر ام البنین کو حسینؑ سے ایک خاص عقیدت تھی اور فرماتی تھیں کہ میرے سارے فرزند حسین پر قربان ہوجائیں تو حضرت زہراء کو بھی حضرت عباسؑ کے ساتھ ایک خاص عقیدت تھی اور آپ ان کو اپنے بیٹے کے عنوان سے یاد کرتی تھیں۔

منقول ہے کہ ایک شخص کربلاء کا رہنے والا ہر روز دو یا تین مرتبہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرتا تھا لیکن حضرت عباس کی قبر مطہر کی دس دنوں میں ایک دفعہ زیارت کرتا تھا ایک رات اس نے عالم خواب میں جناب فاطمہ کو دیکھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو حضرت زہراء نے اس سے منہ پھیرلیا تو اس نے وجہ

پوچھی تو جناب زہراء نے فرمایا تو میرے بیٹے کی زیارت کے لئے کیوں نہیں جاتا۔

اس نے عرض کیا کہ میں دن میں تین مرتبہ آپ کے فرزند امام حسینؑ کے مرقد مطہر کی زیارت کرتا ہوں فرمایا ہاں میرے فرزند کی زیارت کرتے ہو لیکن میرے فرزند عباسؑ کے مرقد کی زیارت بہت کم کرتے ہو نیز منقول ہے کہ قیامت کے دن پیغمبر خدا حضرت علیؑ سے فرمائیں گے کہ فاطمہؑ سے کہیں کہ امت کی نجات اور شفاعت کے لیے تمہارے پاس کیا ہے حضرت علیؑ پیغمبر اسلام کے پیغام کو فاطمہؑ تک پہنچائیں گے تو فاطمہ اس کے جواب میں فرمائیں گی۔

يَا اَمِيرَالْمُؤمِنِينَ كَفَانَا لِاَجْلِ هٰذَا الْمَقَامِ اَلْيَدَانِ الْمَقْطُوعَتَانِ مِنْ اِبْنِي الْعَبَّاسِ اے امیرالمومنین میرے بیٹے عباسؑ کے دو کٹے ہوئے ہاتھ آپ کی امت کی شفاعت کے لیے کافی ہیں۔

قیام مختار

قانون فطرت ہے کہ ستمگر اور جنایت کار افراد جلد از جلد اسی دنیا میں اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں یعنی ظلم کا بدلہ مل جاتا ہے کوئی بھی ظالم ہمیشہ نہیں رہتا عذاب مختلف نوعیتوں کے ساتھ اس تک پہنچ جاتا ہے تو اس بناء پر امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کے واقعہ میں اسی عاشورہ کے روز ہی ظالموں سے انتقام لینے کی آواز کھڑی ہوئی اور وہ بھی دشمن کے خاندان کی عورتوں سے من جملہ ان عورتوں میں سے ایک عورت کہ جس نے سب سے پہلے تقاضا فطرت کے مطابق ظلم کے خلاف آواز بلند کی وہ لشکر یزید سے کسی ایک فوجی کی بیوی تھی اور وہ سپاہی بکر بن وائل کے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا یہ وہ وقت تھا کہ جب اس عورت نے لشکر یزید کو اہل بیتؑ کے خیموں کی طرف ہجوم کرتے ہوئے دیکھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر خیموں کی طرف آئی اور آواز دی اے قبیلہ بکر کے لوگو! کیا رسول خدا کی بیٹیوں سے لباس لوٹا جائے گا۔

يَالَثَارَاتِ رَسُولِ اللّٰهِ اے اس خون کے طلب گارو کہ جو رسول خدا کی طرف منسوب ہے تو اس وقت اس کا شوہر آیا اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اپنی جگہ پر واپس لے گیا۔

اسی طرح عفاف بن مہند کا واقعہ اور امام سجادؑ اور جناب زینبؑ کے خطبے اور بیانات نے کوفہ اور شام میں یزید اور ابن زیاد کی حکومت کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بویا جن کے اثر سے ان کے خلاف بہت سے بہادر مرد اٹھے جنہوں نے حکومت کے خلاف اعتراض کیا اور قیام کیا جیسے سلیمان بن صرد خزاعی اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے قیام کیا ان بہادروں میں سے سب سے بڑا بہادر کہ جس نے اس سلسلے میں کوشش کی اور بہت سے ظالموں کو کہ جو امام حسینؑ کے قتل میں شریک ہوئے تھے واصل جہنم کیا وہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی ہیں لیکن سب سے پہلے اس حدیث کی طرف توجہ ضروری ہے منھال بن عمرو (کوفہ کے رہنے والے تھے)

کہتے ہیں کہ میں حج انجام دینے کے لیے مکہ گیا اس کے بعد امام سجاد کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے مجھ سے فرمایا کہ حرملہ بن کاہل اسدی کیا کام کرتا ہے میں نے عرض کیا وہ زندہ ہے اور کوفہ میں رہتا ہے تو امام سجادؑ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا **اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِیْدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ النَّارِ** خدایا اس کو لوہے کا عذاب چکھا دے خدایا آگ کا عذاب اس کو چکھا دے منھال کہتا ہے میں کوفہ واپس لوٹا تو میں نے دیکھا کہ مختار نے حکومت کے خلاف قیام کیا ہے اور حکومت پر قبضہ کرچکا ہے اور اس وقت ایک دوست میرے پاس مہمان تھا جس کی وجہ سے میں مختار کے ساتھ رابطہ قائم نہ کرسکا چند روز بعد میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور مختار کی زیارت کے لیے گیا اور میں نے اس کے گھر کے باہر ہی اس سے ملاقات کی اور امیر مختار نے مجھ سے کہا اے منھال آپ کیوں ہمارے جھنڈے کے نیچے نہیں آئے اور ہمارے قیام میں ہمارے ساتھ شریک کیوں نہیں ہوتے میں نے کہا میں مکہ چلا گیا تھا اس وجہ سے میں تمھارے پاس نہ آسکا اس کے بعد ہم دونوں باتیں کرتے کرتے کوفہ کے میدان کناسہ میں پہنچے میں نے اندازہ لگایا کہ مختار کسی کے انتظار میں ہیں اور وہ وہیں پر ٹھہر گئے اتنے میں ان کو حرملہ کے مکان کے بارے میں کسی نے اطلاع دی اور انہوں نے کچھ مردوں کو حرملہ کی گرفتاری کے لیے بھیجا اس کے بعد تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ میں نے دیکھا کہ چند آدمی اس کو سختی کے ساتھ گرفتار کرکے لیے آرہے ہیں اور چند آدمی ان سے پہلے مختار کے پاس آئے اور انہوں نے کہا اے امیر مبارک ہو کہ حرملہ کو گرفتار کرلیا گیا جب حرملہ کو مختار کے پاس لے آئے تو مختار نے حرملہ سے کہا اس خدا کی حمد و ثنا ہے کہ جس نے مجھے تیرے اوپر مسلط کیا اس کے بعد آواز دی الجزارا لجزار اے کاٹنے والے اے کاٹنے والے اتنے میں کاٹنے والا آگیا مختار نے اس سے کہا کہ حرملہ کے ہاتھوں کو کاٹ دے اس نے ایسا ہی کیا اس کے بعد کہا اس کے پاؤں کو کاٹ دے اس نے ان کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کے پاؤں بھی کاٹ دیئے اس کے بعد مختار نے آواز دی آگ جلاؤ تو آگ جلائی گئی اور جب آگ کے شعلے بلند ہوئے تو حرملہ کو اس آگ میں ڈال دیا اور اس کو جلادیا میں نے کہا سبحان اللہ مختار نے پوچھا خدا کا ذکر تو اچھی چیز ہے لیکن اس وقت تسبیح کیوں ادا کی میں نے کہا میں حج کے دوران امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوا مجھ سے مولا نے حرملہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ وہ زندہ ہے تو حضرت نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرکے فرمایا خدایا حرملہ کو لوہے اور آگ کا عذاب چکھا اور اب آکر یہ منظر دیکھ رہا ہوں اور مولا کی دعا کی قبولیت پر تسبیح خدا کررہا ہوں یہ سن کر مختار نے کہا کیا واقعا تم نے اس بات کو امام سجاد سے سنا ہے تو راوی کہتا ہے خدا کی قسم ہاں میں نے یہ بات مولا سے سنی ہے تو یہ سن کر مختار اپنے مرکب سے پیادہ ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور طویل سجدہ انجام دیا اس کے بعد فرمایا شکر ہے خدا کا کہ جس نے علی بن الحسین کی نفرین کو میرے ہاتھ سے انجام دیا اور امیر مختار شکر کا روزہ بھی بجالائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت حرملہ کو اپنی موت کا یقین ہوگیا تو امیر مختار سے کہا اب جب کہ مجھے قتل کا یقین ہوگیا ہے تو میں تمہیں سچ سچ بتاؤں اے امیر میرے پاس تین عدد سہ شعبہ تیر تھے اور وہ زہر میں بجھے ہوئے تھے ان میں سے ایک کے ساتھ علی اصغر کے گلوئے مبارک کو حسین کی آغوش میں چھیدا دوسرے کے ساتھ امام حسینؑ کے دل کو حدف بنایا جبکہ وہ اپنی قمیص کو اٹھا کر اپنی پیشانی سے خون صاف کرتے تھے اور تیسرے سے عبداللہ بن حسن کے گلوئے مبارک کو ہدف بنایا جب وہ اپنے چچا حسین کے پاس تھے۔

مختار کون تھے؟

مختار ابوعبیدہ بن مسعود بن عمیر ثقفی کے فرزند تھے اوائل ہجرت میں طائف میں پیدا ہوئے ان کے والد ابوعبیدہ ثقفی اسلامی لشکر کے سرداروں میں سے تھے اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانے میں قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور امیر مختار کی عمر اس وقت 13 سال تھی اس کے باوجود وہ اپنے والد کے ساتھ محاذ جنگ پر گئے اور ان کو ایک قسم کا عشق تھا کہ دشمن کے لشکر کے ساتھ جنگ کریں لیکن ان کے والد ان کو روکتے تھے مختار جوانمرد سخی اور جراءت مند تھے وہ ایک قوی فکر اور بہت زیادہ ہمت والے تھے۔

اور جنگی امور میں اچھا خاصا تجربہ رکھتے تھے اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ میں نے مختار کو بچپن میں حضرت علی کے زانو پر دیکھا کہ آنحضرت اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے **یَا کَیِّس یَا کَیِّس** اے زیرک اے ہوشمند اسی مناسبت سے مختار کے پیروکاروں کو کیسانیہ کہتے ہیں امام محمد باقرؑ نے فرمایا **لَاتَسُبُّوا الْمُخْتَارَ فَاِنَّهٗ قَتَلَ قَتَلَتَنَا وَطَلَبَ ثَارَنَا وَزَوَّجَ اَرَامِلَنَا وَقَسَّمَ فِیْنَا الْمَالَ عَلَی الْعُسْرَةِ** مختار کو برا بھلانہ کہو گالی نہ دو چونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا ہے اور ہمارے قاتلوں سے خون کا بدلہ لینے کے لیے قیام کیا ہے اور سخت حالات میں اپنے مال کو ہمارے درمیان تقسیم کیا ہے۔

حضرت مختار کا قید میں جانا

مختار اس وقت کوفہ میں رہتے تھے کہ جب حضرت مسلم امام حسین کے نمائندہ بن کر کوفہ تشریف لائے تو مختار ثقفی نے حضرت کی حمایت کی اور لوگوں سے بیعت لینے میں بہت کوشش کی ایک مدت تک حضرت مسلم کے میزبان بھی رہے مختار عراق میں آل محمد کے طرفدار اور آل محمد کے فضائل بیان کرنے والوں میں شمار ہوتے تھے اور نڈر شیعہ تھے اور حضرت علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین کی امامت کے قائل تھے اور ان کو دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔

حضرت مسلم کی شہادت کے موقع پر مختار کوفہ میں نہیں تھے حضرت مسلم کی شہادت کے بعد عبیداللہ بن زیاد نے چند آزاد مردوں کو گرفتار کیا اور قیدخانے میں ڈال دیا تاکہ جب امام حسینؑ عراق آئیں تو ان کی حمایت نہ کرسکیں۔

علامہ مامقانی لکھتے ہیں کہ ابن زیاد کے حکم سے جن افراد کی گرفتاری ہوئی تھی ان کی تعداد چار ہزار پانچ سو تک پہنچ چکی تھی اس بناء پر یہ بات جو کہ معروف ہے اور ابن اثیر سے بھی منقول ہے درست نہیں ہے کہ یہ لوگ اپنی جان کے خوف سے امام حسینؑ کی حمایت کے لیے نہیں نکلے اور حضرت کی شہادت کے بعد پشیمان ہوئے اور بعد میں خون حسینؑ کا بدلہ لینے کے لیے سیلمان بن صرد خزاعی کی رہبری میں توابین کے عنوان سے قیام کیا۔

حضرت مسلم کی شہادت کے بعد ابن زیاد کے حکم سے مختار کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا ابن زیاد نے ان سے کہا اے پسر عبیدہ یہ تم تھے کہ ہمارے دشمنوں کے ہاتھ پر بیعت کی مختار کے جواب دینے سے پہلے عمرو بن حریث کہ جو ابن زیاد کے درباریوں میں سے تھا اس نے تردید کی اور کہا مختار نے ایسا کام نہیں کیا ہے پھر ابن زیادہ نے مختار سے کہا اگر ابن حریث گواہی نہ دیتا تو یقیناً" میں تجھ کو قتل کرتا اس کے بعد مختار کو ناسزا الفاظ کہے اور اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کو حضرت مختار کے منہ پر اس قدر مارا کہ پیشانی پھٹ گئی اس کے بعد حکم دیا کہ مختار کو قید میں ڈال دیا جائے اس دوران میثم تمار بھی قیدخانے میں تھے انہوں نے مختار سے کہا تم ایک دن خروج کرو گے اور امام حسینؑ کے خون کا انتقام دشمنوں سے لوگے اور یہ شخص (ابن زیادہ) ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے جبکہ وہ خود قتل ہوجائے گا اور اس کا کٹاہوا سر تمہارے پاؤں کے نیچے ہوگا۔ اس بناء پر مختار امام حسینؑ کی شہادت کے وقت قیدخانے میں تھے جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ جس وقت امام حسین کا سرمبارک کوفہ میں ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو ابن زیاد نے اپنی کامیابی جتلانے کے لیے حکم دیا کہ مختار کو قید خانے سے دربار میں لے آؤ تاکہ ہماری کامیابی دیکھ کر مرعوب ہوجائے اور جس وقت مختار نے دربار میں قیدیوں اور شہداء کے سروں کو دیکھا تو اتنا زیادہ روئے کہ بے ہوش ہوگئے اور جب ہوش میں آئے تو بلند آواز سے ابن زیاد سے کہا مجھے ایک دن کا انتظار ہے اور خدا جلد مجھے وہ دن دکھائے کہ میں تم سے اپنے مولا کے خون کا بدلہ لوں مختار کے غضب کو دیکھ کر ابن زیاد نے اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس کے مشیروں نے مختار کا قتل خلاف مصلحت سمجھا اور مختار کے قتل سے ابن زیاد کو منع کیا پھر مختار کو دوبارہ قیدخانے میں بھیج دیا گیا۔ یہ بھی مخفی نہ رہے کہ مختار کے بارے میں روایات مدح و ذم دونوں طرح سے آئی ہیں لیکن شیعہ بزرگ علماء نے ان کی تعریف کی ہے اور مذمت کی روایتوں کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید وہ بنوامیہ کی سازش ہو سکتی ہیں۔

مختار کے قیام کا آغاز

مختار قیدخانے میں تھے لیکن ہمیشہ ان کے سینے میں قیام اور امام حسین کے خون کے انتقام کا جذبہ موجزن رہا یہاں تک کہ مخفی طور پر اپنی بہن صفیہ کو ایک خط لکھا کہ جو عبداللہ کی بیوی تھی اور اپنی بہن سے یہ خواہش کی کہ وہ اپنے شوہر کو آمادہ کرے کہ یزید کو مختار کی آزادی کے لیے ایک خط لکھے تو مختار کا خط زائدہ بن قدامہ ثقفی کے توسط سے صفیہ کو پہنچا جو مدینے میں تھی صفیہ نے اپنے شوہر کو مختار کی آزادی کے لیے تیار کیا اور عبداللہ بن عمر نے اس بارے میں یزید کے نام خط لکھا یزید نے عبداللہ کی سفارش کو قبول کیا اور عبیداللہ ابن زیاد کے لیے خط لکھا کہ مختار کو آزاد کردے عبیداللہ نے مختار کو آزاد کردیا لیکن اس میں شرط یہ تھی کہ کوفہ میں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے ورنہ قتل کر دیئے جائیں گے اور مختار آزاد ہوتے ہی کوفہ سے حجاز کی طرف چلے گئے اور جاتے ہوئے واقصہ میں ایک مرد صعقب بن زہیر کے نام سے یا ابن عرق کے نام سے کہ ثقیف کا آزاد شدہ غلام تھا کو دیکھا ابن عرق یا ابن زہیر نے سلام کیا اور پوچھا یہ کیا داغ زخم ہے کہ جو میں آپ کی آنکھ میں دیکھ رہا ہوں تو مختار نے کہا ابن زیادہ نے لکڑی سے مارا ہے خدا مجھے مار ڈالے اگر میں نے اس کو نہ مارا اور اس کے اعضاء کے ہر ہر عضو کو جدا نہ کیا اور امام حسینؑ کے خون کے انتقام میں اتنی تعداد میں لوگوں کو نہ ماروں کہ جتنی تعداد میں حضرت یحییٰ بن زکریا کی شہادت کی وجہ سے مارے گئے تھے یعنی ستر ہزار آدمیوں کو قتل کروں گا۔

یزید کی ھلاکت

مختار ہمیشہ فضا سازگار کرنے اور قیام کے لیے کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ یزید جمعرات 14 ربیع الاول سن 63 ہجری میں واصل جہنم ہوا اور معروف قول کے مطابق یزید کی عمر اس وقت 38 سال تھی اور اس کی خلافت کی مدت دو سال اور آٹھ ماہ تھی بعض کہتے ہیں کہ اس کی عمر 37 سال تھی اور سلطنت کی مدت تین سال اور نو مہینے تھی اسی سال حجاز کے لوگوں نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی اور شام میں مروان بن حکم کی بیعت کی اور بصرہ میں عبیداللہ بن زیادہ کی بیعت کی لیکن عراق کے لوگ پریشان اور سخت پشیمان ہوئے چونکہ انہوں نے امام حسینؑ کی حمایت نہیں کی تھی اور مسئلہ بیعت کی وجہ سے کوفہ اور اس کے اطراف میں قیام کے لیے راستہ ہموار تھا جس نے فائدہ اٹھاتے ہوئے سلیمان بن صرد خزاعی 93 سالہ بزرگ نے امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے قیام کیا اور بہت سے لوگوں نے ان کی حمایت کی اس مرد خدا نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بہت زیادہ جنگ کی اور کئی ہزار دشمنوں کو واصل جہنم کیا اور بنی امیہ کے ناقابل شکست ہونے کا خیال ختم کردیا اور مختار کے قیام کے لیے راہ ہموار کی اور وہ 65 ھ میں مروان کی خلافت کے زمانے میں شہید ہوئے اور ان کے سر کو اپنے باوفا ساتھ

مسیب بن بجبہ کے سر کے ساتھ شام لے جایا گیا۔

مختار کی کامیابی

عبداللہ بن زبیر حجاز پر مسلط تھا اور عبداللہ بن مطیع کو کوفہ اور عراق کا گورنر بنایا ہوا تھا اس کی حکمرانی کافی پھیلی ہوئی تھی مختار نے حجاز میں عبداللہ بن زبیر کے معلومات حاصل کیے تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے اور خاندان نبوت سے کٹا ہوا ہے تو اس بناء پر مختار نے اس کو اپنے مطلب کا نہ پایا لیکن ظاہری حفاظت اور سیاسی عقلمندی کی بناء پر حجاز سے کوفہ چلے آئے اور راستے میں ہانی بن ابی حیہ کے ساتھ ملاقات کی کوفے کے حالات ان سے پوچھے تو اس نے کہا اگر کوئی شخص قیام کرے اور کوفے کے لوگوں کو اپنے اطراف میں جمع کر سکے تو کامیابی کی امید کی جاسکتی ہے مختار نے کہا خدا کی قسم میں ان کو حق کی بنیاد پر اپنے اطراف میں جمع کروں گا اور ان کے ساتھ مل کر ہر ظالم سرکش کے ساتھ جنگ کروں گا مختار ایک مضبوط عزم لیکر کوفے میں داخل ہوئے اور مسجد میں چلے گئے وہاں نماز پڑھی جب لوگوں نے ان کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مختار یقیناً" ایک اہم موضوع کے لیے کوفہ میں آئے ہوئے ہیں۔

نماز پڑھ کر مختار اپنے گھر چلے گئے اور شیعان علیؑ کو اپنے گھر میں دعوت دی اور ان سے کہا میں محمد بن حنفیہ فرزند علی کی طرف سے اہل بیتؑ کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمنوں کو قتل کرنے کے لیے آیا ہوں تو شیعہ اکابرین نے کہا ہمیں یقین ہے کہ آپ اس کام کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن صبر کریں تاکہ دیکھیں کہ سلیمان بن صرد کے واقعہ کا کیا انجام ہوتا ہے مختار ایک خاص تدبیر کے ساتھ اپنے ہدف کے حصول میں کوشاں تھے آخرکار عبداللہ بن زید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کے حکم سے دوبارہ قید ہوئے۔

یہ دونوں کوفہ اور بصرہ کے حاکم تھے سلیمان بن صرد خزاعی کی شہادت کے وقت مختار دوبارہ قید خانے میں زندگی گزار رہے تھے اور مختار نے اسی قید خانے سے خفیہ طور پر چند افراد کو خط لکھے اور لوگوں کے ساتھ رابطہ کیا اور آہستہ آہستہ کوفے کے لوگوں کے ساتھ رابطہ بڑھ گیا حالانکہ وہ قید خانے میں تھے اس کے باوجود لوگ ان کی بیعت کرتے تھے مختار اپنی بہن کے شوہر عبداللہ ابن عمر کی طرف سے عبداللہ بن زید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو خط لکھوائے اور انہیں مختار کو آزاد کرانے کی تشویق دلائی اور انہوں نے بھی ضمانت پر مختار کو آزاد کردیا جب عبداللہ بن زبیر کو رہائی کی خبر ہوئی تو اس نے ان دونوں کو معزول کردیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن مطیع کو کوفہ اور حارث بن عبداللہ کو بصرہ کا حاکم مقررہ کردیا جب مختار آزاد ہوئے تو اکثر لوگ ان کے گھر میں جمع رہتے تھے اور شیعہ حضرات گروہ در گروہ اس کے پاس آتے تھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ہر ہر لحظے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا تھا اس دوران مالک اشتر کا بیٹا ابراہیم بھی جو ایک بہادر مرد تھا کافی تعداد کے ساتھ مختار

کے ساتھ آملا اور اس کے بعد سخت جنگ شروع ہوگئی۔

اگرچہ حاکم کوفہ عبداللہ بن مطیع کے ساتھ کافی تعداد تھی مگر اس کے باوجود بھی وہ مختار کے ساتھ مقابلہ نہ کرسکا اور وہ عورتوں کے لباس اور حلیے میں گورنر ہاؤس سے نکلا اور فرار ہوگیا اور اس کے ساتھیوں نے امان طلب کی تو ان کو امان دے دی گئی۔

اس کے بعد مختار دارالامارہ میں داخل ہوگئے اور تخت پر قبضہ کرلیا پھر آہستہ آہستہ کوفہ اور اس کے اطراف کے لوگ مختار کے تابع ہوگئے یہ واقعہ سلیمان بن صرد کی شہادت کے ایک سال بعد پیش آیا اس موقع پر مختار نے حکم دیا کہ عمر سعد اور اس کے کے لشکر کو کہ جو امام حسینؑ کے خون میں شریک تھا گرفتار کیا جائے چنانچہ ان سب کو مختلف مقامات سے گرفتار کیا گیا اور ان کو بدترین طریقے سے ہلاک کیا گیا من جملہ ان میں خولی، عمر سعد، شمر اور حرملہ بھی شامل تھے اور خدا نے ان قاتلین حسین کو دنیا میں بھی مختار کے ذریعے جہنم کی سی سخت سزا دی اور آخرت میں بھی ان کو سخت سزا دے گا منقول ہے کہ مختار نے اٹھارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔

ابن زیاد کو قتل کرنا

مختار کو خبر پہنچی کہ ابن زیاد شام میں ایک بہت بڑی فوج کی تیاری میں مصروف ہے اور کوفہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوچکا ہے بعض نے لکھا ہے کہ اس کے لشکر کی تعداد 80 ہزار تھی مختار نے اپنے لشکر کو ابراہیم بن مالک اشتر کی سربراہی میں ابن زیاد کے لشکر کو روکنے کے لیے بھیجا اور ان کا ٹکراؤ موصل کی سرزمین پر ہوا جہاں ابراہیم کی مختصر فوج نے ابن زیاد کے ایک بہت بڑے لشکر کو شکست دی اور دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے اس جنگ میں ابن زیاد ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتھوں ہلاک ہوا ابراہیم کے حکم سے اس کا سر اور شام کے حاکم مروان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور مختار کے پاس لایا گیا تو وہاں کہیں سے اچانک ایک چھوٹا سا سانپ نکلا جو کہ تمام سروں میں باری باری داخل ہوتا تھا یہاں تک کہ ابن زیاد کے سر تک پہنچا کبھی اس کے ناک میں داخل ہوتا تھا اور کان سے نکل آتا تھا اور کبھی ناک میں داخل ہوتا تھا اور گلے سے نکل آتا تھا سانپ نے بارہا ایسا کیا جس سے حاضرین کو تعجب ہوا اس کے بعد مختار نے ابن زیاد کے سر کو مدینے میں محمد بن حنفیہ کے پاس بھیجا اور محمد اس کو امام سجادؑ کے پاس لے گئے اور امام سجادؑ اس وقت کھانا کھانے میں مشغول تھے جب مولا نے اس ملعون کے سر کو دیکھا تو آپ اسی وقت سجدہ شکر بجالائے اس کے بعد فرمایا **اَلحَمدُلِلّٰهِ الَّذِی اَدرَکَ لِی ثَارِی مِن عَدُوِّی وَجَزَی اللّٰهُ المُختَارَ خَیراً"**

اس خدا کی حمد و ثناء کہ جس نے ہمارے خون کا انتقام ہمارے دشمنوں سے لیا خداوند تعالے مختار کو جزائے خیر دے اور فرمایا جس وقت ہم ابن زیاد کے دربار میں داخل کیے گئے تھے ہم نے دیکھا کہ اس وقت وہ کھانا کھا رہا تھا

اور میرے والد کا سرمبارک اس کے پاس تھا اس وقت میں نے دعا مانگی خدایا ہمیں اس وقت تک موت نہ دے جب تک ابن زیاد کے سر کو نہ دیکھ لیں۔

مختار نے اٹھارہ مہینہ حکومت کی (14 ربیع الاول سن 66 ھجری سے 14 رمضان 67 ہجری تک) اور بالآخر 67 سال کی عمر میں مصعب بن زبیر کے لشکر کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی مصعب اس وقت بصرہ کا حاکم تھا جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے مقرر ہوا تھا۔

اھل بیتؑ کے دشمن اپنے انجام کو پہنچے

امام حسینؑ کے تمام قاتل اور جنگ میں شریک ہونے والوں کو بہت سخت سزا ملی کچھ لوگوں کو مختار کے ذریعے سے خدا نے سزا دی اور کچھ لوگوں کو دیگر آفات بلیات کے ذریعے عبرتناک سزا دی۔

سختی کشی زچرخ چوسختی دھی به خلق
در کیفر فلک غلط واشتباه نیست

عبداللہ بن زیاد سے منقول ہے کہ امام حسینؑ کے خون میں شریک ہونے والے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی کہ جس سے میں نے پوچھا کہ تو کیوں نابینا ہوگیا ہے تو اس نے جواب میں کہا میں عاشورہ کے دن عمر سعد کی فوج میں شامل تھا لیکن میں نے نہ کسی کو نیزہ مارا نہ تلوار ماری نہ تیر مارا اور امام حسینؑ کی شہادت کے بعد جب میں اپنے گھر واپس لوٹا اور نماز عشاء بجالانے کے بعد سو گیا تو عالم خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا رسول خدا نے تجھے طلب کیا ہے ان کی بات کو سن لو میں نے کہا مجھے رسول خدا سے کیا کام تو اس نے مرے گریبان کو پکڑا اور مجھے کھینچتا ہوا حضرت کے پاس لے گیا اچانک میں نے دیکھا کہ رسول خدا ایک بیابان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آستین کو اوپر کئے ہوئے ہیں اور تلوار آپ کے ہاتھ میں ہے اور ایک خلقت ان کے سامنے کھڑی ہے اور آگ کی تلواریں ان کے ہاتھوں میں ہیں اور انہوں نے میرے سامنے ان تلواروں سے میرے نوساتھیوں کو مار ڈالا جوکہ مجھ سے پہلے وہاں کھڑے تھے اور کربلا میں شریک جنگ تھے اور آپ جس پر تلوار مارتے تو اس کے پورے بدن کو آگ لگ جاتی تھی میں آپ کے پاس گیا اور دو زانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور میں نے کہا کہ آپ پر سلام ہو اے رسول خدا! لیکن حضرت نے میرے سلام کا جواب نہ دیا اور کافی دیر کے بعد سر کو اپنے زانوؤں سے اٹھایا اور مجھ سے فرمایا اے خدا کے دشمن تو نے میرے احترام کو ختم کردیا اور میرے خاندان کو قتل کیا اور میرے حق کا لحاظ نہیں کیا میں نے عرض کیا اے رسول خدا خدا کی قسم نہ میں نے کسی کو تلوار ماری ہے نہ نیزہ مارا ہے اور نہ کوئی تیر مارا حضرت نے فرمایا **صَدَقْتَ وَلٰكِنَّكَ كَثَّرْتَ السَّوَادَ اُدْنُ مِنِّیْ** تو

نے سچ کہا ہے لیکن تو نے ہمارے دشمنوں کی خوشی میں اضافہ کیا ہے پھر مجھے فرمایا ادھر میرے قریب آؤ میں قریب گیا تو دیکھا کہ حضرت کے سامنے خون سے بھرا ہوا ایک طشت پڑا ہوا تھا۔ مجھ سے فرمایا یہ میرے فرزند حسین کا خون ہے اور وہی خون آپ نے میری آنکھوں میں لگایا اور میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو نابینا پایا اور اس وقت سے لے کر اب تک کوئی چیز نہیں دیکھ سکتاہوں الملهوف ص 121 تا 122 خارج 45 ص 306

پروردگار چہاردہ معصومؑ شہداء کربلا اور اسیران اہل بیتؑ کی مظلومیت کا واسطہ ہمیں ان کا پیروکار دوست اور مخلص قرار دے اور سخت دن کے موقع پر (قیامت کے دن) ہمیں ان کی شفاعت نصیب فرما۔ (آمین ثم آمین)

ختم شد

عرصہ محنت ایک ماہ ایک دن خدا ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور مومنین کے لئے اس کو باعث عبادت عزاداری قرار دے اور ہمارے لئے شفاعت آل محمد کا باعث قرار دے

(ابتداء 4 محرم ختم 5 صفر)